مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا

تصنیف
مفتی عابد حسین مصباحی نوری قادری

تبصرہ
رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ





ناشر
المجمع القادری فیض العلوم جمشید پور

سول ایجنٹ
مکتبہ جام نور دہلی

مقامِ غوثِ اعظم

اور

امام احمد رضا

از

مفتی محمد عابد حسین مصباحی نوری قادری
شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

تبصرہ

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

المجمع القادری فیض العلوم

دھتکی ڈیہہ۔ جمشید پور (جھارکھنڈ)

سول ایجنٹ:۔ مکتبہ جام نور۔ دہلی

نام کتاب......مقامِ غوثِ اعظم اور امام احمد رضا

مرتب..........محمد عابد حسین مصباحی نوری قادری

تبصرہ..........مناظر اہل سنت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

بانی :- مدرسہ فیض العلوم جمشید پور (انڈیا)

تقدیم..........مولانا عبد المبین نعمانی صاحب چریا کوٹ

پروف ریڈنگ..........غلام غوث رضوی، رئیس کوثر، امان اللہ، گلزار احمد متعلمین مدرسہ فیض العلوم جمشید پور۔

اشاعت باراول..........۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء

ناشر..........المجمع القادری۔ مدرسہ فیض العلوم۔ دھتکی ڈیہہ جمشید پور

قیمت... 100 روپئے

ملنے کے پتے

(۱) المجمع المصباحی مبارکپور اعظم گڑھ، یوپی

(۲) حافظ افضل حسین مصباحی، لوکہا بازار ضلع مدھوبنی (بہار)

(۳) عابد حسین مصباحی مدرسہ فیض العلوم دھتکی ڈیہہ، جمشید پور

(۴) مکتبہ جام نور۔ آزاد نگر ۲ مانگو، جمشید پور

تأثر گرامی

محدث کبیر حضرت **علامہ ضیا المصطفیٰ** صاحب قبلہ دامت فیوضہم
بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ امجدیہ، گھوسی، مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ حامداً و علی نبیہ مصلیاً

محبّ گرامی قدر مولانا مفتی عابد حسین صاحب کو میں ان کے عہد تحصیل سے جانتا ہوں۔ یہ اپنے رفقائے درس میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے اور اب منصب تدریس و افتاء کو بھی حزم واحتیاط کے ساتھ نباہ رہے ہیں۔ تحقیق و جستجو اور جدت پسندی ان کی طبیعت میں داخل ہے۔ رب قدیر ان کے علم و فضل میں مزید برکتیں عطا فرمائے (آمین)

مولانا موصوف کی ایک تالیف سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے احوال و کرامات پر مشتمل جستہ جستہ پڑھی، پسند آئی ...... اور اب ''مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا'' کا مبیضہ جو طباعت کے لئے تیار ہے پیش نظر ہے ...... افکار امور متعلقہ کی وجہ سے مجھے اس کے بھرپور مطالعہ اور حسب حاجت قلم جنبانی کی مہلت نہیں مل رہی ہے، صرف مولانا موصوف کے اصرار پیہم پر ان کی دلجوئی کی خاطر چند سطریں حاضر ہیں۔

مجدد دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت قدست اسرارہٗ العالیہ، کثیر علوم وحقائق کے رمز شناس، صاحب بصیرت محقق اور مسائل لاینحل کے عقدہ کشا امام ہیں۔ تائید غیبی آپ کی جانب اس قدر متوجہ تھی کہ آپ سے کوئی خلاف واقعہ یا خلاف تحقیق بات سہو قلم سے بھی صادر نہ ہوتی تھی۔

امام احمد رضا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور اکابر اولیائے امت رضوان اللہ علیہم کی بارگاہوں کے نہ صرف عقیدت مند تھے بلکہ ان بارگاہوں کے فیوض وبرکات کی خوشہ چینی بھی فرماتے تھے، اسی بنا پر فتنوں کی تیز وتند آندھیوں کی زد پر بھی احقاق حق کی لو مدھم نہ ہونے دیتے تھے۔

فرد الافراد، غوث الاغواث قطب الاقطاب سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی سے اعلیٰ حضرت کو انتہائی عقیدت تھی اور حقائق و روایات کی روشنی میں آپ نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نظم ونثر دونوں طرح کے شہ پارے پیش فرمائے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

ردالمحتار کی جو جلدیں اعلیٰ حضرت کے زیر مطالعہ تھیں میں نے اس کی کسی جلد کے آخری صفحہ کی پشت پر بچشم خود مشاہدہ کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متواتر فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ الله" ایک مخصوص تاویل کا عربی عبارت میں رد فرمایا ہے۔ اختصار کے ساتھ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بزرگ نے سرکار غوث الوریٰ کے مذکورہ بالا ارشاد کی تاویل یہ کی تھی کہ سیدنا غوث اعظم نے اپنے ہم عصر اولیائے کرام کے لحاظ سے الہامی جملہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کا قدم پاک تمام اولیائے معاصرین کی گردنوں پر ہے، اولیائے متقدمین و متاخرین اس عموم میں داخل نہیں تھے۔ اگر یہ تاویل اختیار نہ کی جائے تو صحابۂ کرام اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہم سے آپ کو افضل کہنا پڑے گا جب کہ یہ امر خلاف واقعہ اور خلاف شرع بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار غوثیت مآب کا یہ فرمان اطلاق عرفی کے اعتبار سے اپنے عموم پر ہے اور اس میں کسی تاویل و تخصیص کی کوئی حاجت ہی نہیں اور اس میں کوئی امر خلاف شرع لازم نہ آئے گا۔ اس لئے کہ صحابہ کرام اور تابعین یا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر چہ اطلاق حقیقی کی رو سے ولی ہیں لیکن عرف مسلمین میں انہیں ولی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ ان سے افضل و مقدم شمار کیا جاتا ہے تو یہ حضرات ارشاد مذکورہ کے عموم میں داخل ہی نہیں ہیں کہ تخصیص کی نوبت آئے۔ رہ گئے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیائے کرام ماقبل و مابعد تو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے افضل ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ملتی کہ حاجت تاویل و تخصیص پیش آئے۔ اس لئے ظاہر یہی ہے کہ سرکار والا کا ارشاد عالی اپنے عموم پر باقی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی اس تقریر سے جہاں آپ کی دقت نظر معنی آفرینی اور نکتہ رسی کی خصوصیت نمایاں ہوتی ہے وہیں یہ گوشہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو بارگاہ غوثیت

تاب سے نہ صرف گہری عقیدت تھی بلکہ وہ اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم کے درمیان آپ کی کیسی بے مثال فضیلت کے قائل تھے۔ اسی لئے فرماتے ہیں۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

قصیدہ غوثیہ کی عربیت پر کسی نے اعتراض کیا تو اعلیٰ حضرت نے ''زمزمہ قمریہ'' میں اس کا بھرپور دفاع کیا۔ اسی طرح صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) پر اعتراض ہوا تو اس کے جواب میں آپ نے دو رسالے تصنیف فرمائے۔ روافض نے آپ کی سیادت پر حملہ کیا تو ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ حضور سے مصافحہ کی کرامت کی وجہ سے کسی نے سیدنا شیخ احمد رفاعی کبیر رضی اللہ عنہ کی آپ پر برتری کا دعویٰ کیا تو آپ نے ایک مدلل رسالہ تصنیف فرما دیا وغیر ذالک۔ حاصل یہ ہے کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کرم سے جو طوق غلامی آپ کو ملا تھا آپ نے اس کا حق ادا کر دیا۔

میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں رہ کے بھی دیتا رہوں پہرا تیرا

مولانا مفتی عابد حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ عطا فرمایا کہ انہوں نے رشتۂ قادریت اور نسبت رضویت کا نمک ہی نہ ادا کیا بلکہ ان اصحاب خرقہ کی رہبری بھی فرما دی ہے جو سرکار غوث الوریٰ کی نسبت پر پل رہے ہیں اور ان کے بدخواہوں کی ہوا خواہی میں بھی لگے ہوئے ہیں، انہیں سیدنا اعلیٰ حضرت سے تقاضائے نسبت کا درس لینا چاہئے۔
نسئل اللہ تعالیٰ السلامۃ والسداد وھو الھادی الی سبیل الرشاد.

ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

□□□

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

تقریظ جلیل

امین شریعت چشم و چراغ خانوادۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سبطین رضا ادارۂ شرعیہ رائے پور چھتیس گڑھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجدد اعظم امام احمد رضا المعروف بہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چمنستانِ اسلام کے ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول کا نام ہے جو سدا بہار ہے اور جس کی خوشبو سارے عالم میں پھیلی اور پھیلتی جارہی ہے۔ مسلمانوں کے ایمانی دماغوں کو مہکارہی ہے اور مہکاتی رہے گی۔ بلاشبہہ وہ ایک سچے عاشقِ رسول تھے اور ایسے عاشق کہ خود ہی فرما گئے کہ

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام ۔۔۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ میں دنیا سے مسلمان گیا

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

انہوں نے جو کچھ لکھا نثر میں ہو یا نظم میں وہ عشق رسول میں ڈوب کر لکھا اور اتنا لکھا کہ آج اس لکھنے کی مثال نہیں ملتی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَاءُ۔ سرکار کی حیات طیبہ کے ایک ایک گوشہ پر نگاہ رکھتے اور ہر وہ بات جس میں سرکار کی رفعت شان اور علو مرتبت کی ادنیٰ سی جھلک پائی جاتی اسے اجاگر کرنے میں کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ ملاحظہ ہو معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا۔

برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار ۔۔۔ آج تک سینۂ مہ میں ہے نشان سوختہ

وہ سچے عاشق رسول تھے تو سرکار کے صحابۂ کرام، اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات، اولیائے عظام وائمۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ بالخصوص پیرانِ پیر و دستگیر قطب ربانی غوث صمدانی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تو عاشق زار تھے بلکہ بقول ان کے ہند میں ان کے پہریدار تھے، خود فرماتے ہیں کہ

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد ۔۔۔ ہند میں رہ کے بھی دیتا ہوں پہرا تیرا

زیر نظر کتاب ''امام احمد رضا اور مناقب غوث اعظم'' جسے محبّ گرامی قدر حضرت

مولانا مفتی عابد حسین صاحب رضوی مفتی فیض العلوم جمشید پور نے ترتیب دیا ہے اس میں آپ کو غوث اعظم کے اسی ہندی پہریدار کی پہریداری کے حسین جلوے خوب خوب نظر آئیں گے، پڑھیئے اور لطف اٹھائیے۔ احقر کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول عام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

گرد راہ مصطفٰے۔ سبطین رضا غفرلہ

تقریظ جمیل

از شہزادۂ حافظ ملت پیر طریقت رہبر شریعت عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ
سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

محب گرامی مولانا مفتی عابد حسین مصباحی صاحب زید مجدہم جماعت اہل سنت کے جواں سال عالم دین اور باصلاحیت مفتی ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے علمی ماحول میں پروردہ اس عالم دین نے جہاں درس وتدریس میں دسترس حاصل کی وہیں تحریری صلاحیت بھی حاصل کی۔

موصوف کا مقالہ ''امام احمد رضا اور مناقب غوث اعظم'' دونوں بزرگوں سے عقیدت ومحبت کا اظہار ہے۔ اس میں موصوف نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظم ونثر کے ان حصوں کو جمع کیا ہے جنہیں مجدد دین وملت نے بارگاہ غوثیت میں خراج عقیدت ومحبت کے طور پر پیش کیے ہیں۔ ساتھ ہی اپنے تبصروں سے پیچیدہ مسئلوں کو حل کر کے معترضین کو مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔ موصوف کی یہ عظیم کاوش ہے۔ رب قدیر اس کو قبول فرمائے اور عوام وخواص کو اس سے فیضیاب کرے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقط۔ عبدالحفیظ عفی عنہ
خادم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
۲۰ رربیع الآخر ۱۴۲۲ھ

تبصرہ

از رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان۔ بانی مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''امام احمد رضا اور مناقب غوث اعظم'' کے عنوان سے ہمارے دارالعلوم مدرسہ فیض العلوم کے استاذ حضرت مولانا مفتی عابد حسین قادری مدظلہ العالی نے ایک مقالہ لکھا ہے اور مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں اس پر تبصرہ کروں۔

بارگاہ غوثیت میں ان کا یہ نذرانۂ عقیدت باعث سعادت وصد افتخار ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نظم ونثر میں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو عظیم مناقب تحریر فرمائے ہیں وہ ان کی تصنیفات میں ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد ہر شخص واضح طور پر محسوس کرسکتا ہے کہ بارگاہ غوثیت میں حضور اعلیٰ حضرت کو کتنا عظیم تقرب حاصل ہے۔

نظم میں جو اشعار حدائق بخشش میں کئی صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں ان کی تعداد ۵۵۱ رہے۔ ان اشعار میں سرکار غوث اعظم کی رفعت شان اور مقام بلند کا بیان جن شعری محاسن کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے وہ انہیں کی زبان وقلم کا حصہ ہے۔

بطور نمونہ چند منتخب اشعار ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مصطفےٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا — جس نے دیکھا، میری جان! جلوۂ زیبا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے — کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں — آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت — میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے — حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد — ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرہ تیرا
تیری عزت کے نثار اے میرے غیرت والے — آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

بدسہی، چور سہی، مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی، ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی
کہ وہی ناوہ رضا بندۂ رسوا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

فخر آقا میں رضا اور ایک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثناخوانوں میں چہرہ تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

حضور اعلیٰ حضرت کے نثری کلام میں بھی مناقب غوث اعظم آبدار موتیوں کی مانند بکھرے ہوئے ہیں۔ آپ نے سرکار غوثیت میں خراج عشق وعقیدت کے جو اچھوتے اور نادر نثری نمونے پیش کیے ہیں، انہیں دیکھنے کے بعد واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے عاشق غوث الوریٰ تھے اوران کی رفعت شان کے خلاف اٹھائے جانے والے بے جا اعتراضات کا دنداں شکن اور مسکت جواب دینے میں تو آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ازہار الانوار، انہار الانوار، فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ، الزمزمۃ القمریہ اور طرد الافاعی میں یہ نمونے موجود ہیں۔ ان کتابوں کا خلاصہ بھی آپ کو زیر نظر مقالے میں پڑھنے کو ملے گا۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی اور کئی کتابوں کے حوالے سے فاضل مرتب نے یہ ثابت کردیا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثیت وقطبیت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ آپ کے مثل امت میں (مستثنیات کو چھوڑ کر) نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

میرے لیے یقیناً یہ سعادت وخوش بختی ہے کہ میں بھی حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں ہوں اور نسبت قادریت رکھتا ہوں اور اسی جذبہ سے متأثر ہوکر کئی سال پہلے اشعار ذیل کی صورت میں یہ استغاثہ کیا تھا۔

ہاتھ پکڑا ہے تو تاحشر نبھانا یا غوث
اب کسی حال میں دامن نہ چھڑانا یا غوث

اپنے ہی کوچے میں سرشارِ تمنا رکھنا
اپنے محتاج کو دردر نہ پھرانا یا غوث

دل سے اترے نہ کبھی تیرے تصور کا خمار
ایسا اک جام حضوری کا پلانا یا غوث

تیرے نانا کی سخاوت کی قسم ہے تجھ کو
اپنے در سے ہمیں خالی نہ پھرانا یا غوث

کبھی آنکھوں میں، کبھی خانۂ دل میں رہنا!   روح بن کر مری رگ رگ میں سمانا یا غوث
نسبت حلقہ بگوشی کا بھرم رکھ لینا   بہر امداد میری قبر میں آنا یا غوث
دوست خوش ہوں، میرے دشمن کو پشیمانی ہو   کام بگڑے ہوئے اس طرح بنانا یا غوث
تیرے جلووں سے ہیں کتنے ہی شبستاں روشن   میرے دل میں بھی کوئی شمع جلانا یا غوث
آبگینہ مری امید کا ٹوٹے نہ حضور   یاس کی زد سے ہمیں آکے بچانا یا غوث
کسی مجدھار سے ارشد کی صدا آتی ہے   مری کشتی کو تم ہی پار لگانا یا غوث

ارشد القادری
بانی و مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور
۵؍اگست ۲۰۰۰ء

کبھی آنکھوں میں، کبھی خانۂ دل میں رہنا! روح بن کر مری رگ رگ میں سمانا یا غوث
نسبت حلقہ بگوشی کا بھرم رکھ لینا بہر امداد میری قبر میں آنا یا غوث
دوست خوش ہوں، میرے دشمن کو پشیمانی ہو کام بگڑے ہوئے اس طرح بنانا یا غوث
تیرے جلووں سے ہیں کتنے ہی شبستاں روشن میرے دل میں بھی کوئی شمع جلانا یا غوث
آبگینہ مری امید کا ٹوٹے نہ حضور یاس کی زد سے ہمیں آکے بچانا یا غوث
کسی مجدھار سے ارشد کی صدا آتی ہے مری کشتی کو تم ہی پار لگانا یا غوث

ارشد القادری
بانی و مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور
۵؍اگست سنہ ۲۰۰۰ء

تقدیم

از عالم باعمل بدر طریقت حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ
مہتمم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ

سلسلۂ قادریہ جسے امُّ السلاسل بھی کہتے ہیں تصوف کے تمام سلسلوں پر فائق اور سب کی اصل ہے۔ اس کی نسبت سرآمد عارفاں، پیر پیراں امام الاولیاء سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی، مقبول صمدانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی قدس اللہ سرہ ورضی عنہ بالرضا السرمدی (المتوفی ۵۶۱ھ) کی طرف ہے، جس طرح سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء کے سردار ہیں اسی طرح آپ کا سلسلہ قادریہ بھی تمام سلاسل سے افضل واعلیٰ اور وصول الی اللہ کے لیے اقرب السُّبل ہے۔ اس سلسلۂ مبارکہ میں شریعت مطہرہ کی سختی کے ساتھ پابندی اور سنت نبویہ کی پیروی کو سب اعمال واشغال پر فوقیت حاصل ہے، اور حقیقت ہے کہ شریعت پر جس قدر پابندی سخت ہوگی طریقت میں اسی قدر رسوخ زیادہ ہوگا، کہ طریقت کا درجہ شریعت کے بعد ہے۔

اس سلسلے کی اشاعت بغداد سے ہوئی پھر پوری دنیا میں اسے جو فروغ ملا کسی اور سلسلے کو نہیں ملا، ہندوستان بھی اس مقدس سلسلے کی برکتوں سے محروم نہیں رہا، بلکہ دیگر سلاسل کے مقابلہ میں اس کی زیادہ اشاعت ہوئی۔

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی (صدر شعبۂ دینیات ہمدرد یونیورسٹی دہلی) رقم طراز ہیں۔

سلسلۂ قادریہ کو جو عظمت ہندوستان میں حاصل ہے وہ دیگر سلاسل کو نہیں، اس کا اعتراف متعدد مشائخ کرام اور ارباب دین ودانش نے کیا ہے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (م ۱۰۳۴ھ) نے اپنے مکتوبات اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے ہمعات وتفہیمات میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے فضائل وکمالات سے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ ان کے علاوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) شیخ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) اور امام احمد رضا قادری محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) کے علاوہ کئی ارباب علم وفضل نے عظمت قادریت سے متعلق کتابیں

اور تحریریں یادگار چھوڑی ہیں۔

(قطب الہند عبد الوہاب جیلانی ص ۴۱۔۴۲)

یہ ایک مستقل بحث ہے کہ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا بانی کون ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ سلسلۂ چشتیہ کے ساتھ ہی سلسلۂ قادریہ کی بھی آمد ہندوستان میں ہوگئی تھی۔ شروع میں ضرور سلسلہ چشتیہ کو زیادہ فروغ ملا اور اسلام کی ترویج واشاعت بھی ہندوستان میں اس سلسلے سے زیادہ ہوئی، لیکن بعد میں سلسلۂ قادریہ کو تمام سلاسل کے مقابلے میں زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کی بہت ساری خانقاہیں وجود میں آئیں جن میں مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یوپی) کی خانقاہ قادریہ برکاتیہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے جہاں ایک سے ایک علم وفضل کے تاجدار پیدا ہوئے اور اپنی عظمت وولایت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر چلاتے رہے۔ اس خانوادۂ قادریہ برکاتیہ کے اربابِ کمال ہمیشہ علم باطن کے ساتھ علم ظاہر سے بھی آراستہ رہے۔ احقاق حق وابطال باطل بھی اس خانوادے کا طرۂ امتیاز رہا ہے جب کہ بہت ساری خانقاہیں تصوف کے پردے میں صلح کلیت کا شکار ہوکر رہ گئیں۔ گویا کہ یہ خانقاہ شریعت وطریقت کا ایک سنگم رہی ہے اور آج بھی اس کو یہ خصوصیت بطریق اولیٰ حاصل ہے۔ یہی وہ خانقاہ ہے جسے چودہویں صدی کے مجدد امام العلماء، سند الفقہاء، تاجدار شریعت وطریقت، امام عشق ومحبت سیدنا الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے پیرخانہ کے لیے منتخب فرمایا اور اپنے وقت کے سجادہ نشین خاتم الاکابر صاحب المناقب والمفاخر حضور سید شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۲۹۶ھ) کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور پھر اسی وقت خلافت اور اجازت سے بھی سرفراز ہوئے جبکہ آپ کی عمر پاک اس وقت ۲۲ سال کی تھی اور مسند افتاء پر سرفراز ہو چکے تھے۔

مارہرہ مطہرہ کی خانقاہ قادریہ برکاتیہ سے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو جو قادری نسبت حاصل ہوئی اس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو کچھ ایسا نوازا اور مئے حبِ قادری سے آپ کچھ ایسا سرشار ہوئے کہ ساری زندگی قادری نسبت میں ڈوبے رہے اور

فیضان قادریت کا جام لوگوں کو پلاتے رہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی بلاشبہہ فنافی الغوث تھے جیسا کہ آپ کی تحریروں اور منظوم مناقب سے ظاہر ہے۔ زیرنظر کتاب ''مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا'' اسی کی ایک جھلک ہے جس میں محب محترم جناب مولانا مفتی عابد حسین رضوی مصباحی شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے بڑی عرق ریزی اور محنت وجانفشانی سے تصانیف اعلیٰ حضرت کے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کرکے ایسے ایسے جواہر ریزے اور آبدار موتی چن چن کر صفحات قرطاس پر سجا دیئے ہیں کہ جن کے مطالعہ سے اہل ایمان کی آنکھیں روشن اور دل ٹھنڈے ہوتے نظر آتے ہیں۔ متعدد مقامات ایسے بھی ہیں جہاں سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وفضیلت پر اعتراض کرنے والوں کو ایسے ایسے شافی جوابات دیے ہیں کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔

نثری اقتباسات کے ساتھ منقبت کے سترہ اشعار بھی مختصر تشریح کے ساتھ پیش کردیئے ہیں جب کہ پانچ سو سے زائد اشعار سیدنا اعلیٰ حضرت نے عربی، فارسی اور اردو میں رقم فرمائے ہیں۔ ان سترہ اشعار کو اس حیثیت سے منتخب کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر شعر کسی نہ کسی واقعہ کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر بالکل واحد اور منفرد کتاب ہے کیونکہ حیات اعلیٰ حضرت کے اس گوشے پر بطور خاص اب تک کسی بھی مصنف نے توجہ نہیں دی تھی۔ مولیٰ عزوجل اس سلسلے میں مصنف کی خدمات کو قبول فرمائے اور فیضان قادریت سے خوب خوب مالا مال کرے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

خادم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو (یوپی)

تقریب الکتاب

از جامع معقولات ومنقولات شمس العلماء بدر الفضلاء حضرت علامہ مولانا شمس الہدیٰ
صاحب استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غوث صمدانی، قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت سیدنا ومرشدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کو کتنی گہری عقیدت ومحبت اور کس قدر والہانہ وارفتگی ہے اس قلبی لگاؤ اور دلی کیفیت کا مکمل اندازہ زبان وقلم سے کیا لگایا جاسکتا ہے۔ ''محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر''۔ اتنا ضرور ہے کہ سیکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی نثر ونظم کی صورت میں امام احمد رضا قدس سرہ کے رشحات قلم حق رقم بارگاہ غوثیت سے ان کے حد درجہ جذبۂ عشق وعرفان کا کچھ پتہ دے رہے ہیں کیونکہ ''عشق ومشک را نتواں نہفتن''۔ ہمارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے ایک لائق وفائق فرزند حضرت مولانا مفتی عابد حسین مصباحی قادری زید مجدہ نے ''امام احمد رضا اور مقام غوث اعظم'' کے عنوان سے ایک عظیم دستاویز تیار کی ہے، مولانا موصوف مصباحی دستہ کے ممتاز افراد میں شمار ہوتے ہیں۔ پندرہ سال سے زائد تدریسی اور فتویٰ نویسی کا خاصا تجربہ رکھتے ہیں انھوں نے کافی عرق ریزی اور جانفشانی سے اس مجموعہ کو مرتب کیا۔ میں نے پوری کتاب کا مطالعہ کرلیا ہے کتاب جہاں اپنے موضوع پر بھرپور اور خوب تر ہے وہیں مؤلف کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کا بین ثبوت بھی ہے۔ اس میں بعض اہم ترین مسائل اور نادر وقیمتی معلومات بھی فراہم ہیں اور معترضین کے لیے مسکت جواب بھی مثلاً (۱) غنیۃ الطالبین کی یہ عبارت کہ ''ابوحنیفہ کے ماننے والے گمراہ ہیں'' اس کے جواب میں مرقوم ہے کہ مجدد اعظم قدس سرہ نے اس غلط فہمی کے چار جواب قلمبند فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہجۃ الاسرار شریف میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے محمد! آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں'' کیا معاذ اللہ گمراہ بدمذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جس

کی ولایت کی خودسرکار غوثیت نے شہادت دی (فتاویٰ رضویہ ص ۶۲ ج ۱۱) "بعض اصحاب ابی حنیفہ الخ"
زمخشری، جبائی، زاہدی جیسے لوگوں کو غنیۃ الطالبین میں
کہہ کر گمراہ فرمایا ہے کیونکہ یہ عذاب قبر کے منکر، خلق قرآن کے قائل تھے پھر بھی اپنے کو امام اعظم کا مقلد حنفی کہلاتے تھے جس طرح فی زمانہ دیو بندی لوگ سبھی کفری عقائد رکھنے کے باوجود مقلد حنفی کہلاتے ہیں۔ وَالْاِمَامُ الْاَعْظَمُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ بَرِیٌٔ عَنْ ھٰؤُلَاءِ کُلِّھِمْ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حنفی مذہب کے حق وصواب ہونے کی واضح شہادت دی ہے۔

(۲) حضور غوث پاک، غوث اعظم ہیں، منصب غوثیت کبریٰ پر فائز ہیں کہ ان کے زمانہ سے لے کر سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کوئی بھی اس منصب جلیل پر نہ ہوگا بلکہ سب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہوں گے۔ ہاں ان سے قبل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چند نفوس قدسیہ درجہ بدرجہ اس منصب عظیم پر رونق افروز تھے۔

نیز شریعت کا عام دستور ہے کہ داہنے کو بائیں پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے مگر سیدنا غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بائیں طرف کا وزیر داہنے وزیر سے افضل ہے جس طرح مسجد نبوی شریف میں روضۂ اطہر واقدس کے سبب بائیں کو دائیں پر گوناگوں برتری حاصل ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں "ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں، غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست (داہنے طرف کا) عبد الرب اور وزیر چپ (بائیں طرف کا) عبد الملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا۔ اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ (بائیں طرف) ہے۔

حضور غوث پاک تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے، حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

غوثیت کبری عطا ہوگی۔ (ملخصا الملفوظ اول صفحہ ۱۲۰)

(۳) تحریر کرتے ہیں کہ منصب نبوت، ولایت، غوثیت یہ سب وہبی ہے، کسبی نہیں، بندہ لاکھ ریاضت، مجاہدہ، عبادت کرے اس عمل صالح کے سبب ولی، غوث نہیں ہوسکتا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جو شخص نبوت کو کسبی جانے کافر ہے، ولایت کو کسبی سمجھے بد مذہب ہے، اس مسئلہ پر بحوالہ بہار شریعت اول، فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۳۱، ۳۲ بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

(۴) شدائد و مصائب میں انبیاء، اولیاء، صالحین سے استعانت اور فریاد کرنا جائز ہے۔ واضح رہے کہ اولیاء بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے "قَولُهُم يَا شَيخ عَبدَالقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَامُوجِبٌ لِحُرمَتِهِ" امام احمد رضا قدس سرہ نے اسے فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۱۰۲، ۱۰۳ و ج ۳ ص ۳۰ میں خوب خوب مدلل و محقق فرمایا ہے۔

(۵) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے اسم پاک کو سن کر انگوٹھا چومنے اور آنکھوں سے لگانے کے جواز پر بھی بحوالہ فتاوی افریقہ تسلی بخش کلام کیا ہے کہ شریعت طاہرہ نے اسے ممنوع قرار نہیں دیا ہے پھر تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے۔

(۶) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی متناقض عبارتوں کی وضاحت میں یوں رقمطراز ہیں۔ مکتوبات جلد دوم دفتر دوم حصہ اول مکتوب چار میں فرماتے ہیں۔ اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے ان دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے بلکہ اس سے زیادہ۔ اور فیوض و برکات جو کچھ امت کو پہنچتے ہیں اگرچہ قطب، اوتاد، ابدال، نجباء ہوں وہ حضرت مجدد الف ثانی ہی کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ اس سے حضور غوث اعظم پر بھی حضرت مجدد کی فضیلت و برتری ثابت ہوتی ہے۔ اور جلد سوم میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے فیوض و برکات ملے ہیں وہ سب سرکار غوث اعظم سے ملے ہیں تمام اقطاب و اوتاد اور ابدال و نجباء کو آپ ہی کے ذریعے سے فیوض و برکات ملے اور ملتے ہیں۔ اس تعارض کا جواب خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مکتوبات جلد سوم دفتر سوم حصہ دوم مکتوب ۱۲۲ میں دو طرح

سے دیا ہے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے پہلی بات جو جلد دوم میں کہی ہے وہ حالت صحو کی بات نہیں بلکہ عالم سکر کی بات ہے البتہ جو جلد سوم میں کہی ہے وہ حالت صحو کی ہے اور صحو کی بات کو سکر کی بات پر ترجیح ہوتی ہے لہٰذا حضور غوث اعظم ہی افضل ہیں اور میں حضور کا نائب ہوں۔ (ملفوظ حصہ سوم)

(۷) ایک مرید اپنے شیخ سے کیا حسن عقیدت رکھے اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں "جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیاء زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا ہاں اتنا خیال ضرور رہے کہ افضل کو مفضول اور مفضول کو افضل ہرگز نہ قرار دے ورنہ اس بزرگ کی ناراضگی کے ساتھ ساتھ غضب خدا و رسول سے بھی دو چار ہوگا۔ اس پر اس کتاب کے نور دوم اور نور پنجم میں پھیلی ہوئی عبارت قابل دیدنی ہے۔

(۸) خواجہ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو غریب نواز کہنے پر شر دماغ وہابیوں نے عدم جواز اور شرک کا قول کیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ بڑی شرح وبسط سے فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۹ پر کلام فرماتے ہیں "حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز ہیں"۔ اس بیان کے بعد وہ لوگ اپنے نظریہ پر نظر ثانی کریں جو کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے خواجہ غریب نواز کا کہیں کچھ تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ذرا امام کی تصانیف کا مطالعہ تو کرلیں پھر فیصلہ کریں۔

(۹) حدیث پاک میں وارد ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضۂ وقدرت میں ہے وہی مقلب القلوب ہے۔ اس حدیث شریف کے پیش نظر امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ مصرع قابل ترمیم ہے۔ ع بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا۔ اس اعتراض کے جواب میں مجدد اعظم نے پورا رسالہ بنام "فِقْهُ شَهَنْشَاه وَاَنَّ الْقُلُوْبَ بِيَدِ الْمَحْبُوْبِ بِعَطَاءِ اللّٰهِ" سپرد قلم فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قدرت واختیار کے دو معنی ہیں۔ حقیقی جو خدائے تعالی کے ساتھ خاص ہے اور عطائی جو فرشتوں، انبیاء کرام، اولیاء عظام کے لئے ثابت ہے۔ اس کتاب کے نور سوم میں سیر حاصل گفتگو موجود ہے۔

(۱۰) حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم

پرحاضر ہوئے، عرض کیا۔

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

دست کرم روضۂ انور سے باہر ہوا۔ حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ بعینہ یہی کرامت جلیلہ سیدنا غوث اعظم کے لئے بھی مروی ہے ''فَکَیْفَ التَّطْبِیْقُ'' جواب دیا گیا کہ ممکن کہ دونوں بزرگوں سے یہ واقعہ رونما ہوا ہو، وَلَا ضَیْرَ فِیْهِ۔ لہٰذا اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ جب حضرت امام رفاعی کا رسول اکرم کے دربار میں یہ مقام ہے تو امام رفاعی غوث اعظم سے افضل ہیں تو اس کا استدلال غلط و باطل ہوگا۔ تفصیل کے لئے رسالہ طرد الافاعی مطالعہ کریں۔

(۱۱) اس کتاب مستطاب میں مولانا مصباحی نے بعض متصوفہ کے اس قول کا رد بلیغ بھی کیا ہے کہ طریقت اور ہے اور شریعت اور، طریقت پالینے کے بعد شریعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ العیاذ باللہ العظیم۔

پوری بحث نور شسم میں دیکھنی چاہئے، کیا ان نام نہاد صوفیوں کے لیے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا یہ ارشاد نمونۂ عبرت نہیں ہے ''کُلُّ طَرِیْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِیْعَةُ فَهِیَ زَنْدَقَةٌ'' (ہر وہ طریقت جسے شریعت مردود قرار دے وہ زندقہ والحاد وگمراہی ہے)

(۱۲) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں امام احمد رضا قدس سرہ نے جو یہ فرمایا۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

اس کی تشریح و توضیح کے ضمن میں صاحب کتاب نے ایک اہم مسئلۂ شریعت صراحت سے رقم فرمایا ہے کہ بے خودی میں اگر کسی نبی یا ولی کی بارگاہ میں کوئی مسلمان سجدہ بیٹھ جائے تو اس پر مواخذہ نہیں ہوتا۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

یہ ''مشتے از خروارے ودانہ انبارے'' کے قبیل سے اس کتاب کے چند مسائل نادرہ تھے۔ پوری کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے علم و عرفان کا کوئی بھی ایک گوشہ لے لیجئے پھر لکھتے چلے جایئے کنارہ نظر نہیں آتا، یہ سینکڑوں صفحات کی نفیس کتاب بھی صرف ایک گوشہ سے متعلق ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مناقب وخصائص، کمالات وشمائل حیطۂ تحریر میں لائے ہیں۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ فاضل مؤلف کی اس سعی جمیل کو شرف قبول بخشے اور غوث ورضا کے عشق ومحبت سے ہمیں سرشار فرمائے، مزید تالیفات کی توفیق سے نوازے اور اس کتاب کو مقبول خواص وعوام بنائے آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

شمس الہدی عفی عنہ

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

قبیل عصر یوم دوشنبہ مبارکہ ۲۳/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ

کچھ کتاب کے بارے میں

تبصرہ:۔ از حضرت مولانا سید رکن الدین اصدق صاحب مدرسہ اصدقیہ بہار شریف

غوث الثقلین، غیاث الکونین، فواد الحسنین حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی عدیم النظیر اور نادر الوجود ہستی ہے کہ اولیائے متقدمین ومتاخرین میں کسی بھی ولی پر چاہے وہ کسی بھی سلسلے کے ہوں نہ اتنا لکھا گیا ہے اور نہ اتنا لکھا جاسکتا ہے جتنا آپ کی شخصیت عظمیٰ پر لکھا اور پڑھا گیا ہے۔ میرے خیال میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پاک کا کوئی رخ اب ایسا نہیں رہ گیا ہے جس پر کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہو یا اگلے لوگ جو کچھ لکھ گئے ہیں اس سے بہتر لکھنے کی امید کی جاسکتی ہو۔

لیکن! زبان اپنی اپنی ہے، بیان اپنا اپنا۔ ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ انداز بیان، فہم زبان اور طرز نگارش کا رنگ بدلتا رہتا ہے اور اسی بدلے ہوئے ذوق کے سبب نئے لکھنے والوں کی کوششیں بار آور ثابت ہوتی ہیں۔ فارسی زبان کی کتابوں کے تراجم کا مسئلہ تو الگ رہا، آج بزرگوں کی اردو تصنیفات کی تلخیص وتسہیل کا معاملہ بھی بڑی اہم ضرورت بنتا جارہا ہے اسی ضرورت کے پیش نظر ملک کی بیشتر خانقاہوں میں اپنے بزرگوں کی عربی وفارسی تصنیفات کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی مہم تیز کی جارہی ہے۔ جو بلاشبہ ایک اچھی پیش رفت ہے۔ جن قدیم علمی خانوادوں میں اہل علم موجود ہیں وہ ان تقاضوں کو پورا کرنے میں بقدر استطاعت ضرور مصروف ہیں۔ اگر سوء اتفاق سے کسی خانوادے میں ایسے افراد کا فقدان ہے مگر سرمایہ کی کمی نہیں ہے تو وہ بھی دوسرے اہل علم کی مدد سے کام کررہے ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی مرتب کی ایسی ہی ایک دیانت دارانہ اور دین دارانہ کوشش ہے۔ کتاب کے انوار وبرکات کو سات خانوں میں بانٹ کر بڑی خوبصورتی سے اس کا نام سات

نور رکھا گیا ہے اور نور اوّل، نور دوم کہہ کر ہر باب نور کے مندرجات کی نشاندہی شروع ہی میں کردی گئی ہے۔ جس سے کتاب کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے اور یہ نشاندہی قاری کے ذہن کو اپیل بھی کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ مرتب کی یہ سعی مشکور انشاء اللہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

فی الوقت کتاب کے مندرجات پر مجھے کوئی بحث کرنی نہیں ہے۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کی بناء پر کتاب کو بنظر غائر دیکھ بھی نہیں سکا ہوں پھر بھی اتنی بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ کتاب کے مشمولات کا بیشتر حصہ امام علم وفن اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمودات سے تعلق رکھتا ہے اس لیے کتاب محل نظر ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت مرتب خود بھی کوئی سڑک عالم نہیں، درسی عالم ہیں۔ جس کا خاطر خواہ فائدہ یہ ہے کہ صراحت ووضاحت بھی صوری اور معنوی خامیوں سے پاک ہے۔

اہل بصیرت صوفیاء کا یہ خیال ہے کہ افضل ومفضول کی بحث میں علماء کو شدت پسندی سے کام نہیں لینا چاہیے اکابر اولیاء نے غلبۂ حال کے وقت جو کچھ فرمایا وہ ان کی مدوجزری کیفیت تھی اور ایک مخصوص وقت کے لیے تھی اس کو معاذ اللہ نہ ان کی انا سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ بالکل حقائق عقلیہ وشرعیہ سے۔ نہ اسے لغو بیانی کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اور نہ بالکلیہ قانون کی زبان۔

سلطان العارفین حضور سیدنا خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا قول ''سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ''، غوث الاعظم حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" اور امام السالکین حضور سیدنا خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ''لِیْ مَعَ اللّٰهِ وقت'' اسی قبیل سے ہے۔ جب ہمیں ان کی حد پرواز نہیں معلوم تو پھر اپنی فہم وعقل سے اس کا دائرہ متعین کرنا کیوں کر روا ہوگا۔ (یہ اس تقدیر پر ہے کہ یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضور غوث اعظم فرمان مذکور غلبۂ حال کے وقت صدور پذیر ہوا۔

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے یہ کلمہ مبارکہ حالت صحو (ہوش) میں فرمایا اور بلاشبہ منصوصین کو چھوڑ کر ہر ولی کی گردن پر آپ کا قدم مبارک ہے جیسا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کتاب ہذا میں مندرج ہے)

کتاب کے مرتب ایک شستہ زبان مقرر، ایک شگفتہ بیان محرر، ایک مزاج شناس مدرس اور ایک بالغ نگاہ مفتی ہیں۔ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی، مولانا عابد حسین نوری ہے۔ مولانا محمد یونس حامدی مرحوم کے بلند اقبال فرزند ہیں۔ موضع لوکھا، ضلع مدھوبنی بہار کے رہنے والے ہیں۔ ہندوستان کی سب سے بڑی دینی دانش گاہ ''الجامعۃ الاشرفیہ'' مبارکپور کے فارغ التحصیل یعنی مصباحی عالم ہیں۔ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والغفران کے تعلق سے نسبت قادری رکھتے ہیں۔ تقریباً سولہ سال سے مرکز علمی مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں تدریسی خدمات بطریقۂ احسن انجام دے رہے ہیں۔ دین وسنیت کی خاطر پر پیچ راہوں سے مستانہ خرامی کے ساتھ گذر جانا آپ کا مزاج بن چکا ہے۔ سچ ہے جب آدمی پر عشق کا خمار چڑھ جاتا ہے تو وہ سب کچھ بھول کر ایک ہی راہ چلنا سیکھ جاتا ہے۔

غیر کا اب گذر نہیں دل تک — عشق عہدہ ہے پاسبانی کا

مفتی صاحب موصوف مجھ ہیچکارہ سے محبت فرماتے ہیں۔ میری علمی بے بضاعتی کے باوجود، کتاب پر مجھ سے رائے تحریر کردینے پر مصر ہوئے۔ حکم کی تعمیل میں عجلت کے ساتھ مگر دل کی آواز پر یہ چند سطریں سپرد قلم کی گئی ہیں۔ ''گر قبول افتد زہے عزوشرف''

الـعـاجـز

سید رکن الدین اصدق غفرلہٗ

آستانہ چشتی چمن پیر بیگھہ شریف ضلع نالندہ

۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اپنے تمام پیرانِ عظام و محسنین فخام اور اساتذۂ کرام کے نام

جن کے فیضان کرم نے مجھ جیسے بے بضاعت کو سیدنا غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی اور سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی بارگاہ اقدس میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لائق بنایا۔ خصوصاً

(۱) پیر و مرشد تاجدار اہلسنت، غوثِ زمن، شبیہِ غوث اعظم، مفتیِ اعظم سیدی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۲) سید المشائخ سیدنا ابو الحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۳) خاتم الاکابر سیدنا آل رسول الاحمدی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۴) فقیہ زمن، شارح بخاری حضور مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۵) جانشین مفتی اعظم، نائب اعلیحضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں بریلی شریف

(۶) رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی۔

(۷) شبیہ مفتی اعظم، امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی دامت فیوضہم

(۸) شہزادۂ صدر الشریعہ، محدّث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری قبلہ دامت فیوضہم

(۹) شہزادۂ صدر الشریعہ ماہر المعقولات حضرت مولانا فداء المصطفیٰ قبلہ دامت فیوضہم

(۱۰) والد گرامی الحاج مولانا محمد یونس رضوی حامدی مرحوم، لوکہا مدھوبنی (بہار)

محمد عابد حسین مصباحی نوری قادری

خادم افتاء و تدریس مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

PH-0657-2228277

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

انجمن فیضان ملت، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے طلبہ کی ایک انجمن ہے۔ اس انجمن کے ذریعہ طلبہ ماضی میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے ہیں۔ اس کے تحت ایک لائبریری بھی چلتی ہے جس میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ اس کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ ہر سال ۱۱/۱۲ ربیع النور کو جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ۲۵ر صفر المظفر کو امام احمد رضا سیمینار بڑے تزک واحتشام اور کرّ وفر سے منعقد کر کے اپنے محسنوں کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔ اس سیمینار میں مدرسہ فیض العلوم اور دیگر مدارس کے طلبہ اور جمشید پور کے عوام وخواص بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اور سیدی ومرشدی مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے تعلق سے مختلف موضوعات پر بڑی عرق ریزی کے ساتھ مقالے تیار کر کے پیش کرتے ہیں۔

(۱)۔ ۱۹۹۷ء میں ہونے والے سیمینار میں ایک یہ موضوع بھی تھا ''امام احمد رضا اور مناقب غوث اعظم''۔ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر راقم الحروف نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بیس صفحات پر مشتمل مقالہ تیار کر کے سنایا۔ حسن اتفاق کہ راقم کے علاوہ کسی نے بھی اس عنوان پر طبع آزمائی نہ کی تھی۔ اس لیے میرے مقالہ کی کافی پذیرائی ہوئی، تین ججوں میں سے ایک جج ادیب زمن شاعر نقاد محترم سید ظفر ہاشمی مرحوم جمشید پور بھی تھے۔ انہوں نے بھی اس مقالہ کو بہت پسند کیا اور سراہا۔

یہ مقالہ چند سال تک یونہی طاق نسیان میں رہا۔ پھر حقیر کو خیال آیا کہ کچھ اضافہ کر کے اسے کتابی شکل دیدی جائے تا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات ومناقب کو پڑھ کر آپ کی شخصیت کے تعلق سے مسلمانوں کی عقیدت بڑھے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی زندگی کے اس گوشے سے بھی متعارف ہوں کہ آپ نے سیرت

وسوانح اور مناقب پر بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ انہیں جذبات دروں کے پیش نظر کتاب ہذا ہدیۂ ناظرین ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کتاب کا کوئی حصہ دل کو بھا جائے تو جہاں حضور سیدنا غوث اعظم اور مرشدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہما کی ترقی درجات کے لیے بار بار دعائیں کریں وہیں اس ناچیز کاتب الحروف کو بھی نہ بھولیں اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو اسے میری بے بضاعتی پر محمول کرتے ہوئے جلد مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

۲- زیر نظر کتاب سات نور پر مشتمل ہے۔ پہلے چھ انوار پر مشتمل نثری مواد فراہم کیے گئے تھے۔ اور اس کا نام ثنائے غوث اعظم بزبان مجدد اعظم رکھا گیا تھا۔ مگر جب مناظر اہل سنت علامہ الحاج ارشد القادری صاحب قبلہ کے سامنے تقدیم لکھانے کی غرض سے پیش کی گئی۔ تو حضرت نے معائنہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کا نام عام فہم رکھا جائے۔ تاکہ اوّل نظر میں سب لوگ سمجھ سکیں، اس کا نام امام احمد رضا اور مناقب غوث اعظم رکھئے۔ دوسرا حکم یہ فرمایا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جو اپنی دیوان ''حدائق بخشش'' میں حضور محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی کی شان میں کلام کہے ہیں۔ وہ کلام اور ان کی تشریحات کو بھی اس کتاب میں شامل کریں۔ اس لئے ان کے حکم کے مطابق ساتواں نور کا اضافہ کیا گیا۔ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ۱۷ ربیع الآخر (ایک روایت کے مطابق) کے تناسب سے صرف سترہ اشعار کی تشریح پر اکتفا کیا گیا۔ کیونکہ طوالت کا خوف بھی دامن گیر تھا۔ اس طرح سات نور پر مشتمل ہو کر یہ کتاب جلوۂ بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار یا ازہار الانوار یا انہار الانوار ہو گئی۔ اور یہاں یہ خوبی واضح ہو کر سامنے آئی کہ چونکہ سات کے عدد کو شریعت غرّا کے نزدیک ایک خاص اہمیت اور برکت حاصل ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال سے چند روز قبل جبکہ مرض میں کافی اضافہ ہو چکا تو گھر والوں سے فرمایا کہ تم لوگ میرے جسم پر ایسے سات مشک پانی بہاؤ، جن کا منہ کھولا نہ گیا ہو۔ تاکہ میں لوگوں کو مسجد میں جا کر کچھ وصیتیں سناؤں۔ اور ایسا ہی ہوا کہ سات مشک پانی سے آپ کو غسل دیا گیا۔ پھر آپ نے مسجد میں جا کر نماز پڑھائی اور خطبہ دیکر وصیتیں کیں۔ (بخاری شریف، جلد اوّل، ص:۳۳) اس حدیث کے تحت علامہ بدر الدین عینی

عمدۃ القاری شرح بخاری میں رقم فرماتے ہیں۔

"وَفِیْ عَدَدِ السَّبْعِ بَرَکَۃٌ لِاَنَّ لَہٗ دُخُوْلاً کَثِیْراً فِیْ کَثِیْرٍ مِنْ اُمُوْرِ الشَّرِیْعَۃِ الخ" یعنی حضور نے سات مشک کا اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ سات کے عدد میں بہت برکت ہے۔ اس لئے کہ شریعت مطہرہ کے بہت سارے امور میں سات کے عدد کو زبردست دخل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری مخلوقات کو سات ہی پیدا فرمایا ہے۔ جیسے سات آسمان وغیرہ (عمدۃ القاری، جلد سوم، ص:۹۲) لہٰذا اس کتاب میں حدیث نبوی اور عبارت علامہ عینی کی رو سے خاص برکت و نفع کی امید ہے۔ وَعَلَی اللّٰہِ التَّوَکُّلُ وَاِلَیْہِ الْمُنْتَھٰی۔

۳۔ مناظر اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا میں بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی جامعیت اور خوبی سے متاثر ہو کر اپنی سخت علالت و نقاہت کے باوجود ایک مختصر مگر جامع تبصرہ مولانا عبدالحنان فیضی مدرس مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے ذریعہ قلمبند کروایا۔ اپنے ان عظیم محسن اور قلمکار کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے حق میں دعا گو ہوں کہ عشق غوثِ اعظم کے صدقہ و طفیل اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ حضرت علامہ موصوف نے صرف حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و وارفتگی کی بنیاد پر تبصرہ لکھا ہے۔ اس لئے کہ اس کتاب کو کہیں کہیں سے حضرت نے خود پڑھا اور کہیں کہیں مجھ سے پڑھوا کر سنا۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدحت و منقبت اور افضلیت کے تعلق سے حضور مجدد اعظم قدس سرہٗ کی بیان کردہ روایات اور استدلال کو ملاحظہ فرمایا تو بہت خوش اور متاثر ہوئے۔ اور مجدد اعظم کے کمال عشق و محبت کو داد دیتے ہوئے کتاب کو بہت سراہا۔ اور جب میں نے اس کتاب پر تقدیم لکھنے کی پیش کش کی تو فرمایا کہ میں ضرور لکھوں گا۔ اس لئے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے میں کچھ لکھوں تو اس میں میرے لیے سعادت و خوش بختی ہے۔

واقف شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا نعمانی صاحب قبلہ مہتمم دار العلوم قادریہ چریا کوٹ مئو کی اصاغر نوازی اور احسانات کو بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اپنا قیمتی وقت لگا کر کتاب ہذا پر نظر ثانی فرمائی اور وقیع تقدیم

لکھی ہے۔ حضرت موصوف نے میرے نام ایک خط بھیجا، اس میں لکھتے ہیں۔ ایک ہفتہ کا وقت نکال کر آپ کی کتاب "مقام غوث اعظم بزبان مجدد اعظم" دیکھا۔ بہت پسند آئی۔ آپ نے بڑی محنت کی ہے مولیٰ تعالیٰ، سرکار غوث پاک کے فیوض وبرکات سے شادکام و بامراد کرے۔ آمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم"۔ ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ اس کتاب کا نام "مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا" رکھا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ، شہزادۂ حضور حافظ ملت رہبر شریعت پیر طریقت عزیز ملت الحاج مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا سایہ ہم تمام سنیوں پر ہمیشہ رکھے اور ان کے فیضان سے شادکام کرے کہ انہوں نے بھی چند اقتباسات کو معائنہ فرمانے کے بعد وقیع تقریظ جلیل سے نواز کر کتاب کی وقعت بڑھادی ہے۔

میں اپنے قدیم محسن جامع المعقولات والمنقولات ادیب شہیر شمس العلماء حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے بہت جامع ووقیع تقریظ سپرد قلم فرما کر نوازا اور ایک ملاقات میں بھی اس کتاب کی افادیت پر گہرے تأثرات پیش کیے، مخدوم الملت پیر طریقت حضرت مولانا سید رکن الدین اصدق صاحب قبلہ مدرسہ مخدومیہ اصدقیہ بہار شریف نالندہ نے بھی از راہ کرم نوازی ایک تبصرہ لکھ کر شامل کتاب کرنے کو فرمایا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے لاڈلے بیٹے کے صدقے قبول انام کرے اور ہمارے تمام محسنوں کے درجات میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ الطیبین الطاہرین۔ نیز باری تعالیٰ ان تمام معاونین کو بھی سعادت دارین سے مالامال کرے جن کے تعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آنے کے قابل ہوئی۔

فقط

عبدالمصطفیٰ عابد حسین مصباحی نوری قادری
خادم تدریس وافتاء مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور، جھارکھنڈ
۱۱ر جمادی الآخرہ ۲۳ھ
فون:۔ 0657-2228277

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نور اوّل

سرکار غوث اعظم کا فضل وکمال

الحمد لولیه والصلوٰة والسلام علیٰ نبیه وجمیع أهل بیته○

محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ گاؤں گاؤں، نگر نگر، شہر شہر، کائنات کے چپے چپے میں ان کی شہرت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہر خطے میں آپ کا جھنڈا گڑا ہوا ہے اور پھریرا لہرا رہا ہے۔ آپ کے فضل وکمال اور جود ونوال نے ساری دنیا کو آپ کی منقبت خوانی کی طرف مائل کر دیا ہے۔ اپنے اور بیگانے سب آپ کی خوبیوں کے مداح ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل نے آپ کو ایسا صاحب فضل وکمال بنا دیا کہ جتنی کرامتیں آپ سے منقول اور کتابوں میں مسطور ہیں کسی ولی سے منقول نہیں۔ اور آپ کے تصرفات کے سلسلہ میں تو اتنا جان لینا ہی کافی ہوگا کہ وقت کے جلیل القدر محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ہمعات میں فرمایا۔

''در اولیائے امت واصحاب طرق اقویٰ کسیکہ بعد تمام راہ جذب بَاکدِ وُجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ ودرانجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند۔ ولہٰذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبور خود مثل احیاء تصرف میکنند'' [۱]

(یعنی سارے اولیائے امت اور اصحاب سلاسل میں جن کی روحانیت کا مقام سب سے بلند ہے اور جن کی قوتِ نسبت سب سے اتم واکمل ہے۔ وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں جن کے بارے میں بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی قبر مبارک میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں)

فضل وکمال کے جس زاویے پہ نظر ڈالیئے اس میں سیدنا محی الدین عبد القادر غوث اعظم

---

[۱] ہمعات بحوالہ مقدمہ بہجۃ الاسرار از قلم رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ

جیلانی بہت ممتاز نظر آتے ہیں اور آپ کے لیل ونہار کے جس گوشے کو پڑھیئے آپ کا مقام ارفع واعلیٰ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی خاندانی شرافت کا عالم یہ ہے کہ آپ ماں وباپ دونوں طرف سے سید اور شہزادۂ رسول ہیں۔ آپ حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی' اس اعتبار سے آپ کا خاندان بہت اعلیٰ خاندان ہے۔ آپ کے آباء واجداد ہمیشہ سے اصحاب کشف وکرامات رہے ہیں، اور آپ کی ذاتی خوبیوں پر نظر دوڑائی جائے تو علم وعمل اور شریعت وطریقت کے مجمعِ بحرین ہیں، امت محمدیہ پر شفقت ورأفت کی بات آتی تو آپ رحمت ورأفت کا وہ دریا بہاتے کہ خاک کے ٹوٹے ہوئے دل کو منٹوں میں جوڑ دیتے۔ جود وبخشش پہ اترتے تو اپنے جسم کا پیراہن مبارک تک لٹا دیتے۔ کسی کی مشکل کشائی اور دستگیری کا سوال اٹھتا تو اس میں بھی آپ یگانۂ روزگار دکھائی دیتے اور آن واحد میں فریادیوں کی فریادرسی کرتے نظر آتے ہیں۔

آئندہ سطور میں سرکار غوث پاک کی انہی گونا گوں خوبیوں اور فضل وکمال کے جواہر پاروں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے ان موتیوں کو بحر تصنیف کے مختلف مقامات میں پھیلا دیا ہے۔ راقم الحروف نے اس سمندر میں غواصی کر کے انہیں یکجا وجمع کر دیا ہے۔ ایمان میں تازگی اور عمل کی آراستگی وپیراستگی چاہتے ہوں تو نگاہِ عرفان وبصیرت اور دیدۂ عشق وعقیدت سے آنے والے اوراق کو پڑھیئے۔ نخلستان ایمان ضرور لہلہا اٹھے گا۔

غوث اعظم کی شان دستگیری

صوفیۂ کرام اور ارباب علم بلکہ سارے مسلمانوں کے نزدیک یہ مسلم حقیقت ہے کہ حضرت سیدنا غوث اعظم وسیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے مثل دوسرے اولیائے کرام آج بھی زندہ ہیں۔ نیز یہ حضرات دستگیر، مشکل کشا، فریادرس اور غریب نواز ہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ یہ پریشان حالوں کے آڑے وقت کام آتے اور دستگیری وغریب نوازی فرماتے ہیں۔ ہاں اگر اختلاف ہے تو بدعقیدوں اور اولیاء اللہ کے دشمنوں کو جن کی دشمنی کی بنیاد اللہ ورسول جَلَّ وَعَلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اور ایسوں کے

اختلاف سے اہل سنت و جماعت کے اجماع و اتفاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے بلا دریغ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا سے انبیاء کرام و اولیاء عظام ضرور اپنے فریادیوں کی فریادرسی اور نصرت و دستگیری فرماتے ہیں۔

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اہل سنت و جماعت کے اس اجماعی مسئلہ اور اپنے بزرگوں کے عقیدے کی حفاظت بہر صورت کرتے ہیں اور وہ وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو انبیاء و اولیاء اور صلحائے امت کا عقیدہ ہے اور اس کو انہوں نے تقریر سے مسلمانوں کے قلب و ذہن میں اتارا اور تحریر سے بھی۔

اس سوال پر کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستگیر کہنا اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ مجدد اعظم قدس سرہٗ غوثیت مآب کے دست گیر اور فریادرس ہونے پر اور آپ کو دستگیر کہنے پر تین دلائل قاہرہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ایک سوال کے جواب میں مجدد اعظم رقمطراز ہیں:۔

''حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔ سیدنا امام ابوالحسن نور الدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں۔

"قَالَ سَمِعْتُ السَّيِّدَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَثَرَ اَخِيْ حُسَيْنُنِ الْحَلَّاجُ فَلَمْ يَكُنْ فِيْ زَمَانِهٖ مَنْ يَّاخُذُ بِيَدِهٖ وَ لَوْ كُنْتُ فِيْ زَمَانِهٖ لَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَاَنَا لِكُلِّ مَنْ عَثَرَ بِهٖ مَرْكُوْبُهٗ مِنْ اَصْحَابِيْ وَ مُرِيْدِيَّ وَ مُحِبِّيَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ" ۔

(یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا، ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا، اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔)

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے۔ یعنی سب سے بڑے فریاد رس،
شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب درکنار خود اسماعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم کے نام سے یاد کیا، یہ فریادرسی و دستگیری نہیں تو کیا ہے؟ حضرت شیخ مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ والرضوان) اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

''بعد از رحلت ارشاد پناہی بتقریب زیارت مزار شریف اتفاق عبور افتاد روز عید بزیارت مزار ایشاں رفتہ بود، دراثنائے توجہ بہ مزار متبرک التفات تمام از روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت واز کمال نوازی نسبت خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند'' (ملخصاً) [1]

(ارشاد پناہی قبلہ گاہی کی رحلت کے بعد مزار شریف کی زیارت کی تقریب میں جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کے مزار شریف کی زیارت کے لیے عید کے دن گیا ہوا تھا۔ مزار مبارک کی طرف توجہ کے دوران آپ کی روحانیت مقدسہ کی پوری توجہ اس فقیر پر ظاہر ہوئی اور کمال غریب نوازی سے اپنی نسبت خاصہ جو حضرت خواجہ احرار کی طرف منسوب تھی، عطا فرمائی)۔ [2]

مجدد اعظم قدس سرہٗ کی مذکورہ عبارات نے واضح کردیا کہ تمام کلمہ گو حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریادرس) سے جانتے، پہچانتے اور یاد کرتے ہیں۔ اور علمائے ہند کے مسلم بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتابوں میں آپ کو غوث اعظم لکھتے ہیں۔ بلکہ پیشوائے منکرین اسماعیل ہلوی نے بھی اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ لقب غوث اعظم سے حضور کو یاد کیا ہے۔ اور غوث اعظم کے معنی ہی آتے ہیں۔ ''بہت بڑے دستگیر و فریادرس'' تو حضور محبوب سبحانی غوث جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستگیر ماننے اور

---

[1] فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۹، ۱۰۔ ناشر مکتبہ رضا بیسلپور۔ اس عبارت کو مجدد اعظم نے فتاوی رضویہ جلد چہارم کے ص ۱۱۱ پر بھی نقل فرمایا ہے یہاں اس عبارت کے ذیل میں لکھتے ہیں ''تنبیہ: لفظ بتقریب زیارت مزار شریف الخ ملحوظ رہے اور یونہی غریب نواز بھی کہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کہنے سے متعصبان طائفہ چڑھتے ہیں''

[2] مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اول حصہ پنجم ص ۸۳۷ ترجمہ محمد سعید احمد نقشبندی۔

کہنے سے انکار کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی ناسمجھ لڑکا اپنے باپ کو والد تو کہے مگر اس کا معنیٰ ''باپ'' ماننے کے لیے تیار نہ ہو۔

غوث اعظم اور بارہ برس کی ڈوبی کشتی

محبوب سبحانی سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کرامت مشہور ہے اور مولود شریف اور محفل وعظ میں علمائے کرام بیان بھی کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی لب دریا بیٹھی رو رہی تھی۔ اتفاقاً حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طرف سے گذر ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو۔ بوڑھی نے عرض کیا، حضرت! بارہ برس ہوئے کہ یہاں دریا میں میرے لڑکے کی بارات مع سامان ڈوب گئی اور میرا لڑکا بھی غرقاب ہوگیا۔ اسی کے غم میں یہاں آ کر میں روزانہ روتی ہوں، آپ نے دعاء فرمائی آپ کی دعاء کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی کشتی مع بارات وساز وسامان، صحیح وسالم نکل آئی اور بوڑھی خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔ [1]

سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی طرف منسوب اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد سائل نے مجدد اعظم سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

یہ وہ واقعہ ہے جس کا کتابوں میں دور تک نشان نہیں ملتا مگر مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بڑا ہی پیارا اور دلنواز جواب دیا ہے۔ جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس ضابطہ کا پتہ چلتا ہے کہ بزرگوں کی طرف منسوب اگر کوئی واقعہ مشہور وزبان زدِ خواص وعوام ہو اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اگرچہ کسی مستند کتاب میں نہ ہو ہرگز اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ علم صرف کتابوں سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ سینہ بہ سینہ بھی آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جائے'' [2]

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۹۸۔ [2] فتاوی رضویہ جلد یازدہم ص ۱۹۸۔

سب سے اعلیٰ وافضل قادری سلسلہ ہے

ایٹا کاٹھیاواڑ کے سید قاسم علی صاحب قادری سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ قادریہ اور قادری خاندان سے مرید تھے مگر نقشبندیہ سلسلہ کے کچھ مریدین نے سرہند شریف کے ایک نقشبندی بزرگ سے مرید ہونے پر انہیں ورغلایا، جناب موصوف نے مجدد اعظم قدس سرہٗ کی طرف رجوع کیا اور عرض کرنا چاہا کہ کیا قادری سلسلہ کا مرید دوسرے سلسلہ میں جاسکتا ہے اور کیا ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہوا جاسکتا ہے؟

مجدد اعظم نے سب سے پہلے سیدنا غوث اعظم اور آپ کے خاندان وسلسلہ کے تفوق وبرتری اور رتبے کی بلندی سے استدلال کیا کہ قادری سلسلہ وخاندان سب سے افضل واعلیٰ ہے تو اس خاندان یا اس سلسلہ کا مرید دوسرے سلسلہ سے مرید کیوں کر ہوسکتا ہے؟ پھر اس مسئلہ کو دلنشیں انداز میں روشن کیا کہ تبدیل شیخ یعنی ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہونا ہی روا و درست نہیں۔ اس لئے کوئی قادری سلسلہ کا مرید دوسرے سلسلے کے پیر سے مرید نہیں ہوسکتا۔ حضرت مجدد اعظم قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادری سب خاندانوں سے اعلیٰ وافضل ہے اور تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا "مَنْ رُزِقَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْہُ" [1]

(جس کو جس چیز میں روزی ملی وہ اسی کو لازم پکڑے۔ یعنی جو جس سے متعلق اور فیض یافتہ ہے اسی سے لگا رہے)

غوث اعظم منصوصین کے علاوہ ہر ولی سے افضل ہیں

غوث الثقلین کریم الطرفین سیدنا غوث اعظم کا فرمان عالیشان مشہور ہے: "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس فرمان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے تمام ولیوں پر

---

[1] فتاوی رضویہ جلد یازدہم ص ۱۱۶۔

فوقیت وافضلیت حاصل ہے۔

لوگوں نے اپنی اپنی فکر کے اعتبار سے اس کے تین مطالب نکالے ہیں۔ جس کی وجہ سے تین مسالک ہو گئے۔

(۱) پہلا مسلک افراط کا ہے کہ جتنے ولی اللہ ہوئے اور ہونگے خواہ صحابہ وتابعین کیوں نہ ہوں۔ ان تمام سے افضل واعلیٰ حضرت غوث اعظم ہیں اوران سب کی گردن پر آپ کا قدم ہے۔ (معاذ اللہ)

(۲) دوم مسلک تفریط ہے۔ وہ یہ کہ حضور غوث اعظم صرف اپنے زمانے کے اولیاء سے افضل واعلیٰ ہیں اور صرف انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پہ ہے۔

(۳) مسلک متوسط: وہ یہ ہے کہ وہ اولیاء کرام جن کی فضیلت منصوص ہے یعنی قرآن وحدیث کی نص ودلیل کے ذریعہ جو مستثنیٰ ہیں جیسے صحابۂ کرام اور اکابر تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان کو چھوڑ کر تمام اولیاء کرام خواہ غوث اعظم سے پہلے کے ہوں جیسے حضرت جنید وغیرہ خواہ آپ کے زمانے کے ہوں جیسے حضرت سید احمد رفاعی یا آپ کے بعد ہوں جیسے حضرت نظام الدین اولیاء وغیرہ ان تمام پر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوقیت رکھتے ہیں اور ان سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

پہلا اور دوسرا مسلک افراط وتفریط پر مبنی ہے اور باطل ہے۔ ایک میں حد سے تجاوز ہو گیا ہے کہ حضور غوث اعظم کو صحابہ سے بھی بڑھا دیا گیا جو سراسر باطل ہے اور دوسرے میں راہ اعتدال سے گریز ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کو گھٹا دیا گیا اور متقدمین ومتاخرین کو مستثنیٰ والگ کر کے صرف آپ کے زمانے والے پر آپ کی فوقیت بتائی گئی اس لیے یہ بھی غلط ہوا۔ تیسری صورت راہ اعتدال اور میانہ روی کی ہے کہ نہ صحابہ واکابر تابعین سے افضل اور نہ صرف اپنے زمانے والوں کے ساتھ مخصوص بلکہ آپ کی ولایت وبزرگی منصوص ومستثنیٰ شخصیتوں کے سوا علی الاطلاق تمام اولیاء متقدمین ومتاخرین اور

ہم عصروں پر فائق اور ان سے افضل وفزوں تر ہے۔ اور آپ کا مذکورہ فرمان عالیشان ان تمام اولیاء کرام کو شامل ہے۔

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ اسی اعتدال والے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف، توصیف اور منقبت دلائل کی روشنی میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بابرکات میں ذرہ برابر آنچ نہیں آتی اور غوث اعظم کی شان میں بھی تنقیص نہیں ہوتی۔

آپ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق (ثابت شدہ) ہے اور بشہادتِ اولیاء وشہادتِ سیدنا خضر علیہ السلام مرویاتِ (روایتیں) اکابرِ ائمہ کرام ثابت، یہی ہے کہ باستثناء ان کے جن کی افضلیت منصوص (قرآن وحدیث کی دلیل سے ثابت شدہ) ہے جیسے جملہ صحابۂ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ" ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہٰذا اولیاء وصوفیہ ومشائخ، ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سردارانِ اولیاء ہیں وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہوں جیسے سائر اولیاء عشرہ (دس اولیاء کرام) کہ احیائے موتی (مردوں کو زندہ کرنا) فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی، بایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاء الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء ومشائخ وغیرہم "قَدَّسَ اللّٰهُ أَسْرَارَهُمْ وَاَفَاضَ عَلَيْنَا بَرَكَاتِهِمْ وَأَنْوَارَهُمْ"۔ (اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو مقدس کرے اور ان کی برکات وانوار کی بارشوں کے فیضان سے ہمیں مالا مال

کرے) حضور سرکار غوثیت مآب بلا استثناء ان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، امامین، اوتاد اربعہ، (چار اوتاد) بدلاء سبعہ، (سات بدلاء) ابدال سبعین (ستر ابدال) نُقباء، نجباء [1] ہر دور کے عظماء کبراء سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔

اک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

(ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کے پرتو اور جلوہ سے جس طرف تو دیکھے گا ایک انجمن بنی ہوئی نظر آئے گی۔ ع)

یہ چشتی نقشبندی سہر وردی ہر اک تیری طرف آئل[2] ہے یا غوث
تیری ضوء مشعلِ ہر انجمن ہے تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث

شجرِ[3] سرو سہی کس کے اُگائے، تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا، تیرا

تو ہے نو شاہ براتی ہے یہ سارا گلزار لائی فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو، زید و عمرو کے چاہے کچھ نہیں

---

[1] یہ اللہ کے ولیوں کی قسمیں اور طبقے ہیں۔ کسی کو غوث کہا جاتا ہے اور کسی کو امامین، ایک طبقہ اوتاد کا ہے کسی کو بدلاء کہا جاتا ہے اور کسی کو ابدال، ایک قسم نقباء ہے اور ایک نجباء، ان سب میں بڑا غوث ہوتا ہے ۱۲۔ع۔ [2] لوٹنے والا۔ [3] ایک مشہور درخت ہے جو سیدھا اور خوشنما ہوتا ہے اس کی خوشنمائی کی وجہ سے محبوب و معشوق کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ہوتا۔ چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے۔ غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوتِ دلائل اور۔ ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے، اجلۂ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے۔ ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ "قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" کہ حضور والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیاء نے بحکم الٰہی اسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا۔ نیز ارشاد اقدس، "اَلْاِنْسُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْجِنُّ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْمَلٰئِكَةُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَأَنَا شَيْخُ الْكُلِّ لَا تَقِيْسُوْنِيْ بِأَحَدٍ وَلَا تَقِيْسُوْا عَلَىَّ أَحَداً" (ترجمہ) آدمیوں کے لیے شیخ (پیر) ہیں اور جنّ کے لیے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لیے شیخ ہیں اور میں ان سب کے لیے شیخ ہوں (یعنی پیران پیر ہوں) مجھے کسی پر قیاس مت کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔[1]

حضور کے زمانۂ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سیدی ابو السعود احمد بن ابو بکر حریمی و حضرت سیدی ابو عمرو عثمان صریفینی قدس اللہ سرہما فرماتے ہیں۔ "وَاللّٰہِ مَا أَظْهَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا يُظْهِرُ اِلَى الْوُجُوْدِ مِثْلَ الشَّيْخِ مُحِیِّ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ" خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ رواہ ایضاً فی بہجۃ الاسرار (اس کو بھی علامہ امام شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا ہے)

سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مَا أَوْصَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلِيّاً اِلٰی مَقَامٍ إِلَّا وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ أَعْلَاهُ وَلَا وَهَبَ اللّٰہُ الْمُقَرَّبَ حَالًا إِلَّا وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ أَجَلَّهُ وَمَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِيًّا كَانَ أَوْ يَكُوْنُ إِلَّا وَهُوَ يَتَأَدَّبُ مَعَهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبد القادر اس سے اعلیٰ رہے اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبد القادر اس سے بالا رہے۔ اللہ کے جتنے اولیاء ہوئے اور

---

[1] رواہ الامام الشطنوفی قال اخبرنا ابو علی الحسن بن نجم الدین الحضرانی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو محمد علی بن عیسیٰ الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ فذکرہ۔

(اس کی روایت کی امام شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انھوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو علی حسن بن نجم الدین حضرانی نے انھوں نے کہا ہم کو خبر دی پیر عارف ابو محمد علی بن عیسیٰ یعقوبی نے انھوں نے کہا کہ میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور پوری مذکورہ حدیث غوث اعظم کو بیان کیا۔ ۱۲ع۔)

جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کرتے ہیں''۔[۱] ملخصاً

غوث اعظم کا سید ہونا خبر متواتر سے ثابت:

خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں کہ جس کی روایت کرنے والے اتنے کثیر ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و شرف میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ہیں، آپ اصلی سید اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے ہیں بلکہ نجیب الطرفین ہیں۔ یعنی ماں اور باپ دونوں طرف سے سید ہیں۔ باپ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور ماں کی طرف سے حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ آپ سید ہی نہیں اجلِّ سادات سے ہیں حتیٰ کہ آپ کا سید ہونا خبر متواتر سے ثابت ہے۔ مگر چونکہ بدنام زمانہ فرقہ ''شیعہ'' کی حضور غوث اعظم نے غنیۃ الطالبین میں خوب حجامت بنائی ہے اور مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ اس سے بالکل قطع تعلق کیا جائے اس لیے یہ رافضی فرقہ حضور غوثیت مآب پر طعن و تشنیع کی زبان دراز کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے سید ہونے کا انکار کر بیٹھا۔ جبکہ آپ کا سید ہونا آفتاب نیمروز کی طرح روشن و واضح ہے۔ بلاشبہ آپ کی سیادت کا انکار بارہ بجے دن میں سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ مگر ان بدطینتوں کو کیا کہئے گا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے اساطینِ امت کی صحابیت کا انکار کرتے اور آپ پر تبرّا بازی کرتے نہیں شرماتے تو وہ کب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا نہ کریں گے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم کی شانِ عظمت نشان تو یہ ہے:

تو حسینی، حسنی کیوں نہ محی الدین ہو ۔۔۔ اے خضر مجمعِ بحرین ہے چشمہ تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے ۔۔۔ جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

---

[۱] رواه ایضا فی بهجة الاسرار عن الشیخ القدوة جمال بن ابی محمد بن عبد البصری رضی الله تعالی عنه عن سیدنا الخضر علیه الصلوٰة والسلام مشافهة بلا واسطة۔ (اس کی بھی روایت کی امام شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ مقتدا جمال بن ابی محمد بن عبد البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلا واسطہ ۱۲۔ ع) (فتاویٰ رضویہ دوازدہم ص ۲۲۲۔۲۲۳)

بہر صورت آپ کے سید ہونے اور شہزادۂ رسول ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر شک وشبہ نہیں کیونکہ خبر متواتر یقین کا فائدہ دیتی ہے جہاں شک وشبہہ کی کوئی مجال نہیں۔ جس کو علمائے کرام وصلحائے عظام نے اپنی مستند ومعتمد کتابوں میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے آخری دورِ حیات میں کافی علیل رہنے کے باوجود نظام الدین عثمانی صاحب وزیر آباد گوجرانوالہ (موجودہ پاکستان) کے پاس شیعہ کے اس واہمہ کا رد اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت کا اثبات کرتے ہوئے ایک مختصر مگر جامع جواب لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

''حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً اجلّ سادات کرام سے ہیں۔ حضور کی سیادت متواتر ہے۔ حضرت سیدی امام اوحد ابوالحسن لخمی قدس سرہٗ کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر وعلامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولانا نور الدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اَسفار (مستند کتابیں) ملاحظہ ہوں۔

فقیر بوجہ علالت تبدیل ہوا کے لیے پہاڑ پر آیا ہوا ہے ورنہ کتابوں کے حوالے اور صفحات کے نشان لکھتا۔ رافضیوں کی کتابیں میرے کتب خانے میں نہیں، نہ مسلمانوں کو ان کی بات پر کان رکھنا جائز۔ میں رسالہ رد الرفضہ میں کتب معتمدہ کثیرہ ودلائل قاطعہ نیرہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ روافض زمانہ سب کفار مرتد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

رافضیوں کے یہاں تو معیارِ سیادت رِفض ہے۔ سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو اسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل، ذلیل قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے میر صاحب ہے۔

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ" [1] (ترجمہ: اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس طرف پلٹتے ہیں۔ ۱۲ع)

[1] فتاوی رضویہ دوازدہم ص ۲۹۹

مسلک حنفی کی حقانیت:

غنیۃ الطالبین جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کتاب ہے اس کے ترجمہ میں خلجان میں ڈال دینے والی ایک عبارت ہے۔ وہ یہ کہ ابوحنیفہ کے ماننے والے گمراہ ہیں۔ اس عبارت کو دیکھ کر بعض ناعقل لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور یہ سمجھ بیٹھے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق مذہب حنفی ہی غلط ہے۔ حالانکہ اس بعض کا یہ سمجھنا سراسر باطل ہے۔ کیونکہ اصل عبارت غنیۃ الطالبین میں یوں ہے: "**بعض أصحاب أبی حنیفة**" یعنی ابوحنیفہ کی طرف اپنے کو منسوب کرنے والوں میں بعض افراد گمراہ ہیں۔ جاننا چاہیے کہ قدیم زمانے میں ایک گمراہ فرقہ تھا جو معتزلہ کہلاتا تھا۔ جس کے عقائد نہایت ہی گندے تھے معاذ اللہ عذاب قبر کا منکر تھا، اس کے ناپاک عقائد میں سے یہ تھا کہ قرآن (معاذ اللہ) مخلوق و حادث ہے جبکہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کی صفت، قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ یہ فرقہ اتنے ناپاک عقائد رکھنے کے باوجود اپنے کو مقلد کہتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔ جیسے زمخشری، جبائی اور زاہدی کہ یہ سب گمراہ وگمراہ گر تھے اور ہیں۔ اسی گمراہ معتزلہ فرقہ کے بارے میں حضور غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا کہ "**بعض أصحاب أبی حنیفة الخ**"

مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہ نے اس غلط فہمی کے چار جواب قلمبند فرمائے ہیں۔ ان میں چوتھے جواب کا حاصل یہ ہے کہ

ہرگز غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذہب حنفی کو غلط اور اس کے تمام ماننے والے کو گمراہ نہ فرمایا کیونکہ خود غوث اعظم نے ایک حنفی المذہب ولی اللہ کی ولایت و بزرگی اور ان کی شانِ عظمت کی گواہی دی ہے۔ تو غوث اعظم کا ایک حنفی کی ولایت و شرف و کمال کو تسلیم کرنا اور اس کی گواہی دینا، اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حنفی مذہب آپ کے نزدیک حق ہے اور صحیح عقائد رکھ کر ان کی پیروی کرنے والے گمراہ نہیں، اہل حق ہیں۔ حنفیت حق ہے جب ہی تو غوث اعظم نے حنفی مذہب کے ایک مقلد کو عظیم الشان ولی قرار دیا۔

مجدد اعظم فرماتے ہیں:

''کتابِ مستطاب (اچھی کتاب) بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابوالتقی محمد بن ازہر صریفینی سے ہے، مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی۔ مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا۔ دل میں آیا کہ مردان غیب سے ہیں۔ وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے، یہ پیچھے ہوئے۔ ان کے لیے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کر رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے۔ انہوں نے قسم دے کر روکا۔ اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا: "حَنِيفاً مُسْلِماً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" یہ سمجھے کہ حنفی ہیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور اندر ہیں، دروازہ بند ہے۔ ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا: ''اے محمد! آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں''۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد مجدد اعظم قدس سرہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیا معاذ اللہ! گمراہ بد مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی''؟ [1]

اس واقعہ سے جہاں مذہب حنفی کی حقانیت کا ثبوت فراہم ہوا وہیں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ کشف کا بھی اندازہ لگا کہ آپ نے اپنے کمال بزرگی سے معلوم کر لیا کہ محمد بن ازہر صریفینی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ صاحب ولایت وکرامت شخص حنفی المذہب ہے یا کسی دوسرے مذہب کا پیرو کار ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ:

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ حصول مقصد اور دشمنوں پر ظفر یابی کے لیے بہت مجرب و کامیاب وظیفہ ہے۔ علماء وصوفیہ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مقصد بر آری کے لیے رات

---

[1] فتاوی رضویہ یازدہم ص ۶۲۔

میں سوتے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر داہنے ہاتھ پر دم کر کے زیر کلہ داہنے کروٹ سو جائے۔ ہر حاجت و مراد پوری ہو گی یا خواب میں اس کے حل کی تدبیر بتادی جائے گی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس نام کی برکت ہر دور میں محسوس کی گئی ہے۔ حضرت شاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی اس تلوار پر کندہ کرایا تھا جس سے ہزاروں کافروں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ آج بھی دہلی کے لال قلعہ میں آپ کی وہ تلوار محفوظ ہے جس میں جلی حروف میں لکھا ہے "**يَا سَيِّدَنَا الشَّيْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ شَيْئاً لِلّٰهِ**"۔ (اے ہمارے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہمیں کچھ عطاء کیجئے اور مدد کیجئے)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتاب "الانتباہ" میں حل مشکلات کے لیے تلقین فرماتے اور لکھتے ہیں:

"اوّل دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید بعد ازاں یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی"[۱]

ترجمہ: پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد ۱۱۱ر مرتبہ درود شریف۔ ۱۱۱ر مرتبہ کلمہ تمجید، بعدہ ۱۱۱ر مرتبہ شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھے۔

کہنے کا منشا یہ ہے کہ ہر دور میں مسلمان بزرگوں کو وسیلہ مانتے رہے ہیں اور وسیلہ سمجھ کر انہیں پکارتے رہے ہیں۔ کبھی یا رسول اللہ اور کبھی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد کرتے رہے ہیں۔ مگر برا ہو وہابیوں اور دیوبندیوں کا کہ ندائے غیر اللہ کو ہر حال میں شرک کہتے اور صدیوں کے مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں، اور اسی وجہ سے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے وظیفہ کو بھی شرک و ناجائز کہتے ہیں۔

مجدد اعظم ہمیشہ اپنے رسول اور غوث کی نعت و منقبت میں رطب اللسان رہے اور ان کی محبت میں سرشار ہو کر گستاخوں و بے ادبوں کی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔ اس لیے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[۱] بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۰۹۔ رسالہ انوار الانتباہ فی حل ندائے یا رسول اللہ

"یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار میں ہے۔ "وَ اَمَّا قَوْلُهُمْ یَا شَیْخْ عَبْدَ الْقَادِرْ فَنِدَاءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِهٖ" (یعنی لوگوں کا یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا ایک نداوپکار ہے، لہٰذا اس کے ناجائز وحرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ع)

اس کو ناجائز کہنے والے وہابی ہیں۔ اور وہابیہ بیدین ہیں، ان کی بات سننی جائز نہیں"۱؎

نبی کا قدم غوث اعظم کے کاندھے پر

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وسوانح کی بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج کے لیے جب تشریف لے گئے تو براق پر سوار ہوتے وقت حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح حاضر ہوئی اور اپنے کاندھا شریف کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا کہ حضور اس پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوں۔ اس موقع سے حضور پرنور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس شہزادے کو نوازا بھی کہ آپ کے کاندھے پر اپنے پائے مبارک کو رکھا اور براق پر سوار ہوئے پھر فرمایا کہ میرا پاؤں تیری گردن پر اور تیرا پاؤں سارے ولیوں کی گردن پر۔ یہ واقعہ مکہ کی سرزمین پر ہوا۔ اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش پر جانے کے وقت حضرت غوث اعظم نے اپنے دوش مبارک کو پیش کیا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی گردن پر اپنا پائے مبارک رکھا تھا۔

بعض جاہل مفتیوں نے اس واقعہ کا انکار کیا ہے۔ لیکن مجدد اعظم قدس سرہٗ اس واقعہ کی اصل حوالہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ذیل کا سوال وجواب پڑھیے:

مسئلہ: مولوی غلام امام شہید نے صفحہ: ۵۹ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز، صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دیا۔ اور خواجۂ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گردنِ غوث اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار

۱؎ فتاوی رضویہ جلد دوازدہم ص ۸۹۔

(سوال) فرمایا تو کون ہے؟ عرض کیا کہ ''میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا''۔ فرمایا کہ ''تو محی الدین ہے اور جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا...... اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب ''منازل اثنا عشریہ'' بھی ''تحفہ قادریہ'' سے لکھتے ہیں......

میرا استفتاء اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ کتب احادیث میں وشفاء قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن سیر میں موجود ہے یا نہیں؟

الجواب: کتب احادیث وسیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے۔ منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گذری، نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔ تحفۂ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے۔ میں اس کے بالاستیعاب مطالعہ سے بارہا مشرف ہوا۔ جو نسخہ میرے پاس ہے یا جو میری نظر سے گذری ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ بااین ہمہ اس زمانہ کے بعض مفتیانِ جہول (جاہل مفتی لوگ) یعنی دیوبندیان نامعقول اور مخطیان غفول (غافل وخطا کار لوگ) نے جو اس کا بطلان اس طرح ثابت کرنا چاہا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بالا عروج کیسا اور اس میں معاذ اللہ حضور اقدس وانور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بوئے تفضیل نکلتی ہے۔ یہ محض تعصب وجہالت ہے، جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتویٰ میں سترہ سال ہوئے کہ کیا۔ جبکہ ۱۶ / رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کو کھٹور ضلع سورت سے اس کا سوال آیا تھا۔ ہاں فاضل عبد القادر قادری بن شیخ محی اہلی نے کتاب ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''حرز العاشقین'' سے نقل کیا۔ اور ایسے امور کو اتنی سند بس ہے۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتویٰ میں ہے۔ جس کا سوال ۱۷ / ربیع الاوّل شریف ۱۳۱۰ھ کو اجین سے آیا تھا۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ أعلم[1]

[1] جلد دوازدہم ص ۲۰، ۲۱۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق اس واقعہ کی قدرے تفصیل مجدد اعظم محدث بریلوی کے اس فتویٰ میں ملاحظہ کیجئے۔

مسئلہ:- یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں؟ (یعنی مندرجہ ذیل اشعار جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہیں اس میں خلاف شرع کوئی بات تو نہیں؟)

روبرو احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبدالقادر
تم شب معراج آکر دوش برپائے پیمبر
لے چڑھے عرش بریں پر المدد یا عبد القادر

جواب: پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، "اِذَا سَئَلْتُمُ اللّٰهَ حَاجَةً فَاسْئَلُوْهُ بِیْ" جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لیے دعاء کرو تو میرا وسیلہ لے کر دعا مانگو۔

اور فرماتے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَةٍ کُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادیٰ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ" جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بے چینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو۔

یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابوالحسن علی قدس سرہٗ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ وعلماء نے اپنی تصانیف میں روایت کیے۔ (والحمد للہ)

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا، نہ یہ کہ حضور غوثیت مآب پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے۔ شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا۔

تھا تمہارا دوش اطہر — زینۂ پائے پیمبر
جب گئے عرش بریں پر — المدد یا عبد القادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے، جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب، کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل۔ اور اگر ترجیع کا مصرع یوں ہوتا تو اور بہتر تھا۔ ع

"المدد یا غوث أعظم" کہ خالی نام پاک (عبدالقادر) کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی[1] اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ أعلم [2]

جنوں پر غوث اعظم کی حکومت:

دعا و تعویذات کے عاملین حاضرات کرتے کراتے ہیں۔ یعنی جن کو حاضر کرتے ہیں اور ان سے معاملہ کی تحقیق کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی کو آسیبی و جنی خلل ہو تو اس کے جن کو حاضر کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کے حاضرات جائز ہیں یا نہیں؟ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حاضرات اگر سفلی عمل (سحر و جادو) کے ذریعہ نہ ہو، شیطان لعین سے مدد اس عمل میں نہ مانگی گئی بلکہ عمل علوی یعنی قرآن و حدیث اور اقوال مشائخ کے ذریعہ جنوں کو حاضر کیا گیا اور مقصد صحیح کے لیے جائز طریقے پر کیا گیا تو یہ جائز و درست ہے[3]۔ اس سلسلہ میں آپ نے کئی دلیلیں دی ہیں۔

اوّل یہ کہ وقت کے عظیم بزرگ شیخ محمد عطاری نے اپنی مشہور کتاب جواہر خمسہ میں حاضرات کے کئی طریقے لکھے ہیں تو ایسے بزرگ کا حاضرات کے طریقے کی تلقین کرنا اور کتاب میں لکھنا، اس کے جواز کی دلیل ہے۔ دوم یہ کہ جواہر خمسہ کی شرح شیخ احمد شناوی نے کی اور ان حاضرات کی تشریح و توضیح کی اور انہیں ثابت رکھا تو معلوم ہوا کہ حاضرات کا عمل درست ہے۔ اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پیران پیر روشن ضمیر سیدنا عبدالقادر جیلانی

---

[1] خالی نام لیکر پکارنا صرف یا عبدالقادر کہنا یعنی کسی بزرگ کا نام لیکر پکارنا مناسب نہیں بلکہ ان کے نام سے ندا کے بجائے لقب سے یاد کیا جائے یا نام سے پہلے القاب بھی لگائے جائیں۔

[2] فتاوی افریقہ ص ۴۶۔۴۷ [3] غیب کے تعلق سے جنوں سے دریافت کرنے کی غرض سے حاضرات کرنا ناجائز و حرام ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حاضرات کیا ہے۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یکتائے روزگار امام ابوالحسن نور الدین لخمی کی معرکۃ الآراء کتاب بہجۃ الاسرار شریف کے حوالہ سے غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عملی حاضرات کا پورا واقعہ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

''**اقول**:- یونہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کے لیے اور اس میں شیاطین سے استعانت (مدد چاہنا) نہ ہو، جائز ہے۔ حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہٗ نے کتاب الجواہر میں اسکے بہت طریقے لکھے اور علامہ شیخ احمد شناوی قدس سرہٗ نے ضمائر السرائر الالٰہیہ میں مشرح کئے۔ یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اشیاخ (بزرگوں) سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے۔ اور سب سے اجل (بہت بڑی دلیل) واعظم یہ کہ امام اوحد (یکتائے روزگار) سید ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب (اچھی و پسندیدہ) بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار میں باسانید صحیحہ روایت کیا کہ حضرت ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ھ میں بیان کیا کہ ۵۳۷ھ میں ان کی صاحبزادی ناکتخدا (کنواری) سولہ سال کی عمر میں اپنے مکان کی چھت پر گئی۔ وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا۔ یہ بارگاہ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے۔ ارشاد فرمایا:

"اِذْهَبِ اللَّيْلَةَ اِلٰى خَرَابِ الْكَرْخِ واجْلِسْ عَلَى التَّلِّ الْخَامِسِ وَ خُطَّ عَلَيْكَ دَائِرَةً فِي الْأَرْضِ وَ اتْلُ وَ اَنْتَ تَخُطُّهَا بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نِيَّةِ عَبْدِ الْقَادِرِ"

آج رات ویرانۂ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو "بسم اللّٰہ علیٰ نیّۃِ عبد القادر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے۔ خبردار! انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا۔ پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا۔ اس سے کہنا (حضور سیدنا) عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے

تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا۔

حضرت ابوسعید عبداللہ فرماتے ہیں، میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا۔ مہیب صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا۔ وہ گروہ گروہ گذرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جن کی فوجیں تھیں۔ بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی! تیرا کیا کام ہے؟ میں نے کہا، حضور سید عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی۔ بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا۔ میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ نے ہمراہیوں سے کہا، کس نے یہ حرکت کی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں (سرکشوں) سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا، کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب (غوث اعظم) کے زیر سایہ سے لے گیا؟ کہا۔ یہ میرے دل کو بھائی۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی۔ میں نے کہا۔ میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکمِ حضور (غوث اعظم) کے ماننے میں کیا۔ کہا ہاں! وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں (سرکشوں) پر جو زمین کے منتہیٰ پر ہوتے ہیں، نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں (ٹھکانوں) کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرتا ہے، جن وانس سب پر اسے قابو دیتا ہے"[۱] ملخصاً

یہ واقعہ پتہ دیتا ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت صرف انسانوں پر نہیں جنوں پر بھی ہے۔

مستثنیات کو چھوڑ کر آپ کے مثل کوئی پیدا نہ ہوا

ایک مقام پر خاندان غوثیہ اور خاندان مداریہ کے مسلمان آپس میں سخت طریقے پر الجھ گئے۔ خاندان غوثیہ کے افراد نے کہا کہ ہمارے سردار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] فتاویٰ افریقہ ص ۱۷۰۔۱۷۱

افضل واعلیٰ ہیں۔ اور مداری صاحبان نے کہا کہ سیدنا شاہ بدیع الدین مدار، افضل واعلیٰ ہیں۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی جوفتویٰ دے دیں گے اسے دونوں فریق منظور کرلیں گے اوراسی پر عمل کریں گے۔

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزار عقیدت کے باوجود ایسا جواب مرحمت فرمایا ہے کہ ہر بزرگ وولی کی عظمت وشان اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ کسی بزرگ کی شان میں تنقیص وتوہین کا شائبہ تک نہیں آنے دیتے۔ آپ نے حضرت شاہ بدیع الدین مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان عظمت کو اجاگر کیا ہے اوران کے اکابر اولیاء میں سے ہونے کو بھی ظاہر فرمایا بایں ہمہ ان پر حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفوق وبرتری اور فضل وکمال کو بھی دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔ فقیہ اسلام مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

''مبادا کسی طرف (خواہ سیدنا غوث اعظم خواہ شاہ مدار کی شان میں) گستاخی ہوجائے تو عیاذاًباللہ سخت تباہی وبربادی، بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان کا اندیشہ ہے، حضرت شاہ بدیع مدار قدس سرہ العزیز ضرور اکابر اولیاء اللہ سے ہیں مگراس میں شک نہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ وافضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے اور وہ ہمارے امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اوران سب کی گردن پران کا قدم پاک ہے۔

امام ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی قدس سرہٗ العزیز نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء معاصرینِ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدی احمد بن ابی بکر حریمی وحضرت ابوعمرو عثمان بن صریفینی قدس اللہ سرہما سے دو حدیثیں روایت فرمائیں......اوزان دونوں حدیثوں کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات نے فرمایا:

"وَاللّٰهِ مَا أَظْهَرَ اللّٰهُ تَعالیٰ وَلَا يُظْهِرُ إِلَى الْوَجُوْدِ مِثْلَ الشَّيْخِ مُحِيِّ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه"

یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں حضرت سیدی ابو محمد بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو فرماتے سنا،

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہونچایا، شیخ عبد القادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا، شیخ عبد القادر کے لیے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے۔ اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا، شیخ عبد القادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب کریں گے۔

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاءِ کرام کی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم ۔۔۔ کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے ۔۔۔ سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا[2]

غوث اعظم مجتہد مطلق اور محی الدین ہیں:

محی الدین کے معنی ہیں دین کو زندہ کرنے والا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو حیات بخشنے والا۔ حضرت غوث اعظم کو یہ لقب خاص طور پر منجانب اللہ ملا ہے۔ مجتہد اس کو کہتے ہیں جو اجتہادی قوت رکھتا ہو اور اجتہادی قوت اور دینی فکر ونظر سے قرآن وحدیث میں غور کرے اور ان سے مسئلہ مستنبط کرے یعنی مسئلہ نکالے۔ چونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سنت کے بجائے بدعت وگمراہی جڑ پکڑ چکی تھی دین متین پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ رہ گئے تھے ایسے وقت میں حضور نے دین کا احیاء کیا، سنت رسول صلی اللہ

---

[1] اس مقام پر عربی عبارت بھی فتاوی رضویہ میں مندرج ہے۔

[2] فتاوی رضویہ دوازدہم ص ۱۵۰ و ۱۵۱ ملخصاً۔ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی

تعالیٰ علیہ وسلم کو زندگی بخشا اس لیے بھی آپ کو محی الدین کے لقب سے ہر خاص و عام نے یاد کیا۔

اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ آپ باوجودیکہ خود اجتہاد کے منصب پر فائز تھے اور مجتہد کسی مسلک کا مقلد نہیں ہوتا اور نہ کسی مسلک پر فتویٰ دینے کا پابند ہوتا مگر آپ نے مسلک حنبلی کو کمزور ہوتا دیکھا تو اس کو طاقت بخشنے کی غرض سے اسی پر فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی کی بین دلیل ہے۔ حضور کی زندگی کے اس عظیم پہلو کو سمجھنے کے لیے مجدد اعظم کے ذیل کا فتویٰ مع سوال پڑھئے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:۔

سوال: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہٰذا تمہارے میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائے گی۔ اس لئے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہو گئے؟

الجواب: یہ روایت صحیح نہیں، حضور (غوث اعظم) ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا، مذہب حنبلی کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور محی الدین ہیں اور دین متین کے یہ چاروں مذاہب (یعنی مذہب حنبلی و مذہب حنفی وغیرہما) ستون ہیں۔ لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اسکی تقویت فرمائی۔ [1]

امام اعظم افضل ہیں یا غوث اعظم:

حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی، اس سلسلہ میں مجدد اعظم نائب غوث اعظم شیدائے امام اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے ذیل کے ایک تحقیقی فتویٰ کو ملاحظہ کیجئے۔ اس سوال پر کہ آیا امامنا الاعظم و الافخم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا معاملہ اس کے برعکس ہے؟ مجدد اعظم لکھتے ہیں:

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۲۲۷۔

''امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

ایک روز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا امام علقمہ و امام اسود[1] شاگردانِ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام عطا ابن ابی رباح استاذِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں کون افضل تھا؟ فرمایا، ہم ان کے ذکر کرنے کے قابل نہیں نہ کہ ان میں ایک کو دوسرے سے افضل بتائیں۔

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد تواضعاً تھا اور یہاں قطعاً حقیقت امر ہے۔ حاشاللہ۔ ہمارے منہ اس قابل نہیں کہ حضور سیدنا امام اعظم یا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پاک اپنی زبان سے لیں۔ یہ بھی رحمت الٰہیہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوبوں کے ذکر کی اجازت دی ہے ہم کس منہ سے ان میں تفاضل (ایک کو دوسرے پر فضیلت) بیان کریں۔ وہ ہماری شریعت کے امام اور یہ ہماری طریقت کے امام مفرد

عہدہا بالب شیریں دہنہا بست خدائے ماہمہ بندہ وایں قوم خداوند انند

اور یہاں اسی میزان میں انہیں امام شعرانی کا یہ قول "اِعْتِقَادُنَا اَنَّ اَكَابِرَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْأَئِمَّةَ الْمُجْتَهِدِيْنَ كَانَ مَقَامُهُمْ أَكْبَرَ مِنْ مَقَامِ بَاقِيْ الْأَوْلِيَاءِ بِيَقِيْنٍ[2]" وارد ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہہ واصلان عین الشریعۃ الکبریٰ کے سرداروں میں سے ہیں۔ اور اس کے واصلوں کو یہی امام شعرانی اسی میزان میں فرماتے ہیں۔

جو عین شریعت[3] کے چشمۂ صافی پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اس نہر حقیقت سے چلو لینے

---

[1] یہاں پر مجدد اعظم نے میزان کی عربی عبارت یہ نقل کی ہے "الامام ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه سئل عن الاسود والعطاء وعلقمة ايهم افضل فقال والله ما نحن باهل ان نذكرهم فكيف نفاضل بينهم"۔

[2] ترجمہ:۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اکابر صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کا مقام بالیقین باقی تمام اولیاء سے زیادہ بڑا ہے ۱۲۔ غ

[3] یہاں مجدد اعظم نے میزان کی عربی عبارت یہ نقل کی ہے "من اشرف على عين الشريعة الاولى يشارك المجتهدين فى الاغتراف من عين الشريعة فانه ما ثم احد حق له قدم الولاية المحمدية الاويصير ياخذ احكام شرعه صلى الله تعالى عليه وسلم من حيث إخذها المجتهدون وينفك عنه التقليد لجميع العلماء الا لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم ان نقل عن احدٍ من الاولياء انه كان شافعياً اَوْ حنفياً مثلاً فذالك قبل ان يصل مقام الكمال۔

میں مجتہدین کا شریک و سہیم ہوتا ہے۔ اور جو شخص ولایت محمدیہ کے درجۂ عظمیٰ پر فائز ہو جاتا ہے وہ وہیں سے احکام حاصل کرتا ہے جہاں سے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین...... اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تمام علمائے امت کی تقلید سے آزادی ہے۔ اور بعض اولیاء کے بارے میں جو یہ آیا ہے کہ یہ حنفی یا شافعی تھے وغیرہ تو یہ ان حضرات کے مقام کمال تک پہنچنے سے پہلے کی بات ہے"۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محی الدین ہیں۔ احیاء دین کے لیے قائم کئے گئے اور مذہب حنبلی اسلام کا ربع (چوتھائی حصہ) ہے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جَعَلْتُكَ رُبُعَ الْإِسْلَامِ" ہم نے تمہیں اسلام کا چہارم بنایا۔ یہ مذہب قریب اندراس تھا (یعنی ختم ہونے کے قریب تھا)۔ لہٰذا اس کے احیاء کے لیے اس پر (غوث اعظم) افتاء فرماتے۔ ہاں حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حضرات عالیہ امام مالک و امام شافعی و امام احمد وَمَنْ بَعْدَهُمُ الْأَئِمَّةُ الْكِرَامُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عنهم پر فضل تابعیت ہے۔ امام تابعی ہیں۔ رَأَىٰ أَنَساً رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه (امام اعظم نے صحابیِ رسول انس کو دیکھا۔ ع) اور باقی حضرات میں اور کوئی تابعی نہیں...... اور[1] ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرقاۃ میں جو یہ سہو (بھول) واقع ہوا کہ حضرت امام مالک تابعی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قابل التفات نہیں۔

گدائے قادری عرض کرتا ہے۔

صحابیت ہوئی پھر تابعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے فزوں ہاں وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث[2]"

آپ کی مجلس میں حضرت خضر کی تشریف آوری

غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی مجلس وعظ میں بارہا حضرت خضر علیہ السلام

---

[1] یہاں مجدد اعظم نے عربی عبارت یوں لکھی ہے "وما وقع من علی القاری فی المرقاۃ من تابعية الامام مالك رضی الله تعالى عنه فسهو ظاهر لايلتفت اليه"۔ [2] فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۳۳،۳۲

تشریف لاتے تھے۔حضور غوث اعظم کی سیرت پر لکھی جانے والی مستند کتاب قلائد الجواہر میں ہے۔

"ابوسعد نے خود یہ بیان کیا کہ میں نے آپ کی مجلس میں ملائکہ کو دیکھا کہ وہ گروہ در گروہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور رجال الغیب کو دیکھا جو آپ کی مجلس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی سعی کرتے تھے۔ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو بھی آپ کی مجلس میں بارہا دیکھا ہے۔ جب میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت شیخ (غوث اعظم) کے مراتب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:۔

"جو شخص آخرت، دین و دنیا کی فلاح چاہتا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ آپ کی مجلس میں حاضری کو لازم کرلے" ۱

اور بہجۃ الاسرار شریف میں حضرت ابوسعد قیلوی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالعباس خضر (علیہ السلام) کو دیکھا ہے کہ اکثر آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ جو شخص کامیابی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اس مجلس کی ملازمت اختیار کرے ۲

ان دونوں حوالے کے بعد مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھئے۔رقمطراز ہیں:

"اکابرِ اولیاء کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کئے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالسِ وعظ میں بکثرت (خضر علیہ السلام نے) کرم فرمایا۔ اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں۔ جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں"۔ ۳

اس تحریر سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں اور مسلمانوں کی امداد و فریادرسی کرتے ہیں وہیں یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت غوث اعظم کی محفل وعظ اتنی اہمیت کی حامل ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جلوہ فرماتے رہے ہیں اور آپ کے رتبہ علیا کی گواہی دیتے رہے ہیں۔

---

۱ قلائد الجواہر مترجم ص ۲۵۳ مطبوعہ دہلی۔ ۲ بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۲۷۹۔

۳ فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۲۰۶

قلوب انسانی غوث اعظم کے ہاتھ میں

انسانوں کے دل حضور پرنور غوث اعظم کے دست مبارک میں ہیں جب چاہیں جہاں چاہیں پھیر دیں۔ اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگایئے۔ ایک مجلس میں مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا:

''ایک مرتبہ حضور (غوث اعظم) مسجد جامع تشریف لائے، خادم جو ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام۔ حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی قدم بوسی سے مشرف ہوتی۔ ان کے دل میں یہ خطرہ آنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ وہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے۔ انہیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی۔ میں حضور کے قریب تو تھا۔ ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا ''یہ تمہیں نے تو چاہا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں؟ رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کر لیں''۔[۱]

اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے قصیدۂ ذریعۂ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا، خامہ ترا، سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں، ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دُزدِ رجیم[۲]
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

(حدائق بخشش)

---

[۱] حاشیہ الملفوظ حصہ دوم ص ۷۹۔ [۲] دھتکارا ہوا چور، مراد دشمن دین یا شیطان رجیم ہے۔

غوث اعظم کے نام میں لذت و چاشنی

کمال عشق کی پہچان یہ ہے کہ عاشق اپنے محبوب پر اس طرح وارفتہ ہو کہ اس کا نام لینے اور سننے میں بھی لذت و میٹھاس محسوس کرے۔

مجدد اعظم امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو شہزادۂ رسول سیدنا غوث اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا گہرا عشق تھا کہ خود تو آپ کے نام نامی اسم گرامی کا وظیفہ پڑھ کر کام و دہن کو معطر کرتے ہی تھے لیکن اگر کوئی آپ کے سامنے آپ کے اس پیارے محبوب کا نام بھی لیتا تو اس میں بھی لذت و چاشنی پاتے تھے اور نام پاک سن کر جھوم جاتے بلکہ برسہا برس تک اس کی لذت و چاشنی محسوس کرتے رہتے تھے۔

مجدد اعظم اپنے سفر حج کے وقت کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں،

"جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے۔ کوئی تیس چالیس آدمی اور بھی ہوں گے۔ کشتی بہت بڑی تھی جسے "ساعیہ" کہتے ہیں۔ اس میں جہاز کا سا ستون تھا۔ ہوا کے لئے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے۔ حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے۔ ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے۔ ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر تیسرا سید احمد رفاعی۔ چوتھا حضرت سیدی اھدل کو علی ھٰذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں۔ ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان سے کہا گیا نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ ان پر اثر دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے۔ میں نے ان سے کہا "یا شیخ" انہوں نے کہا، "اَلشَّیۡخُ عَبۡدُ الۡقَادِرِ الۡجِیۡلَانِیۡ" شیخ تو حضرت عبد القادر جیلانی ہیں...... ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے[1]

اللہ اللہ! عاشق ہو تو امام احمد رضا جیسا کہ اپنے محبوب غوث اعظم کا نام نامی سننے سے ان کے منہ میں شہد نایاب گھل جاتے ہیں۔

---

[1] الملفوظ حصہ دوم ص ۳۶۔

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جان بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

قیامت تک کے مریدین کا دفتر

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیوض و برکات کے کان اور انوار کے سرچشمہ ہیں۔ اگر آپ کے سلسلہ میں کوئی مرید ہوتا ہے اور جس سے مرید ہوتا ہے وہ سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہو اور اس کا سلسلہ حضور غوث اعظم تک متصل ہو تو اگرچہ وہ شیخ عمدہ وجید نہ ہو اور فیض رسانی سے خود خالی بھی ہو تو حضور غوث اعظم تو جید وعمدہ ومنبع فیوض و برکات ہیں، آپ اس مرید کی فریاد رسی فرماتے ہیں اور فیوض و برکات و انوار کی دولتوں سے مالا مال کرتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اس میں میرے اصحاب اور مریدین کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لیے بخش دیا ......اور میں نے دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ مجھے معبود کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا (سایہ) زمین پر۔ اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو میں تو عمدہ ہوں، مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم کہ میرے قدم میرے رب کے سامنے برابر رہیں گے یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائیگا۔ [1]

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا
(حدائق بخشش)

ایک سوال کے جواب میں مجدد اعظم قدس سرہ بیعت کا معنی اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ولگاؤ اور تعلق پر مریدین کو برانگیختہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔ ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۲۹۴ ترجمہ احمد علی شاہ لاہوری۔

بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی۔ یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جلاد نے کہا، اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں۔ فرمایا تو اپنا کام کر۔ میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے۔ اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے۔ اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا۔ اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدنِ فیض و منبع انوار ہیں، ان سے فیض آئے گا۔ سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیئے۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ ایک روپیہ دے۔ وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا، روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان لٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا...... ائمۂ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ''رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا، ''وَهَبْتُهُمْ لَكَ'' میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔'' [1]

غوث اعظم کی محبت من وجہ رکن ایمان ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم رکن و داخل ایمان ہے اور آپ سے محبت ہی

[1] ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ دوم ص ۷۱۔

کا یہ حصہ ہے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے جو چیز بھی منسلک ہو یا تعلق و لگاؤ رکھتی ہو اس سے محبت کی جائے اور اس کی تعظیم بجالائی جائے، لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام، صحابۂ عظام، اولیاء و علمائے عظام، موئے مبارک وغیرہ تبرکات، میلاد شریف اور شہزادۂ رسول سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کی محبت و تعظیم ضرور داخل ایمان ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ان چیزوں سے محبت اور ان کی تعظیم بجالانا حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور آپ کی تعظیم و توقیر بجالانا ہے۔ اور بلاشبہہ حضور سے محبت اور آپ کی تعظیم رکن ایمان ہے۔ جس کو قرآن نے بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث نے بھی......

اتنی تمہید کے بعد ایک سوال اور پھر مجدد اعظم کا ایمان افروز جواب ملاحظہ کیجئے۔

سوال:- زید کہتا ہے گیارہویں اور مولود (میلاد شریف) میرا ایمان ہے۔ اور عمرو کہتا ہے کہ گیارہویں اور مولود اقدس مروجہ داخل ایمان نہیں۔ کیونکہ میں نے یہ دونوں آمَنْتُ بِاللّٰهِ (ایمان مفصل) کے معنی میں نہیں سنے۔

جواب:- مجلس میلاد مبارک ویازدہم شریف (گیارہویں) میں دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت خصوصِ فعل، اس طور پر تو فرائض حتی کہ نماز و روزہ بھی داخل ایمان و جزء ایمان نہیں۔ "آمَنْتُ بِاللّٰهِ" میں ان کا بھی ذکر صریح نہیں...... دوسری حیثیت مقصد و منشاء، یعنی محبت و تعظیم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبت و تعظیم اہل بیت و صحابہ و اولیاء و علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں داخل ہے، یہ ضرور رکن ایمان ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم لوگ اس محبوب کی تعظیم و توقیر کرو۔ ۱۲۔ ع) وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ۔" (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک میں اس کے والد، لڑکے اور تمام لوگوں سے محبوب و پیارا نہ ہو جاؤں۔ ۱۲ ع) [۱]

[۱] فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص ۵۔ مذکورہ حدیث بخاری جلد اول کتاب الایمان پارہ اول میں ہے

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

غوث اعظم کی ہر مرید کی طرف توجہ

حضور پیر پیراں، میر میراں، غوث جیلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین ومتوسلین، چاہنے والے اور فریاد کرنے والے کی مدد کرنے والے اور ان کی فریاد کو ضرور پہنچنے والے ہیں۔اس لئے کہ آپ کا نام ولقب ہی ہے ''غوث الثقلین'' جس کے صاف وصریح معنی ہیں ''جن وانس کا مددگار اور فریاد کو پہنچنے والا''۔نیز مستند روایات اور اقوال صوفیہ وصلحاء امت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم اپنے ہر مرید کی طرف توجہ خاص فرمائے رہتے ہیں اور اس کی فریاد رسی کرتے ہیں...... مجدد اعظم قدس سرہ اس مدعیٰ کو ثابت کرتے ہوئے وقت کے عظیم بزرگ مرزا مظہر جان جاناں کے ملفوظات کے حوالے سے لکھتے ہیں،

''التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بحال مبذول نیست''۔

(حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین۔کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔کوئی ان کا مرید ایسا نہیں ملا کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔۱۲ع)

''ذرا اس عبارت کا تیور دیکھئے اور لفظ غوث الثقلین بھی ملحوظ خاطر رہے، اس کے یہی معنیٰ ہیں نا کہ انس وجن سب کی فریاد کو پہنچنے والے''۔ [۱]

غوث اعظم معرفت کے سمندر

قطب ربانی، محبوب سبحانی سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و معرفت اور ولایت کے سمندر ہیں اور دوسرے اولیاء اگر چہ کتنے بھی بڑے مراتب کے حامل ہوں، آپ سے نکلی ہوئی نہر ونالہ ہیں سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقت کے عظیم بزرگ اور اکابر اولیاء میں سے ہیں مگر آپ غوث اعظم کو بحر ولایت (ولایت کا سمندر) اور

---

۱ الامن والعلیٰ ص ۵۳۔۵۴

سیدالاولیاء سے یاد کرتے اور خود کواس سمندر کا جدول (نالہ) کہتے ہیں۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے،

''بتذکرہ حضرت سیدی احمد کبیر احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا (سیدنا اعلیٰ حضرت نے) کہ آپ اجلۂ اکابر اولیاء سے ہیں۔حضرت کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے۔عرض کی، مجھے اپنے (شیخ امام رفاعی) کی زیارت کا شوق ہے۔حضور (غوث اعظم) نے ایک شیشہ رکھدیا۔اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرمارہے ہیں جو بحر (سمندر) کے پاس ہو وہ جدول (نالہ یعنی امام رفاعی) کو چاہے''؟ ۱ (ہرگز ایسا نہ چاہیے)

یادرہے کہ امام رفاعی نے غوث اعظم کو سمندر اور خود کو نالہ کہہ کر حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

تیری عزت، تیری رفعت، تیرا فضل۔ بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یاغوث (کلام رضا)

مرگی وشیطان پر غوث کی قدرت

مرگی کی بیماری ایک خبیث بلا ہے جو انسان کو پریشان کردیتی ہے اور ہزار کوششوں کے باوجود ساتھ نہیں چھوڑتی۔فی الحقیقت یہ ایک شیطان ہے۔مگر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تابعداری اسے بھی کرنی پڑی۔اور آپ کے تصرف وقدرت کا اثر دیکھئے کہ آپ کے ایک ہی فرمان سے بغداد کی سرزمین پر مرگی کی بلا کا آنا موقوف ہوگیا۔مجدد اسلام امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

''حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی۔حضور نے فرمایا، اس کے کان میں کہہ دو، ''غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا''۔چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہوگیا اور اب تک بغداد میں مرگی نہیں ہوتی''۔ ۲

تیری قدرت تو فطریات سے ہے کہ قادر نام میں داخل ہے یاغوث

۱ الملفوظ حصہ سوم ص ۷۵۔

۲ الملفوظ حصہ سوم ص ۷۲۔

غوث اعظم کی وسعت نظر

اولیائے کرام میں سے کچھ وہ دانائے راز ہوتے ہیں جن کے سامنے زمین لپیٹ دی جاتی ہے، وہ اس کے حقائق سے باخبر اور طبقات سے واقف ہو جاتے ہیں، اس کے اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ زمین کے حصہ حصہ میں جو طبعی حکمتیں مولائے کریم نے ودیعت فرما رکھی ہیں انہیں وہ تفصیلاً جان لیتے ہیں، وہ کائنات ارضی و سماوی کو رائی کے دانے کے مثل دیکھتے ہیں بلکہ ان کی نظریں اتنی وسیع تر ہو جاتی ہیں کہ لوح محفوظ ان کے سامنے ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ملاحظہ فرماتے ہوتے ہیں کہ قلم، لوح محفوظ پر کیا لکھ رہا ہے [1]

ظاہر ہے کہ جس کو لوح محفوظ کا علم ہوگا اسے دیگر کائنات کا علم ضرور بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہوگا۔ تاجدار ولایت حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی اولیاء کرام میں سے ہیں جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے تھے۔ اور اس میں لکھی چیزوں کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ اس لئے یہ ثابت ہوا کہ آپ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم و ادراک ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وسعت علم سے مالا مال فرمایا۔ اور جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس شہزادے اور عالی مرتبت غلام کا یہ عالم ہے تو اس رسول اعظم کی وسعت علم و ادراک کا عالم کیا ہوگا جسکے زیر نگیں کل کائنات ہے، جس کے بارے میں خود غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں، ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ایک طاق ہے۔ آپ کی روح پاک اس طاق میں لیمپ ہے۔ وحی کی چمک اس لیمپ کا چراغ ہے۔ آپ کی طرف وحی کا آنا جانا نور پر نور ہے۔ جب نبوت کا نور دل کے طاق کے لیمپ میں روشن ہوتا ہے تو آپ کے دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے تو اس سے آپ غائب الغیب چیزیں دیکھتے ہیں'' ۔ [2]

ان کلمات کو ذہن نشیں کر لینے کے بعد اب آیئے مجدد اعظم کے الفاظ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعت نظر و علم و ادراک ملاحظہ کیجیے۔ اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

---

[1] علامہ اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء مترجم ص ۱۰۳۔۱۰۴ ناشر مکتبہ جام نور

[2] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۲۱۲ ناشر مکتبہ جام نور دہلی۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں''۔ "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ"۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اور حضور کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں، ''وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی نہ دیکھے''۔ انہوں نے سچ فرمایا، اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا، ''میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے''۔

اور وہ جو نسب میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں اعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا۔ اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال، یہ ہی حکم ہے۔ اور فرماتے ہیں، ''اِنَّ بُؤْبُؤَۃَ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ'' میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ'' ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے، "مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ" ہم نے کتاب میں کوئی شئی اٹھا نہ رکھی۔ اور فرماتا ہے، "وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ" اور کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔''[1]

شعر:-

فیوضِ عالمِ اُمّی سے تجھ پر   عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

---

[1] الملفوظ حصہ اول ص ۲۸۔۲۹

دوسرے کا مرید ہو کر غوث اعظم کی تعظیم بجالانا

مرید کسی سلسلہ کا ہو اسے اپنے ہی شیخ کو تمام اولیائے زمانہ سے بہتر جاننا چاہئیے۔ جب تک یہ اعتقاد نہ رکھے فیض و نفع نہ پائے گا۔

مگر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بھی بجالانا اس کے لئے ضروری ہے۔ مجدد اعظم امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سیدنا علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید صادق حضرت علی جوسقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک حیرت انگیز واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ جس میں اپنے شیخ کا ادب بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور پیران پیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان کا بھی..... فرماتے ہیں،

"علی بن ہیتی نے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں، ایک بار حضور (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دعوت کی۔ ان کے خاص مرید تھے حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ کھانا لائے، خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں، اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی۔ انہوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے" [1]

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے — سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

آپ غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی

غوث کو کبھی قطب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ غوث اور قطب اس مقرب بارگاہ خدائے تعالیٰ کو کہا جاتا ہے جو اصالۃً یا نیابۃً سب احوال و مقامات کا جامع ہو۔ قطب کا اطلاق ایسے عظیم انسان پر ہوتا ہے جو زمانے بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی کو غوث بھی کہتے

---

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ۶۰۔

ہیں۔ یہ مقربین خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں[۱]۔

اورغوث کے بعد افراد کا درجہ ہوتا ہے۔ یہ وہ خاصان خدا ہیں جو کسی سلسلے میں نہیں داخل ہوتے، وہ صرف سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماتحت ہوتے ہیں، آپ کے علاوہ کسی کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں، اس کے باوجود حضور سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ان کو رجوع کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آپ سے رجوع کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس اعتبار سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوث الاغواث یعنی غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد یعنی سارے فردوں کے سردار و فرد وحید بھی۔

شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ میں فرد وحید کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں،

"اس کی علامت! وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ[۲] (اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر)۔ خدا کے علاوہ اسے ہر چیز پر قدرت وغلبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ جرأت مند، بہادر، پیش رو اور حق کے متعلق کثیر الدعاوی ہوتا ہے۔ اسکی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور عادلانہ فیصلے ہی اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ہمارے پیشوا حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام پر فائز تھے، آپ کو بہت شکوہ (دبدبہ) حاصل تھا اور حق کی طرف سے مخلوق پر قدرت و غلبہ حاصل تھا، آپ بڑی شان والے تھے، آپ کے واقعات زبان زد خلق ہیں [۳]

غوث اور افراد کے معنیٰ سمجھ لینے کے بعد مجدد اعظم کے ذیل کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔ جو غوث کے لئے دو وزیر کو ثابت کرتے ہوئے قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان عظمت نشان کو واضح کرتے ہیں۔ الملفوظ میں فرماتے ہیں،

"ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست (داہنے طرف کا) عبد الرب اور وزیر چپ (بائیں طرف کا) عبد الملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا۔ اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے

---

[۱] جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی اردو ترجمہ از سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

[۲] یعنی اس آیت کریمہ کا مظہر ہوتا ہے۔ [۳] جامع کرامات اولیاء ص ۲۴۷۔

اور دل جانب چپ ہے (بائیں طرف ہے) غوثِ اکبر و غوثِ ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے۔ پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ یہ حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی...... حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔[1]

بدل یافرد جو کامل ہے یا غوث   تیرے ہی در سے مستکمل ہے یاغوث

افراد کو بھی غوث اعظم کی طرف رجوع لازم

اس سوال پر کہ افراد کون اصحاب ہیں؟ مجدد اعظم امام احمد رسا قدس سرہٗ نے فرمایا،

(افراد) بڑے بزرگوں اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں۔ ایک صاحب اجلۂ اولیاء کرام سے تھے، کسی نے پوچھا، حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ فرمایا، ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرماتے تھے۔ میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا، جب میں قریب

[1] ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اول ص ۱۲۰۔

گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے، ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا، اٹھو مشغول بخدا ہو۔ کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ ولی اللہ ہے۔ کہا، میں مشہور کردونگا کہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا، میرے لئے دعا کرو۔ کہا، دعاء تو آپ ہی کا حق ہے۔ میں نے کہا، تمہیں دعاء کرنی ہوگی۔ کہا، "وَفَّرَ اللّٰهُ حَظَّكَ مِنْهُ" اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ اور کہا، میں اگر غائب ہو جاؤں گا تو ملامت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے۔ حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔

وہاں سے آگے بڑھا، ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے۔ قریب گیا تو دیکھا۔ ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے۔ وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا، غیب سے ندا آئی۔ "اے خضر! احتیاط کیجئے۔ اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا، حضرت نہ رکے یہاں تک کہ رو کے گئے۔ میں نے کہا اٹھ مشغول بخدا ہو۔ کہا، حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں۔ میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا، میں مشہور کردوں گی کہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعاء کرو۔ کہا، دعاء تو آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا تمہیں دعاء کرنی ہوگی۔ کہا، "وَفَّرَ اللّٰهُ حَظَّكَ منه" اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ پھر کہا، اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا۔ میں نے کہا یہ بھی جاتی ہے۔ کہا، یہ تو بتائے جا! کیا تو اسی مرد کی بیوی ہے؟ کہا ہاں! یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہوگیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہوگئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا، یہ لوگ افراد ہیں، میں نے کہا، وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں؟ فرمایا ہاں! شیخ عبدالقادر جیلانی [1]

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو، ترا سائل ہے یا غوث

سارے اولیاء کو یہاں تک کہ رجال الغیب، اقطاب اور افراد کو بھی غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع لازم وضروری ہے۔ اس

---

[1] الملفوظ حصہ اول ص ۱۲۲۔

سلسلہ میں ثنائے غوث اعظم بزبان مجدد اعظم کی ایک اور مثال سے مشام جاں کو معطر کیجئے۔

عرض:- رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں؟

ارشاد:- ''ہاں یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں (یعنی مرید ہوتے ہیں) البتہ افراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں۔ اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں۔ سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں'' [۱]

کیا کوئی محنت سے مرتبۂ ولایت پاسکتا ہے؟

نبوت اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے ملتی ہے۔ اس میں بندہ کے کسب و محنت کا کوئی دخل نہیں، یہ کسی طرح ریاضت و مجاہدہ اور عبادت کے ذریعہ نہیں حاصل ہوسکتی، اس لئے کہ یہ وہبی ہے، کسبی نہیں...... ولایت بھی کسبی نہیں وہبی ہے۔ کوئی لاکھ عمل صالح کرے اس عمل کے سبب ولی نہیں بن سکتا...... بہار شریعت حصہ اول میں ہے،

'' نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے''۔ [۲] ''ولایت وہبی شئی ہے نہ کہ اعمال شاقہ (محنت و مشقت والے عمل و عبادت) سے آدمی خود حاصل کرے البتہ غالباً اعمال حسنہ (نیک عمل) اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداً مل جاتی ہے۔''

اب اگر کوئی کہے کہ آدمی اپنے عمل کے ذریعے پیران پیر روشن ضمیر سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے تو یہ اسلامی عقیدے کے خلاف ہوگا اور ویسا شخص گستاخ، بد مذہب و گمراہ کہلائے گا۔ جب اتنی بات دلنشیں ہوگئی تو اب مجدد اعظم قدس سرہٗ کا جواب ملاحظہ کیجئے۔

سوال (الف) ایک شخص سے اثناء گفتگو میں اس کمترین نے یہ کہدیا کہ حقیقی تعلیم اسلامی پر عمل پیرا ہوکر آدمی حضرت پیران پیر دستگیر محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

[۱] الملفوظ حصہ چہارم ص ۱۴۳۔ [۲] بہار شریعت اول بیان عقائد متعلقہ نبوت۔

علیہ کا ہمسر ہو سکتا ہے۔

(ب) اس بات کے کہنے کی جرأت کمترین کو اس خیال نے دلائی کہ چونکہ تعلیم ربانی قرآن مجید اور تعلیم نبوی حدیث شریف حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کے لئے تھی وہی اب تک محفوظ و تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ اب کمترین کو کیا کرنا چاہیئے؟؟ (ملخصاً)

الجواب:۔ یہ حکم سخت گستاخی اور بے ادبی کا تھا اور اس کے علاوہ بد مذہبی بھی۔ شرح مواہب زرقانی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جو شخص نبوت کو کہے کہ کسبی ہے، (بہت ہی محنت و مجاہدہ سے حاصل ہونے والی ہے وہ) کافر ہے۔ اور جو ولایت کو کسبی کہے بد مذہب ہے۔ کوئی شخص کیسا ہی عمل کرے اپنے عمل کے سبب ابتدائی درجۂ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا نہ کہ مرتبۂ قطبیت کبریٰ اور غوثیت عظمٰی، نہ کہ مرتبۂ اعلیٰ حضور سید الاولیاء غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ غوثوں اور قطبوں کے افہام (عقل و فہم) اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ اکابر اجلۂ اولیاء عظام نے شریعت مطہرہ پر عمل میں معاذ اللہ کونسی تقصیر کی ہے کہ ان کا سر وہاں تک نہیں پہنچ سکا جہاں سرکار غوثیت کے پائے مبارک ہیں۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست

(ترجمہ:۔ یہ نیک بختی بازو کی طاقت سے نہیں، عطائے الٰہی سے حاصل ہوتی ہے ۱۲۔ع)

قائل پر توبہ فرض ہے۔ جس اعلان کے ساتھ یہ کلمہ کہا اسی اعلان کے ساتھ توبہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے، "اِذا عَمِلْتَ السَّیِّئَۃَ فَاَحْدِثْ بَعْدَھَا تَوْبَۃَ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ بِالْعَلَانِیَۃِ" گناہ کرو تو توبہ کرو۔ پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ طور پر اور علانیہ کی علانیہ طور پر۔ [۱]

آپ کے وسیلے سے دعاء کی قبولیت و بیماری سے شفا

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسل سے طلب کرو۔ [۲]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۳۱ ۔۳۲

[۲] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۵۷۔ ناشر مکتبہ جام نور مٹیا محل دہلی۔

مجدد اعظم امام اہل سنت سیدنا الشاہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی خاصیت تھی کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور وسیلہ بناتے اور منہ مانگی پاتے۔ دنیاوی حکیم وڈاکٹر پر قطعاً بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اپنے پروردگار ذوالجلال کے فضل وکرم اور رسول کائنات وسرکار بغداد کے وسیلہ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ آپ دوسری مرتبہ جب حج کو جا رہے تھے اور آپ کا جہاز کامران کے مقام پر پہونچا تو آپ کی طبیعت کچھ علیل ہوگئی اور ساتھ میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں (خلف اکبر)، آپ کے بھائی ننھے میاں اور کئی مستورات تھیں۔ ان سب کی بھی طبیعت خراب ہوگئی۔ پیٹ میں درد اور پیچش کا عارضہ ہوا اور خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں یہیں روک نہ دیئے جائیں اور حج ادا نہ ہو پائے۔ ایسے نازک وقت میں آپ نے حکیم مطلق پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنایا۔ پھر کیا تھا، سب کی بیماری کافور ہوگئی۔ مجدد اعظم اس واقعہ کی عکاسی یوں کرتے ہیں:۔

''اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے، کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم واسہال (دست) عارض ہوا۔ میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے بھی جانا ہوا۔ دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا۔ باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں سلمہ کو اندیشہ ہوا اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا۔ اگر بیمار سمجھ کر روک لیے گئے اور حج کا وقت قریب ہے۔ معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا۔ کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے۔ اگر انہیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہرے گا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو! میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشیں سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا، سامنے سے تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری فال حسن تھی۔ میں نے ان سے بھی دعا کو کہا، انہوں نے بھی دعا فرمائی۔ مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے۔ اب جو مکان

میں دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا۔ [1]

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے، خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مجدد اعظم قدس سرہٗ کو حدیث کی دعائیں پڑھنے کا کتنا شوق تھا اور اولیاء کرام خصوصاً سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر محبت و عقیدت تھی۔ پھر آپ کی دعا کتنی جلد شرف قبول بارگاہ الٰہی حاصل کر لیتی ہے۔ اس میں اللہ اور پیران عظام کی طرف رجوع کا مسلمانوں کے لئے بہترین درس و نمونۂ عمل ہے۔

احیائے موتیٰ اور غوث اعظم

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مردوں کو جلانے کے واقعات متعدد ہیں۔ گزشتہ صفحات میں بارہ سال کی ڈوبی بارات کو نکالنے کا واقعہ گزرا مزید یہ کہ آپ نے اپنے خداداد تصرف سے لڑکی کو لڑکے میں بدل دیا، یہ واقعہ بھی کتابوں میں آیا ہے۔

صاحب محبوب المعانی نے نقل کیا ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمہما اللہ تعالیٰ نے ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ خدائے تعالیٰ نے اس ضعیفہ کو مال و دولت کی کثرت عطا فرمائی ہے۔ لیکن فرزند صالح جو توشۂ آخرت ہے، اس سے محروم ہوں۔ آپ کی دعا سے اللہ پاک میری آرزو برلائے گا۔ اور فرزند صالح عطا کرے گا؟ بعدہ حضرت نے دعا کی تو غیب سے آواز آئی کہ اس ضعیفہ کی قسمت میں فرزند نہیں ہے۔ اسیطرح تین بار سوال و جواب ہوئے تو تیسری بار حضرت محبوب سبحانی مقبول بارگاہ ربانی نے اپنا خرقۂ مبارکہ جسم اطہر سے نکال کر ہوا میں پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک میرا معروضہ قبول نہ ہوگا یہ خرقۂ فقر نہ پہنوں گا۔ اس وقت زیارت

---

[1] ملفوظات اعلیٰحضرت ص ۶۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور سرکار نے خرقہ ہوا سے لے کر اپنے دست مبارک سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند! درگاہ الٰہی بے نیاز ہے۔ ہر وقت کہاں مقام ناز ہے۔ محبوب سبحانی نے عرض کیا، یا جدی! (میرے نانا جان) اس مقام میں میں تنہا تھا۔ مجھ پر شفقت پدری سایہ گستر ہے۔ مجھ کو امید قوی ہوگئی ہے کہ اس عورت کو فرزند عطا ہوگی۔ اسی کے درمیان مژدۂ غیب آیا کہ اے محبوب تیرا معروضہ قبول ہوا اور ہم نے سائلہ کو فرزند عطا کیا۔ حضرت نے اس ضعیفہ سے فرمایا کہ تیرا مدعا بر آیا۔ جا تجھے فرزند ہوگا۔ چند ہی مہینوں کے بعد وہ ضعیفہ حاملہ ہوئی بعد تمام ایام حمل کے اس کو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لئے چند روز کے بعد اس لڑکی کو سرخ پارچہ پہنا کر حضرت کی خدمت میں لا کر عرض کیا کہ حضور بشارت تو فرزند کی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے۔ حضرت نے فرمایا، یہ لڑکی کیونکر ہوگی؟ اس ارشاد کے بعد تمام کپڑا اس بچی کے جسم سے نکالا اور توجہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا "یہ تو فرزند ہے"...... فی الفور علامت مردانگی ظاہر ہوئی اور ارشاد ہوا کہ یہ فرزند میرا ہے۔ اس کا نام شیخ شہاب الدین عمر رکھا ہے۔ اس کی عمر طویل ہوگی۔ ابرو اور پستان دراز ہوگی۔ کہتے ہیں کہ بھوؤں کے بال اتنے دراز تھے کہ جناب شیخ الشیوخ کتابت کے وقت سر پر ڈال لیتے تھے اور پستان اتنے دراز تھے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو پر رکھ لیتے تھے۔

حسن سیرت وصورت میں نہایت ہی مستحسن اور پیشوائے اہل زمانہ تھے۔ نفحات الانس میں ہے کہ جناب شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر (م ۶۳۲) سہروردی قدس سرہٗ العزیز نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بابرکت میں بڑا رتبہ اور مقام حاصل کیا اور حضرت غوث الثقلین نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ،

"اَنتَ آخِرُ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِالْعِرَاقِ" (عراق کے مشہور لوگوں میں تو سب سے آخر ہوگا۔ ۱۲ع) اور فرمایا کہ یہ لڑکا سر حلقۂ اولیاء بزرگ وصاحب ارشاد ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ آپ سے آپ کا سلسلہ بہت ہی ترویج پایا۔ [1]

اب مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہٗ کا مندرجہ ذیل پیارا جواب ملاحظہ کیجئے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے،

---

[1] تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۴۴۔

مسئلہ:- چہ می فرمودند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ بر طرف حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرامتہا حق است مثل احیائے موتی و مرد شدن زن از دعائے ایشاں یا نہ؟

(**ترجمہ**:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کچھ کرامتیں منسوب ہیں جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور آپ کی دعاء سے عورت کا مرد میں بدل جانا۔ آیا یہ حق و صحیح ہیں یا نہیں)

الجواب:- احیائے موتی حق است باسانید صحیحہ مروی و پسرے شدن دختر مسموع و در بعض رسائل مکتوب است۔ [1]

ترجمہ:-(غوث اعظم کا) مردوں کو زندہ کرنا حق و ثابت ہے اور صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے اور آپ کے ذریعہ لڑکی کا لڑکا ہو جانا سنا گیا ہے اور بعض رسالوں میں لکھا ہوا بھی ہے۔

یعنی احیائے موتی کے واقعات تو صحیح سندوں کے ساتھ مستند کتب میں مروی ہیں اور لڑکی کا لڑکے میں تبدیل کرنے کا واقعہ بھی سنا گیا ہے اور بعض رسائل میں لکھا ہوا ہے، چونکہ یہ بھی ممکن ہے کیونکہ یہ احیائے موتی سے کم تر درجے کی کرامت ہے لہٰذا اگر چہ اس کی روایات اس درجے کی نہیں، لیکن انکار کی بہر حال حاجت نہیں کہ عدم ثبوت، ثبوت عدم نہیں۔

غوث اعظم کی طرف توجہ کرنا اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے

بعض علاقے میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف [2] کی طرف رخ کر کے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے فاتحہ پڑھتے اور آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ اس پر بعض منکرین نے اعتراض و شبہہ ظاہر کیا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار کی طرف رخ کر کے فاتحہ پڑھنے یا آپ کی طرف توجہ

---

[1] فتاوی رضویہ جلد یازدہم ص ۳۴۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

[2] حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس بغداد ملک عراق میں ہے جو ہندوستان سے شمال و مغرب کے درمیان مدینہ شریف کے داہنے طرف واقع ہے۔ اسی طرف رخ کر کے کچھ لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں اور صلوٰۃ غوثیہ کے بعد اسی طرف گیارہ قدم چلا جاتا ہے ۱۲۔ ع۔

کرنے سے منع کیا۔ ان کا شبہہ یہ تھا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے نہ کہ غوث پاک کی طرف۔ اس پر مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور غوث پاک یا دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف توجہ کرنا یا ان کی طرف رخ کر کے قرآن شریف وغیرہ پڑھنا جائز و درست ہے اس لئے کہ اولیاء کرام کی طرف توجہ کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرنا ہے۔ اپنے اس دعوی پر مجدد اعظم قدس سرہٗ نے قرآن شریف کی آیت اور اس صلوٰۃ غوثیہ سے دلیل قائم کی ہے جس میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نماز گیارہ قدم اپنے روضہ مبارکہ کی طرف چلنے کو فرمایا ہے۔ مجدد اعظم قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:۔

''توجہ باولیاء توجہ بخدا ہے عـــہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ، (جدھر رخ کرو ادھر ہی اللہ کی رضا ہے)۔ خود حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجت کے لیے نماز تعلیم فرمائی اور اس میں ارشاد فرمایا،

ثُمَّ يَخْطُوْ اِلَى الْعِرَاقِ اِحْدٰى عَشَرَ خُطْوَةً وَّيُنَادِيْ بِاسْمِيْ " نماز کے بعد بغداد مقدس کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر ندا کرے، اللہ عزوجل اس کی حاجت روا فرمائے گا۔

اس کی پوری تفصیل ہمارے رسالہ[1] ''أنهار الأنوار من يم صلوٰة الأسرار'' میں ہے''۔[2]

ظاہر ہے کہ جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا ہے کہ میرے روضۂ اقدس کی طرف یا میری طرف رخ کر کے گیارہ قدم چلو اور میرا نام بھی پکارو تو معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر اولیاء کی طرف توجہ کرنا خدائے تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے لہٰذا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رخ کر کے فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا جائز ہوا۔ اگر جائز نہ ہوتا تو غوث اعظم جو منبع شریعت و طریقت ہیں ہرگز حکم نہ فرماتے۔ اولیاء کرام کی طرف توجہ کرنا یا محبوبانِ خدا سے توسل کرنا

---

[1] واقعی انہار الانوار میں اولیائے کرام کی طرف توجہ کرنے کے جواز پر بیشار دلائل امام اہل سنت نے پیش کیے ہیں جو قابل دید نی ہے۔

[2] فتاوی رضویہ یازدہم ص ۲۱۹ عـــہ اولیائے کرام کی طرف توجہ (دھیان) کرنا خدائے تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے

خدا ہی کی طرف توجہ ونظر کرنا ہے، غیر کی طرف ہر گز نہیں، اس بابت مجدد اعظم ذیل المدعا لاحسن الوعا میں لکھتے ہیں، "محبوبانِ خدا سے توسل نظر بخدا ہے نہ نظر بغیر۔ ولهٰذا خود قرآن عظیم نے اس کا حکم دیا الخ" (احسن الوعا ص ۸) اس کی مزید تحقیق وتفصیل رسالہ انہار الانوار میں ملاحظہ کی جائے۔

غوث اعظم کے گیارہ نام

پیران پیر روشن ضمیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوں تو بہت اسمائے گرامی ہیں اور شک نہیں کہ کسی کے لئے نام ولقب کی زیادتی ذات کے فضل وکمال کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔[۱] اکثرتِ اسماء کے باوجود مشائخ وصوفیہ کرام کے یہاں آپ کے گیارہ نام وہ ہیں جن ناموں کو پڑھنے والا اور ان ناموں کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے والا کبھی اپنی مراد میں محروم نہیں ہوتا۔ اسی لئے اہل علم کو جب بھی کوئی سخت پریشانی اور ضرورت درپیش آئی تو ان ناموں کا ورد کیا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان ناموں سے وسیلہ بنایا اور بارگاہ رب العزت میں دعاء کی اور منہ مانگی مرادیں پائیں۔

عاشق غوث الوریٰ مجدد اعظم قدس سرہٗ اپنے پیروکاروں کے فائدے کے لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان گیارہ ناموں سے بھی اپنے ایک فتویٰ میں آشنا کراتے ہیں۔ رقمطراز ہیں:

"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے شریفہ یہ ہیں۔

سید محی الدین۔ سلطان محی الدین۔ قطب محی الدین۔ خواجہ محی الدین۔ مخدوم محی الدین۔ ولی محی الدین۔ بادشاہ محی الدین۔ شیخ محی الدین۔ مولانا محی الدین۔ غوث محی الدین۔ خلیل محی الدین۔[۲]

---

[۱] جیسا کہ حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت اسماء کی بحث میں مدارج النبوۃ میں تصریح فرمائی ہے۔

[۲] فتاوی رضویہ جلد دوازدہم ص ۲۲۷۔

(نوٹ) جب کوئی حاجت یا پریشانی درپیش ہو تو گیارہ مرتبہ ان ناموں کا ورد کرے۔ سب کے شروع میں "یا" لگادے۔ اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔

تشریح اسماء گرامی

محی الدین کے معنیٰ ہیں دین کو زندہ کرنے والا چونکہ آپ نے دین اسلام کا احیاء اور اس کے تحفظ کا کام کیا اس لئے آپ محی الدین ہیں۔

(۱) غوث اعظم سید ہیں:- یعنی آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے ہیں، حسنی و حسینی سید ہیں۔ ماں اور باپ دونوں جہت سے سید ہیں۔ ہمارے سردار ہیں۔ اس لئے آپ کا نام سید ہوا۔

(۲) غوث اعظم سلطان ہیں:- یعنی آپ ولیوں کے بادشاہ ہیں۔ تمام مخلوق کے لئے اللہ کے فضل سے بادشاہ ہیں۔ اس لئے آپ کا نام سلطان ہوا۔

(۳) غوث اعظم قطب:- یعنی آپ تمام قطبوں کے قطب ہیں۔ سارے اولیاء کرام کو آپ کی طرف رجوع لازم ہے۔

(۴) غوث اعظم خواجہ ہیں:- یعنی آپ کائنات کے آقا ہیں، خواجاؤں کے خواجہ، دنیا کے راجہ ہیں۔

(۵) غوث اعظم مخدوم ہیں:- یعنی سارے ولیوں کے مخدوم، سارے مسلمانوں کے مخدوم و آقا ہیں۔ آپ کی خدمت سب پر لازم ہے۔

(۶) غوث اعظم ولی ہیں:- یعنی اللہ کے ولی ہیں اور اس کے دوست۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندہ ہیں اور ہم بیکسوں کے مددگار۔

(۷) غوث اعظم بادشاہ ہیں:- آپ سارے ولیوں، سارے مسلمانوں اور کائنات عالم کے بادشاہ ہیں، ہم تمام آپ کی رعیت۔

(۸) غوث اعظم شیخ ہیں:- یعنی آپ شیخ المشائخ ہیں، پیران پیر ہیں بلکہ شیخ الکل (سب کے پیر) ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں میں سب کا پیر ہوں۔

(۹) غوث اعظم مولانا ہیں:- یعنی آپ ہمارے مولیٰ و آقا ہیں۔ ہم آپ کے غلام ہیں، کائنات آپ کی بفضل الٰہی مِلک ہے۔

(۱۰) آپ غوث ہیں:- یعنی آپ غوث الاغواث ہیں، غوث اعظم ہیں۔

سب سے بڑے فریادرس و مددگار ہیں اور عام مسلمان تو درکنار سارے قطب اور غوث کو آپ کی طرف رجوع لازم ہے۔ افراد کو بھی آپ کے بغیر چارۂ کار نہیں۔

(۱۱) غوث اعظم خلیل ہیں:۔ یعنی آپ اللہ کے دوست ہیں اور ہم پر مہربان اور ہمارے یار و مددگار۔

مصیبت کے وقت غوث اعظم کو پکارنا جائز ہے

یارسول اللہ، یا علی مشکل کشا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا یا کسی بھی نبی و ولی کو "یا" اور "اے" کے ذریعہ پکارنا خواہ مصیبت کے وقت یا محبت کے اظہار کے لئے جائز و درست ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ ان مقربان بارگاہ کو یاد کرنا بہت ہی نفع بخش ہے بعض لوگ بلاوجہ اسے شرک کہتے ہیں اور چودہ سو سال سے جو مسلمان کرتے آئے ہیں انہیں مشرک گردانتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان ان مقربان بارگاہ الٰہی کو صرف وسیلہ و واسطہ اور قاسم نعمت الٰہی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ہرگز مسلمان انہیں معبود نہیں سمجھتے پھر شرک کیونکر ہوگا۔

مجدد اعظم قدس سرہٗ اس کے جواز پر یہاں تین علماء امت و بزرگان دین کے اقوال سے دلیلیں قائم کرتے ہیں (۱) شیخ الاسلام شہاب الدین رملی (۲) صاحب درمختار کے استاذ علامہ خیرالدین رملی (۳) جمال مکی قدست اسرارہم،

مجدد اعظم اس طرح کی ندا اور "یَا سَیِّدَنَا الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِی شَیْئاً لِلّٰہ" وغیرہ پڑھنے کو جائز بتاتے ہوئے لکھتے ہیں،

"امام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے کہ [1] ان سے استفتاء (فتویٰ کا سوال) ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا

[1] یہاں عربی عبارت یوں نقل ہے "سئل عما یقع من العامة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذالك من الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والصلاحین وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصه ان الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزة وللانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثة بعد موتهم"۔ میں نے اس مقام پر اور اس طرح دوسرے کچھ مقام پر عربی عبارت کو اصل کتاب میں نقل نہ کیا کہ اختصار ملحوظ ہے اور اس لیے بھی تا کہ عوام الناس کے لیے آسان و عام فہم ہو۔

نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ” بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں“۔

علامہ خیر الدین رملی، استاذ صاحب درمختار، فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں،

"قَوْلُهُمْ يَا شَيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَا مُوْجِبٌ لِحُرْمَتِهٖ"

(**ترجمہ**) لوگوں کا کہنا ”یا شیخ عبد القادر“ یہ ایک ندا ہے، پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟

سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں،

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو[۱] یا رسول اللہ، یا یا علی یا یا شیخ عبد القادر جیلانی مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا، ”ہاں! اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے۔ جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بے شک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے“ [۲]

خدا کے در سے مطرود و مخذول　　جو تیرا تارک و خاذل ہے یا غوث
خدا را ناخدا آدے سہارا　　ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث

کیا سلسلہ قادریہ کا مرید دوسرے کا طالب ہو سکتا ہے؟

سلسلۂ عالیہ قادریہ سب سلاسل سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اگر کوئی دوسرے سلسلے میں مرید ہوا ہے تو اسے حق ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کا طالب ہو جائے۔ لیکن اگر کسی کو سلسلہ قادریہ کے کسی جامع شرائط پیر کے ہاتھ پر فخر بیعت و ارادت نصیب ہو چکا ہے تو اسے یہ اجازت نہیں ہے کہ دوسرے سلسلہ کے کسی شیخ کا طالب ہو۔

محمد جعفر خاں بدایونی نے مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس استفتاء کیا تھا کہ زید نے خاندان قادریہ میں بیعت کی ہے مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسے خاندان مداریہ کا طالب ہونا

---

[۱] یہاں اعلیٰ حضرت نے یہ عربی عبارت نقل کی ہے ”سئلت عمن يقول في حال الشدائد يا رسول الله او يا علي او يا شيخ عبدالقادر مثلاً هل هو جائز شرعا ام لا؟ اجبت نعم الاستغاثة بالاولياء وندائهم والتوسل بهم امر مشروع وشئ مرغوب لا ينكره الا مكابر او معاند وقد حرم بركة الاولياالكرام الخ

[۲] فتاوی رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۰۲۔۱۰۳ ملخصاً۔

ضروری ہے؟ کیا یہ صحیح ہے؟؟

اس سوال کے جواب میں مجدد اعظم قدس سرہٗ سلسلۂ قادریہ کی فوقیت وعظمت کو واضح اور مسئلہ کی صحیح صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

''ان سے طالب ہونا ہرگز کچھ ضروری نہیں۔ بلکہ جب افضل السلاسل، سلسلۂ علیہ عالیہ صحیحہ، متصلہ، قادریہ طیبہ مبارکہ میں شیخ جامع[1] شرائط کے ہاتھ پر فخر بیعت نصیب ہو چکا ہے تو اسے دوسری طرف اصلاً توجہ و پریشان نظری نہ چاہئے''۔[2]

تجدید بیعت کی اجازت

یہ کھلی حقیقت ہے کہ موجودہ چاروں سلسلے چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں قادری سلسلہ سب سے افضل واعلیٰ اور برتر و بالا ہے کیونکہ سلسلۂ قادریہ میں کسی سلسلہ کے فیض کی ضرورت نہ پڑی مگر بقیہ تینوں سلسلے میں سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض رہا ہے۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر   کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا (حدائق بخشش)

اور اس لیے بھی کہ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ اور مخصوص تابعین کو چھوڑ کر سارے سلسلہ کے مشائخ سے افضل وفزوں تر ہیں۔ اور یہ طے ہے کہ تبدیل بیعت جائز نہیں یعنی کسی ایک صاحب شرائط پیر سے مرید ہو چکا ہے تو اس سے بیعت کو فسخ کر کے دوسرے سے مرید نہیں ہوا جا سکتا، البتہ تجدید بیعت جائز وروا ہے، مگر اس کے لئے بھی یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ اگر سلسلۂ قادریہ میں مرید ہے تو چونکہ سارے سلسلوں میں اسے افضلیت حاصل ہے اس لیے دوسرے سلسلہ میں تجدید بیعت کرنے کی بھی اجازت نہ ہوگی

---

[1] شیخ یعنی پیر بننے اور اس سے مرید ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب یعنی وہابی، دیو بندی، صلح کلی وغیرہ نہ ہو ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا (۲) عالم ہو یعنی پیر اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے ورنہ حلال، حرام اور جائز و ناجائز کا فرق نہ کر سکے گا تو خود بھی گناہ میں پڑے گا اور مریدین کو بھی گناہوں کے دلدل میں پھنسائے گا (۳) فاسق معلن نہ ہو یعنی وہ شیخ کھلم کھلا گناہ کرنے والا نہ ہو کیونکہ فاسق کی توہین و گستاخی شرعاً واجب ہے اور جب مرید ہوگا تو اس کی تعظیم بجالائے گا (۴) اس پیر کا سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو ورنہ اوپر سے فیوض و برکات اس مرید تک نہ پہنچیں گے۔
یہ چاروں شرطیں جس کے اندر پائی جائیں اسے شیخ جامع شرائط کہتے ہیں۔

[2] فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۴۹ مسائل شتیٰ۔

اور اگر دوسرے سلسلہ سے مرید ہے تو سلسلہ قادریہ کے شیخ سے تجدید کے طور پر مرید ہو سکتا ہے تاکہ اعلیٰ سلسلہ سے جڑ کر مزید فیوض و برکات حاصل کرے۔ چنانچہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

"تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے۔ اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے۔ سلسلۂ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلۂ عالیہ (قادریہ) میں بیعت کرے، یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں"۔[1]

انہیں تو قادری بیعت ہے تجدید وہاں خاطی جو متبدل ہے یا غوث

مرید ہونے خصوصاً غوث اعظم کے سلسلہ میں داخل ہونے کی فضیلت

مرید ہونا اور پیر کامل کے سلسلہ میں داخل ہونا بے شمار برکتوں اور دونوں جہاں کی بھلائیوں کا ذریعہ ہے جو ہر قرن وصدی میں ہوتا رہا ہے۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پیر کے واسطے سے اس کا سلسلہ رسول اکرم تک متصل ہو جاتا اور جڑ جاتا ہے۔ اب پیر اور اوپر کے پیران عظام کے توسط سے اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت وفیض وافر مقدار میں اس مرید تک پہنچنے لگتا ہے۔ یہ خصوصیت اولیاء کرام کے کل سلسلوں اور سندوں میں ہے۔ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ میں سے جس سلسلے میں بھی مرید ہوگا اس سلسلہ کے مشائخ کے وسیلے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض ملنے لگتا ہے۔ سلاسل و اسانید اولیائے کرام (یعنی اولیاء کے سلسلوں اور سندوں) کی برکتوں کا کیا کہنا ہے؟ بلاشبہ ان کے فیوض و برکات سے ہر دور میں مسلمان فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور کل قیامت کے دن بھی اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ثمرات و فوائد دیکھ لیں گے۔ خصوصاً غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ یعنی سلسلہ عالیہ علیہ قادریہ کی فضیلتوں کا تو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا کہ پیران پیر روشن ضمیر حضرت سید محی الدین دستگیر علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے مریدوں پر ہمیشہ سایہ فگن ہیں،

اولیاء کرام کے سلاسل میں داخل ہونے اور مرید ہونے کی فضیلت پھر ان تمام سلاسل

[1] الملفوظ حصہ اول ص ۱۲۔

واسانید پرغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ وسند کی فوقیت و برتری ظاہر کرتے ہوئے مجدد اعظم قدس سرہٗ اپنی ایک کتاب میں رقمطراز ہیں،

''سلاسل واسانید اولیائے کرام کا کیا کہنا (یعنی اس کے بے شمار فائدے ہیں) خصوصاً سلسلۂ عالیہ علیہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم قطب عالم صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم **و آبائہ الکرام** وعلیہ وسلم، جو ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان اور فرماتے ہیں،''اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑلوں گا''۔ اسی لئے حضور کو''پیر دستگیر'' ہاتھ پکڑنے والے کہتے ہیں۔اور فرماتے ہیں۔

''اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا پردہ کھلے میں ڈھانک دونگا''۔ اور فرماتے ہیں،''مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک'' اور مجھ سے فرمایا گیا،''**وَ هَبْتُهُمْ لَكَ**'' یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے''[1]

بہجت اس سر کی ہے جو''بہجۃ الاسرار میں ہے کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

تبدیل پیر منع اور محرومی کی دلیل ہے

کچھ لوگ شیخ کامل جامع شرائط سے مرید ہوتے ہیں لیکن انہیں ایک پیر پر صبر نہیں ہوتا اور دوسرے سے مرید ہونا چاہتے ہیں یا ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔تبدیل شیخ کی شرعاً اجازت نہیں۔ بلا ضرورت شرعیہ ہرگز پیر نہیں بدلنا چاہئے بلکہ''خدا یکے،رسول یکے، پیر یکے'' کا مصداق بننا چاہیئے ورنہ فیض سے محروم رہے گا۔اور اس کا حال ایسے ہی ہوگا کہ''دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا''

تبدیل پیر سے بچنے کے سلسلہ میں ذیل کے واقعہ سے بہتر نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضل و کمال اور شریعت وطریقت کے ایک بحر ذخار یعنی موجیں مارتا ہوا سمندر ہیں اور باقی مشائخ کرام اس سے نکلے ہوئے نہر اور چشمے ہیں۔

اسی سمندر سے فیض یافتہ ایک چشمے کا نام نامی اسم گرامی علی بن ہیتی ہے۔علی بن ہیتی

---

[1] اس مقام پر یہ حوالہ بھی کتاب میں مندرج ہے''رواها عنه الائمة الثقات رضی الله تعالی عنهم وعنا بهم ،آمین'' رسالہ بیعت وخلافت ص ۱۴۔ مصنفہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور شیخ کامل ہیں باایں ہمہ جبہ و دستار آپ اپنے کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ کے ایک چہیتے مرید حضرت ابوالحسن جوسقی ہیں۔ حضرت علی بن ہیتی نے ابوالحسن جوسقی کو ایک مرتبہ حکم دیا کہ حضرت غوث اعظم کی خدمت کو لازم پکڑو تو چاہیئے تو یہ تھا کہ جو مرید چشمہ (علی بن ہیتی) سے جڑا ہوا ہے پیر کا حکم پاتے ہی سمندر (غوث اعظم) سے جڑ جائے تاکہ اسے اور حظّ وافر ملے مگر یہاں معاملہ اس کے برخلاف ہوتا نظر آرہا ہے۔ باوجودیکہ پیر کا حکم تھا کہ سمندر کی صحبت میں رہ جاؤ، ان سے منسلک ہوجاؤ مگر پھر بھی پیر کی خدمت چھوڑنے کو روانہ رکھا۔ ذرا واقعہ پر نظر ڈال کر دیدۂ دل کو روشن تو کیجئے۔ شیخ عمر بزاز بیان کرتے ہیں کہ،

''جب شیخ بن علی ہیتی وزیران کے مقام پر بیمار تھے تو ان کی عیادت کے لئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ اور آپ کے پہنچنے سے قبل ہی وہاں شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی اور شیخ جوسقی وغیرھم موجود تھے۔ چنانچہ شیخ بن ہیتی نے اپنے خادم (ابوالحسن جوسقی) کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ اور وہ دسترخوان بچھا کر روٹیاں ہاتھ میں لئے اس فکر میں مبتلا ہوگیا کہ کس شیخ کے سامنے روٹیاں رکھنے کی ابتدا کرے۔ آخر کار اس نے بہت سی روٹیاں لے کر تقدیم و تاخیر کے بغیر دسترخوان پر ہر طرف پھیلا دیں۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابن ہیتی سے فرمایا کہ ''آپ کا خادم بہت سمجھدار ہے''۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''میں اور میرا خادم آپ کے ہی غلام ہیں'' پھر شیخ علی نے خادم کو حکم دیا کہ ''شیخ عبدالقادر کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلو''۔ یہ سن کر وہ (ابوالحسن جوسقی) رونے لگا۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ،

''ابوالحسن کو یہ بات پسند نہیں کہ جن چھاتیوں سے اس نے دودھ پیا ہے، ان کو چھوڑ کر کسی اور کی چھاتیوں سے دودھ پئے''۔ یہ فرما کر حکم دیا کہ تم اپنے شیخ علی بن ہیتی کی خدمت کرو''۔ [1]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام مثلاً ابوالحسن علی جوسقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے باوجودیکہ ان کے پیر علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۶۰۲۔ قلائد الجواہر ص ۳۵۹ مترجم۔

کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا تھا، لیکن اپنے پیر کے آستانہ کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اس ازلی سعادتمند ولی کے اس ادب کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پسند فرمایا اور حضرت علی بن ہیتی نے بھی، تو واضح ہو گیا کہ ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہونا منع اور محرومی کی دلیل ہے۔ تقریب فہم کی اس عبارت کے بعد اب مجدد اعظم قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں،

"سعادت مندان ازلی (اولیاء کرام) نے خود باوصف حکم پیر ترک پیر روانہ رکھا۔ اور پھر ترک بھی کیسا کہ چشمہ کے پاس سے بحر ذخار (غوث اعظم) کی بندگی (غلامی) میں آنا، بایں ہمہ (ان تمام کے باوجود) آستانہ پیر چھوڑنا گوارہ نہ کیا اور ان کا یہ ادب محبوبان خدا نے پسند فرمایا۔

حضور پرنور سید الاولیاء الکرام امام العزماء العظام حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدی علی بن ہیتی قدس سرہٗ الملکوتی کے یہاں رونق افروز ہوئے۔ حضرت علی بن ہیتی نے اپنے مرید خاص ولی بااختصاص سیدی ابوالحسن علی جوسقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ خدمت حضرت غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملازمت اختیار کریں اور یہ پہلے فرما چکے تھے کہ میں حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں سے ہوں، سیدی ابوالحسن قدس سرہٗ پیر سے یہ کچھ سن کر اس حکم پر رونے لگے اور آستانہ پیر چھوڑنا کسی طرح نہ چاہا۔ حضور غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روتا دیکھ کر فرمایا، "مَا یُحِبُّ اِلَّا الثَّدْیَ الَّذِیْ رَضَعَ مِنْہُ"۔ جس پستان سے دودھ پیا ہے اس کے غیر کو نہیں چاہتا اور انہیں حکم فرمایا کہ اپنے پیر کی ملازمت میں رہیں"۔ [1]

کھڑاؤں کا کمال اور فریادرسی

حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ فتاویٰ افریقہ میں علامہ ابوالحسن شطنوفی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی اور حضرت ابومحمد عبدالحق حریمی نے ۵۵۹ھ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یکشنبہ ۵۵۵ھ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔ حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی۔ وہ

[1] بیعت و خلافت کے احکام ص ۲۴۔

دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں پھر تشریف رکھی۔ ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۳ر دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا "اِنَّ مَعَنَا لِلشَّيْخِ نَذْرًا"۔ ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے، "فَاسْتَاذَنَّاهُ فَقَالَ خُذُوْهُ مِنْهُمْ"۔ ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا۔ حضور نے فرمایا لے لو۔ انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں۔ ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟ کہا، ۳ر صفر روز یک شنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ رہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آپڑے۔ ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے۔ نالے کے کنارے ہم تھے۔ فَقُلْنَا لَوْ ذَكَرْنَا الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ فِي هٰذَا الْوَقْتِ وَنَذَرْنَا لَهُ شَيْئًا مِنْ اَمْوَالِنَا اِنْ سَلِمْنَا"۔ ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لئے کچھ مال نذر مانیں۔ ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا، ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے۔ یہ آکر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی۔ ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے۔ ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاون پانی سے بھیگی رکھی ہے۔ ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا، اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے"۔

نیز فرماتے ہیں قدس سرہٗ:۔

"شیخ عبداللہ بن حسین نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے"۔

اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا کہ اجلۂ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا۔ نیز فرماتے ہیں،

ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی، کہا، ہم سے والد ماجد نے فرمایا، میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضور نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھا، فرمایا، تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی، کل میں کنارۂ دجلہ پر گیا، ملاح سے کہا، مجھے اس پار

لیجا۔ اس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا۔ فقیر کی بات ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے۔ حضور نے فقیر سے فرمایا، یہ لو اور جاکر ملاح کو دو اور اس سے کہنا، کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے۔ اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا۔ [1] (یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غریب کو پہلے تیس اشرفیاں تو دی ہی ہیں پھر اپنا پیراہن شریف بھی دے کر اسے مالک بنا دیا غالباً یہ سوچا کہ اس وقت اسے اور روپیہ کی حاجت ہے اس لئے اسے بیس اشرفیاں اور دے کر اس سے وہ کرتا خرید لیا ۱۲۔ ع)

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

ان تینوں واقعات میں نذر کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بارگاہ میں نذر پیش کرنا اور ان کی بارگاہ میں نذر ماننا جائز و درست ہے۔ بعض مکتب فکر کے لوگ بزرگوں کی نذر کو ناجائز کہتے ہیں ان کے پاس اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ یہاں تفصیل یہ ہے کہ نذر یعنی منت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **نذر فقہی**:- یہ اس منت کو کہتے ہیں کہ جو چیز اس انسان پر واجب نہیں ہے اسے اپنی ذات پر واجب کرے جیسے کہے کہ فلاں کام ہو جائے گا تو میں اللہ تعالیٰ کے لئے روزہ رکھوں گا۔ اس نذر کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ ایسی چیز کو منت مانے جو خود عبادت مقصودہ ہو دوسری عبادت کے لئے وسیلہ و ذریعہ نہ ہو جیسے نماز اس کی منت مانی جاسکتی ہے، وضو کرنے کی منت مانی تو صحیح نہیں۔

(۲) **نذر عرفی**:- یہ وہ منت ہے جو اس طرح نہ ہو بلکہ صرف عرف و محاورہ میں اسے نذر کہا جاتا ہو جیسے اولیائے کرام کے لئے کسی نے منت مانی اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو آپ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ کراؤنگا یا کسی بزرگ کی حیات ہی میں ان کی بارگاہ میں کوئی ہدیہ پیش کرے تو اسے نذر عرفی کہا جاتا ہے۔ بلا شبہہ اس طرح کی نذر ماننا بھی جائز و مباح ہے۔ کچھ لوگ جو اس کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اس کے خلاف مجدد اعظم قدس سرہٗ نے غوث

---

[1] فتاوی افریقہ ص ۷۳ تا ۷۵ ملخصاً۔

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات سے نذر کے جواز پر مذکورہ دلیلیں لائی ہیں۔

مذکورہ عبارات وواقعات سے یہ امور بھی ثابت ہوئے

(۱) غیر خدا یعنی انبیا اور اولیا کو دور سے پکارنا اور مدد مانگنا جائز ودرست ہے، ناجائز نہیں، جب ہی تو عجم کے قافلہ والوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کیا اور حضور نے ان کی مدد کی۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کرام سے جو چیز منسوب ہو جاتی ہے اس کی حیثیت کچھ اور ہی ہو جاتی ہے جیسے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ نعلین مقدس کہ کوسوں دور تک پہنچ گئیں اور ڈاکوؤں کو ہلاک کر ڈالا۔

(۳) بزرگان دین دور سے سن لیتے ہیں اور ان کی آواز کوسوں دور پہنچ جاتی ہے۔ جیسے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرہ کی آواز

(۴) نذر عرفی کی چیزیں ہر شخص کھا سکتا ہے جیسے حضور غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر کو قبول فرمایا اور تناول بھی کیا۔

(۵) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے رحم دل اور سخی تھے۔ اسی لئے تو اس آنے والے فقیر محتاج کو روپیہ بھی دیا اور قمیص بھی۔

غوث اعظم کے مرید یا عقیدتمند کا رتبہ

بیعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) بیعت برکت (۲) بیعت ارادت۔

بیعت برکت وہ بیعت ہے کہ صرف تبرک کے لئے کسی پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر داخل سلسلہ ہو جانا جیسا کہ آج کل اکثر بیعتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔

بیعت ارادت:- وہ بیعت ہے کہ آدمی مرید ہونے کے بعد اپنے ارادہ و اختیار سے بالکل باہر ہو کر اپنے آپ کو پیر و مرشد کے ہاتھ میں سپرد کر دے یعنی مرشد ہادی کے ہاتھ اپنے کو بالکلیہ بیچ دے۔ برخلاف بیعت برکت کے کہ اس میں صرف

حصول برکت کے لئے داخل سلسلہ ہوا جاتا ہے۔اپنے ارداۂ و اختیار کو پیر کے منشا یا حکم پر قربان نہیں کیا جاتا مگر پھر بھی بیعت تبرک بھی بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بہت ہی کارآمد ہے کیونکہ جب وہ شخص بیعت ہوا تو اس مرشد ہادی کے غلاموں کے دفتر میں اس کا نام لکھ گیا اور پیر و مرشد کے واسطے سے اس کا سلسلہ اور تعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو گیا۔اور شک نہیں کہ محبوبان خدا کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان سے سلسلہ متصل ہو جانا بھی عین سعادت و نیک بختی ہے۔لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اگر چہ بیعت ارادت نہ ہو سکے کم از کم بیعت تبرک کرلے اور اپنے پیر کا نام لیتا رہے یا ان کی طرف منسوب ہو جائے۔خصوصاً پیران پیر روشن ضمیر سیدنا الشاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حاصل کرنا تو اور بھی مفید و کارآمد ہے۔اتنی تمہید کے بعد اب مجدد اعظم قدس سرہٗ کی نوک قلم سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان عالیشان کو پڑھئے اور اپنے کام و دہن کو معطر کیجئے ...... لکھتے ہیں:-

''محبوبان خدا آئینۂ رحمت ہیں، وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں۔اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔امام یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں،حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی۔اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا،فرمایا،

"مَنِ انْتَمٰی اِلَیَّ وَ تَسَمّٰی قَبِلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَتَابَ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ عَلٰی سَبِيْلِ مَكْرُوْهٍ وَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ اَصْحَابِیْ وَ اِنَّ رَبِّیْ عز وجلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ يُّدْخِلَ اَصْحَابِیْ وَاَهْلَ مَذْهَبِیْ وَ كُلَّ مُحِبٍّ لِّیْ الْجَنَّةَ".

جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عز و جل نے مجھ سے وعدہ

فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائیگا۔ الحمد لله رب العلمين [1]

ترا منسوب ہے مرفوع اس جا اضافت رفع کی عامل ہے یا غوث

اس فرمان غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے آیتِ رحمت و برکت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کو کس قدر وجاہت حاصل ہے۔ اسی لئے آقائے نعمت عظیم البرکۃ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اپنے آقا و محبوب کا ذکر جمیل جگہ جگہ چھیڑتے ہیں، کیونکہ اپنے میٹھے محبوب کے باربار ذکر سے منہ میٹھا کرنے ہی سے کمال ترقی ہوتی ہے۔

غوث اعظم کی تعظیم رسول اعظم کی تعظیم ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنکر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ جسے علمائے اہل سنت نے احادیث کریمہ اور ائمہ کرام کے ارشادات سے ثابت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھا چومنے سے مسلمانوں کی نیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم کی ہوتی ہے اور عرف میں بھی انگوٹھا چومنا ادب ہی کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ تو انگوٹھا چومنا نیت وعرف دونوں کے لحاظ سے ادب و تعظیم میں داخل ہے۔ اور شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے نبی کی تعظیم وادب کا حکم دیا ہے۔ اس لئے اذان کے جواب کے وقت ہو یا اس کے علاوہ غیر ممنوعہ وقتوں میں بہر صورت جائز رہے گا۔ اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی سن کر ادباً وتعظیماً انگوٹھا چومنا جائز و درست ہے تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سنتے وقت بھی چوم لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوگا کیونکہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب و تعظیم کا بھی ہمیں شرعاً حکم ہے۔ بلاشبہہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کامل اور آئینہ ذات اقدس ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات کے مظہر اتم۔ تو آپ کی تعظیم عین تعظیم سرکار رسالت ہوئی۔ تو انگوٹھا چوم کر آپ کی تعظیم بجالانا حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی تعظیم بجالانا ہوا۔

---

[1] فتاوی افریقہ ص ۱۳۴۔۱۳۵۔

مثلاً مستقل طور پر درود پڑھنا حضور کے ساتھ خاص ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر غیر نبی مثلاً غوث پاک پر درود پڑھنے کو شرعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے لہٰذا غیر نبی پر بالاستقلال درود شریف نہ پڑھیں گے بلکہ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پھر ان پر لیکن انگوٹھا چومنا غیر نبی کے لئے شرعاً ممنوع قرار نہ دیا گیا، کہیں اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی لہٰذا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی جائز رہے گا۔

مذکورہ بالا سطور کو ذہن نشیں کر لینے کے بعد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر انگوٹھا چومنے کی دلیل اور ثنائے غوث اعظم بزبان مجدد اعظم کے موتی جھڑتے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

مجدد اعظم قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

"حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں، جس طرح ذات عزت احدیت (اللہ تعالیٰ) مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے۔ "مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" [1]

تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ثم علیہ وسلم۔ اور یہ مثل صلوٰۃ (درود) بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شان نبوت سے خاص فرما دیا ہو۔ تو وہی آیات و احادیث وارشادات ائمہ قدیم وحدیث (نئے پرانے) اس کے جواز میں بھی کافی۔

كَفَانَا الْكَافِىْ فِى الدَّارَيْنِ وَصَلّٰى وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ
وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَغَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَحِزْبِهٖ وَاُمَّتِهٖ كُلَّ حِيْنٍ وَاَيْنٍ
عَدَدَ كُلِّ اَثَرٍ وَعَيْنٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [2]

ترجمہ:۔ دونوں جہاں میں ہمارے لئے اللہ کافی ہے جس کا نام کافی ہے۔ وہ کونین کے سردار وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرمائے۔ اور آپ کے آل واصحاب اور غوث الثقلین

---

[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ۱۲۔ [2] فتاویٰ افریقہ ص ۱۰۱۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اور آپ کی جماعت اور امت پر، ہر وقت اور ہر جگہ، ہر نشان اور شی کی تعداد کے برابر۔ اور تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔ ۱۲ع)

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر | بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل | حسنی چاند! حسینی ہے اجالا تیرا

غوث اعظم سید عالم کے قدم پر ہیں

حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عربی زبان میں انتیس اشعار کہے ہیں جو فصاحت و بلاغت سے لبریز اور کوثر و سلسبیل سے دھلے معلوم ہوتے ہیں ان اشعار کا مجموعہ قصیدہ غوثیہ سے مشہور ہے۔ ان اشعار کے اندر لطیف لطیف نکات اور اسرار و رموز ہیں جو آپ کے فضل و کمال پر شاہد عدل ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ یہ اشعار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہیں ہیں اور اپنے خیال فاسد سے ان اشعار کے اندر کچھ خامیاں نکالنا چاہیں۔ اس وہم فاسد کے رد میں مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اپنا قلم اٹھایا اور **الزمزمة القمرية** کے نام سے ایک رسالہ ہی لکھدیا۔ اس رسالہ میں بے شمار دلیلوں سے ثابت کیا کہ یہ اشعار حضور غوث اعظم ہی کے ہیں اور ان میں کوئی خامی اور کسی طرح کی غلطی نہیں ہے۔ مجدد اعظم نے اس دعوی پر یہ دلیل بھی دی ہے کہ ابوالمعالی قدس سرہٗ نے اپنی نہایت ہی مستند و معتمد کتاب ''تحفۂ قادریہ'' میں سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی کے قصیدۂ غوثیہ کے ایک شعر کو ذکر کیا ہے اور اسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ قصیدہ غوثیہ اور اس کے اشعار جو آپ کی طرف منسوب ہیں وہ آپ ہی کے ہیں نہ کہ دوسرے کے کیونکہ ابوالمعالی قدس سرہٗ جیسی شخصیت کا ان اشعار کا آپ کی طرف منسوب کرنا اور آپ کا کلام بتانا ہمارے لئے واضح اور نا قابل انکار دلیل ہے۔

مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

''سیدی ابوالمعالی محمد مسلمی قدس سرہٗ جنہیں شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخر رسالہ ''صلوٰۃ الاسرار'' میں علمائے سلسلہ طیبہ عالیہ

قادریہ سے شمار کیا ہے، اپنی کتاب مستطاب ''تحفۂ قادریہ'' میں فرماتے ہیں۔

باب یازدہم آنچہ از احوال خود فرمودہ اند، نقل است از شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہا می فرمود در مدرسۂ خود ہر ولی بر قدم نبی است و من بر قدم جد خودم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و برنداشت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدمے مگر آنکہ نہادم قدم خود بر آں موضع مگر در اقدام نبوت کہ راہ نیست در آں غیر نبی را۔ در اشعار شریف خود نیز این مضمون لطیف را بیان فرمودہ اند۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ . انتھی

اسی طرح کتب مشائخ میں بہت جگہ اس کا نشان ملے گا۔ [1]

ترجمہ:- (گیارہواں باب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ان احوال کے بارے میں ہے جو خود حضور نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدرسہ میں بارہا فرمایا کرتے تھے،

''ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے نانا جان رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ اور رسول اکرم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (قدم رکھنے کے بعد) کوئی قدم نہ اٹھایا مگر میں نے اپنے قدم کو اسی جگہ رکھا (جہاں حضور نے اپنا قدم رکھا تھا) مگر نبوت کا قدم کہ اس طرف غیر نبی کو کوئی راستہ نہیں ہے''۔

حضور غوث اعظم قدس سرہٗ نے اس لطیف مضمون کو خود اپنے (قصیدہ غوثیہ کے) اشعار میں بھی فرمایا ہے۔ وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ الخ

اور ہر ولی کے لئے ایک قدم ہے (کہ وہ کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے) اور میں ماہ کامل (چودھویں کے چاند) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ ۱۲۔ ع

نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تا بعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

فقیر راقم السطور کہتا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان عالی شان کا

---

[1] رسالہ الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية ص ۴۔

مطلب بعض بزرگوں نے یہ بتایا ہے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی جگہ پر قدم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین اور سنتوں پر کامل طور پر عمل پیرا ہیں، حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آپ کے نقش قدم پر چلنے میں سر مو بھی نہیں ہٹے۔

آپ کی فصاحت سے لبریز عربی دانی

منبع ارشاد و ہدایت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گیلان کے رہنے والے تھے جو عرب میں نہیں، عجم میں پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ عجمی کو زبان عربی بولنے پر وہ عبور و قدرت حاصل نہ ہوگی جو ایک عرب کو۔ عرب کا باشندہ نہایت فصاحت و بلاغت، خوش اسلوبی اور روانی کے ساتھ عربی بول لے گا کہ یہی اس کی زبان ہے برخلاف عجم کے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ریاضت ومجاہدہ سے گزر کر غوثیت وقطبیت کے منصب پر فائز ہوئے اور آپ کا مرکز بغداد معلیٰ متعین کیا گیا تو اب سوال یہ اٹھا کہ لوگوں کو وعظ ونصیحت اور رشد و ہدایت سے فیضیاب کریں لیکن یہ کام کس طور کیا جائے جبکہ بغداد شریف عرب کا خطہ ہے یہاں ایک سے ایک عربی داں ہے، بڑے بڑے فصحائے عرب موجود ہیں، علم وفن کے شہسوار اور ولایت کے تاجدار موجود ہیں، ان کے سامنے ایک عجم کیسے تقریر اور وعظ ونصیحت کرے؟ یہ ایک عظیم سوال تھا جس کا حل بہت ہی مشکل تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت ونوازش دیکھئے کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ولایت کے تاجدار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صدقے بہت سارے کمالات کے ساتھ عربی دانی کے فضل وکمال سے بھی نواز دیا کہ آپ بہت ہی فصاحت اور سلاست وروانی کے ساتھ عربی بولتے تھے اور اسی زبان میں وعظ وخطابت فرماتے۔ وہ زبان عربی جسے عربیت جزیلہ یعنی بڑی شان والی اور خوبی والی عربی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ فصاحت جسے فصاحت جلیلہ یعنی جلیل الشان فصاحت کہا جاتا ہے آپ کو عطا کردی گئی۔ آپ کی عربیت لفظی ومعنوی ہر عیب ونقص سے پاک ہوتی اور آپ کی فصاحت وبلاغت پر خود فصاحت وبلاغت کو ناز تھا۔
اب واقعہ کی تفصیل نائب غوث اعظم سیدنا مجدد اعظم بریلوی قدس سرہ کے الفاظ میں ملاحظہ

کیجئے۔آپ غوث اعظم کی کمال عربی دانی اور عظمت فصاحت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''پھر ہمارے رب عزوجل نے یہ فضل فصاحت جلیلہ وعربیت جزیلہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے آقائے کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اٹھانہ رکھا۔ بہجۃ الاسرار شریف مطالعہ کیجئے کہ حضور پرنور نے اپنے جداکرم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں، **یَا بُنَیَّ لِمَ لَا تَتَکَلَّمُ**۔اے میرے بیٹے، تو وعظ کیوں نہیں فرماتا۔عرض کی" **یَا اَبَتَاہُ**" (اے میرے نانا جان) میں ایک عجمی آدمی ہوں۔ فصیحین عرب (عرب کے فصیح لوگ) پر کیونکر کلام کروں۔ ارشاد ہوا۔ منہ کھول۔حضرت نے امتثال امر اقدس کیا (حکم بجالایا) حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات بار لعاب دہن مبارک ہمارے آقا کے منہ میں ڈالا۔اور فرمایا'' **اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِا لْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ** '' اپنے رب کی طرف بلا حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔ جناب غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔اس کے بعد میں نماز ظہر پڑھ کر وعظ کو بیٹھا۔خلق کا انبوہ عظیم (بڑی بھیڑ) دیکھا زبان نے یاری نہ کی۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا کہ منتہائے (کنارہ) مجلس وعظ پر جلوہ افروز ہیں اور فرماتے ہیں۔**یَا بُنَیَّ لِمَ لَا تَتَکَلَّمُ** اے بیٹے کلام کیوں نہیں فرماتے۔عرض کی **یَا اَبَتَاہُ** (اے میرے ابا جان) میری زبان بند ہوگئی۔فرمایا منہ کھولو۔میں نے کھولا۔چھ بار لعاب دہن پاک ڈالا۔میں نے عرض کی ساتویں بار کیوں نہیں ڈالتے۔فرمایا'' **تَادُّبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم** '' (رسول اللہ کے ادب میں) اس کے بعد بحار علوم (سمندروں) نے سینۂ اقدس سے زبان اطہر پر موجیں ماریں اور وہ کلام فصاحت نظام بلا تکلف نہایت روانی و بے ساختگی کے ساتھ ارشاد فرمایا، فصحائے عرب نے اس فصاحت عجم کے حضور دعوے کی ٹوپیاں یکسر اتار دیں۔ **ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ**[1] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے ۱۲۔ع۔)

میں نثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

---

[1] الزمزمۃ القمریۃ ص ۳۵ ملخصاً

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے ،منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

غوث اعظم حضور کی نگرانی میں مرتبۂ اَخَصُّ الخواص پر

اخصُّ الخواص اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو مقام عالی سے نوازا جاتا ہے۔ حضور پرنور سلطان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خاص سایۂ حمایت میں لے کر ان کی تربیت کرتے ہیں اور اپنا کامل وارث وخلیفہ بنا کرامت کے عظیم منصبِ امامت اور ملت کی قیادت پر فائز فرماتے ہیں۔ ان خاصانِ خدا کے لئے بارگاہ اعلیٰ سے نبوی قوتوں اور مصطفوی طاقتوں کی امدادیں آتی ہیں جس کے سبب ان کے دل امت کی امامت وسیادت کے عظیم باروں کو اٹھاتے ہیں اور یک سر مولغزش نہیں کرنے پاتے۔ رب تعالیٰ نے برگزیدہ بندوں کے قلوب کو اپنے نبی کے واسطے سے وہ وسعتیں بخشی ہیں کہ محبت ووصال کے ہزار جام نوش فرماتے ہیں مگر ایک قطرہ بھی بے جا نہیں چھلکتا۔ یہ حضرات ہدایت کے امام اور روشن چراغ ہوتے ہیں جو ظاہر وباطن میں انبیاء علیہم السلام کے قدم بقدم ہوتے ہیں۔ انہیں اخصُّ الخواص کی صف میں سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بھی ہیں کہ آپ کو مذکورہ مقام عالی حاصل ہوا اور حضور سلطان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعی اپنے خاص سایۂ حمایت ورحمت میں رکھکر آپ کی تربیت فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حافظ ونگہبان ہیں۔ خود آپ کچھ نہیں کہتے، اللہ ورسول کہلواتے ہیں، آپ کچھ نہیں کرتے آپ کو کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے یہ اعلان کروایا گیا کہ کہو۔ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر آپ کے اعلان کی صداقت وحقانیت کی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تصدیق بھی کی گئی۔

ان اولیاء کرام کے مراتب اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس مقام عالی اور آپ کے منصب صداقت وحقانیت کو ثابت کرتے ہوئے مجدد اعظم قدس سرہٗ رقمطراز ہیں۔

”مگر اخصِّ خواص (اولیائے کرام) جنہیں حضور پرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوات والتحیات نے اپنی خاص تربیت کے ظلِ حمایت (حمایت کے سایہ) میں لیا اور وارث اتم وخلیفۂ اعظم بنا کر جلیل امامتِ امت وزعامتِ (سرداری) ملت دیا، اور ان کے

لیے سرکار اعلیٰ سے نبوی قوتوں، مصطفوی طاقتوں کی امدادیں آتی ہیں۔ جن کے بَل سے ان کے دل ان عظیم باروں کو اٹھاتے ہیں اور یک سر مو لغزش نہیں کر پاتے...... یہ ائمہ ھدیٰ و مصابیح دجیٰ (تاریکی میں چراغیں) ہیں، جو ظاہر و باطن میں قدم بقدمِ حضرات انبیاء ہیں۔ "عَلیهم الصلوٰة والسلام وعلی توَابِعهِمْ إلیٰ یوم القیام" حضرت خلیفہ بن موسیٰ ملکی قدس سرہٗ کی رویائے صادقہ (سچا خواب) اسی مقام عالی کی طرف اشارہ ہے۔ جب انہوں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی،

''شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں "قدمی هٰذه علیٰ رقبة کل ولی اللّٰه" (یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) آپ اس فرمان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، آیا سچ ہے''؟ سید عالم نے) ارشاد فرمایا،'' صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ کَیْفَ لَا وَهُوَ الْقُطْبُ وَ اَنَا اَرْعَاهُ'' شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور وہ کیوں نہ سچ کہیں کہ خود قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہ وبارک وسلم''۔ [1]

غوث اعظم کے نگہبان رسول اعظم ہیں

مذکورہ واقعہ میں گزرا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا" قدمی هٰذه علیٰ رقبة کل ولی الله کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تائید فرماتے ہوئے کہا تھا" وهو القطب و انا أرعاه" کہ یہ خود قطب ہیں اور میں ان کا حافظ و نگہبان۔ ان ارشادات عالیہ کا معنی بیان کرتے ہوئے مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ آگے لکھتے ہیں:

"أَقُوْلُ وَ بِـاللّٰـهِ التَّوْفِیْقُ" (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) خلاف بات زبان سے دو طرح صادر ہوتی ہے۔ یا تو آدمی دانستہ غلط کہے۔ اس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں رد فرمایا کہ "هُوَ الْقُطْبُ"۔ وہ قطب ہیں کہ ان کے آگے دوسرے کو دعوئے قطبیت نازیبا ہے۔ "وَذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ التَّعْرِیْفَ لِلتَّخْصِیْصِ" (اور یہ اس بنا پر کہ خبر کا معرفہ ہونا تخصیص کا فائدہ دیتا ہے اور یہاں قطب الف ولام کے

[1] رسالہ الزمزمة القمریة ص ۲۷۔۲۸ ملخصاً وقلائد الجواہر اردو ص ۸۸۔

ذریعے معرفہ ہی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ قطبیت انہیں کے ساتھ خاص اور انہیں کو زیبا ہے دوسرے کو نہیں اور جب آپ قطب ہیں تو قطب جھوٹ نہیں بول سکتا)

یا یونہی نادانستہ (غلط) صادر ہو۔ خواہ بوجہ بے خبری یا بسبب بے خودی۔ اس کو حضور نے یوں دفع فرمایا کہ ''اَنَا اَرْعَاہُ'' میں ان کا نگہبان ہوں۔ کہ محمدی قوتوں سے ان کے قلب کو برجا و سالم اور زبان و جنان کو روش انبیاء پر قائم دائم رکھتا ہوں۔ پھر کیوں کر محتمل کہ ہمارا فرزند خلاف واقعہ کہے۔ یا اہل سکر و بقائے سکر کی طرح بلند دعوی کرے۔

الحمد للہ یہ معنی ہیں اس ارشاد ہدایت بنیاد کے نہ وہ جو بعض اہل زبان نے تراشے اور انکارِ فضلِ حضور (غوث اعظم) کے لیے کلام کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ اس کی قدرے تفصیل ہمارے رسالہ ''مجیر معظم ۱۳۰۳ھ شرح قصیدہ مدحیہ'' اکسیر اعظم ۱۳۰۲ھ'' میں ہے''۔ [1]

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح و ثنا اور منقبت بیان کرتے وقت مجدد اعظم کا قلم رکتا نہیں، ہاتھ تھکتا نہیں اور عشق و وارفتگی کا سرا ملتا نہیں۔ آگے وہ عبارت لکھتے ہیں جس سے واضح ہے کہ حضور غوث اعظم مظہر ذات تجلیات الٰہی ہیں۔

"یا ھٰذا ! اسی "اَنَا اَرْعَاہُ" کی تصدیق ہے، حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منبر پر تشریف رکھنا، ورود تجلی جمال سے منبر اطہر کا وسیع اور جسم انور کا غایتِ انبساط (انتہائی خوشی) پر عظیم و رفیع ہونا۔ پھر تجلی جلال سے اتنا سمٹنا کہ مثل ایک عصفور (گوریا چڑیا) کے ہو جانا۔ پھر ایک تجلی اعظم و اقویٰ جس کا تحمل بے قوت نبوت محال ہو، اترنا، حضور پرنور کا گرنے لگنا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوہ فرمانا۔ اپنی عظیم قوت، الٰہی طاقت سے امداد کرنا۔ حضور والا کو روک لینا کہ بہجۂ مبارکہ وغیرھا کتب علماء میں مفصلاً مسطور۔ [2] ولہٰذا ارشاد فرماتے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

''مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو قدم اٹھایا، میں نے وہیں قدم رکھا مگر اقدام نبوت کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں۔''

---

[1] رسالہ الزمزمۃ القمریۃ ص ۲۸۔ [2] قلائد الجواہر ص ۲۵۵۔۲۵۶ و بہجۃ الاسرار شریف ص ۲۸۶۔

بالجملہ ہمارے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الفریقین ونظام الطرفین وسرور اصحاب صحو وتمکین ووارث اکمل حضور سید المرسلین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم اجمعین وبارک وسلم۔ والہٰذا رب عزوجل نے حضور کو شطحیات سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال وافعال و احوال و اعمال سب کو احیائے ملت واقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔ نہیں کہتے، جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے، جب تک اذن نہ پائیں۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وَاَرْضَاہ عَنَّا وَحَشَرَنَا فِیْ زُمْرَۃِ مَنْ تَبِعَہٗ وَوَالَاہٗ۔ آمین۔ [۱]

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو کن اور سب کن مکن حاصل ہے یاغوث

نبی سے آخذ اور امت پہ فائض ادھر قابل، ادھر فاعل ہے یاغوث

سیدنا غوث اعظم پر تجلی الٰہی کے ورود اور اس وقت کی کیفیت کے سلسلہ میں مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے توجیہ کرتے ہوئے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بہجۃ الاسرار شریف کے مطابق یوں ہے،

شیخ بقا بن بطو فرماتے ہیں کہ:

"میں ایک دفعہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہ دوسری سیڑھی پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ پہلی سیڑھی بڑھ گئی (منبر اقدس وسیع ہوگیا) حتیٰ کہ جہاں تک آنکھ کام کرتی تھی اتنی بڑی ہوگئی۔ اس پر سبز سندس (ریشمی باریک کپڑا) کا فرش بچھایا گیا اور اس پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی حضرت عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر ہوئی۔ آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ گر پڑیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو روک لیا کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ پھر لاغر ہوئے (سمٹ کر دبلے اور چھوٹے ہوگئے) یہاں تک کہ چڑیا کی طرح ہوگئے پھر آپ پھولے (بڑھ گئے) یہاں تک کہ پر ہیبت شکل پر ہوگئے پھر مجھ سے یہ سب باتیں چھپ گئیں"

کہتے ہیں کہ پھر شیخ [۲] بقا سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے

[۱] رسالہ الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریہ ص ملخصاً۔

[۲] بعض روایت میں یہ ہے کہ خود حضور غوث اعظم سے دریافت کیا گیا اور مذکورہ نکتہ خود آپ ہی نے فرمایا

دیکھنے کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی ارواح بشکل انسانی ہو جاتی ہیں (ان حضرات کی ارواح انسانی اجسام اختیار کر لیتی ہیں)۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قوت دیتا ہے کہ اسکے سبب سے وہ (جس طرح چاہیں) ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قوت وقدرت سے دکھاتا ہے جن کی صورتیں جسمی ہوتی ہیں اور آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں۔ معراج کی حدیث اس پر دلیل ہے۔ اور شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لاغر (چھوٹے) ہونے اور بڑھنے کی بابت ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ پہلی تجلی اس صفت پر تھی کہ اس کے شروع میں کوئی کام بغیر نبوی تائید کے ثابت نہیں رہ سکتا اور قریب تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تدارک نہ فرماتے تو عنقریب شیخ گر ہی جاتے۔ اور دوسری تجلی صفت جلال سے موصوف تھی اسی لئے آپ لاغر (چھوٹے و دبلے) ہو گئے۔ تیسری تجلی صفت جمال کی تھی اسی لئے آپ بڑھ گئے (نہایت خوشی کے مارے آپ کا جسم انور بلند اور عظیم ہو گیا) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔ [1]

مکر شیطان سے بچنے اور سلوک کے لئے مرید ہونا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس مقصد عظیم میں اس فلاح وکامیابی کو پانے کے لئے جسے "فلاح احسان" کہتے ہیں ایسے مرشد کامل کی ضرورت ہے جو منزل تک پہنچانے والے راستے اور اس کے نشیب وفراز سے بھی واقف ہو اور شیطان کے مکر وفریب سے بھی آگاہ ہو اور چونکہ طریقت کی راہ میں بہت تاریکیاں اور دشواریاں پیش آتی ہیں اس لیے ان سب سے بچنے کا طریقہ بھی جانتا ہو۔ نیز دوسروں کو تربیت دینے کی قوت وصلاحیت بھی رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی صرف کتاب پڑھ کر یہ راستہ طے کرنا چاہے، نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کسی ناقص پیر سے مرید ہو کر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے بہت زیادہ راستے متعین ہیں۔ تمام مخلوقات کی سانسوں کے برابر اس تک راستے ہیں۔ اس لئے ان راستوں سے واقف کار، کامل، مکمل، راستہ کے نشیب وفراز سے آگاہ اور ماہر پیر چاہیئے جو مرید صادق کو راستہ بتانے والا، اس کی آنکھیں کھولنے والا اور ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچا دینے والا ہو۔ ورنہ وہ مرید ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ شیطان نے

[1] بہجۃ الاسرار شریف ص ۲۸۶۔ ۲۸۷ مترجم حافظ احمد علی شاہ لاہوری۔

ستّر اہل طریقت کو اپنے دام فریب میں لے کر ہلاک کر دیا، مگر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اس کے شر سے محفوظ رہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کامل و مکمل مرشد کی رہنمائی حاصل کی تھی۔

چنانچہ مجدد اعظم قدس سرہ فتاویٰ افریقہ میں رقمطراز ہیں،

"اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَجَلّٰی بِعَبْدٍ فِیْ صِفَتَیْنِ وَلَا فِیْ صِفَۃٍ بِعَبْدَیْنِ الخ

اللہ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں پر تجلی فرمائے، نہ ایک صفت سے دو بندوں پر۔

(رواہ فی البھجۃ الشریفۃ)

اور ہر راہ کی دشواریاں، باریکیاں، گھاٹیاں جدا ہیں، جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا۔ نہ کتاب بتائے گی۔ اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا، آنکھیں کھولنے والا، ہاتھ پکڑنے والا، مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے، کس گھاٹی میں ہلاک کرے۔ ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ، ایمان تک ہاتھ سے جائے۔ جیسا کہ بارہا واقع ہو چکا ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبد القادر! تمہیں تمہارے علم نے بچالیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستّر اہل طریق ہلاک کئے ہیں، معروف و مشہور اور کتب ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی و مسطور۔ (لکھا ہوا ہے) [1]

آفتاب پر غوث کی حکومت اور اس کا آپ کو سلام کرنا

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکومت بعطائے الٰہی کائنات کے ذرے ذرے پر ہے۔ آپ کا حکم انسان تو انسان چاند و سورج پر بھی نافذ ہے۔ بے شمار آیات کریمہ واحادیث طیبہ اس پر دال ہیں۔ مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے کافی دلیلوں سے اپنی لاجواب کتاب "**الامن والعلٰی**" میں اسے ثابت کیا ہے۔ پھر وہ اسی

[1] فتاوی افریقہ ص ۱۴۱۔۱۴۲۔

کتاب میں ایک جگہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدرت واختیار سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اہل خرد کو بتانا چاہتے ہیں کہ جب رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے اور غلام غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدرت وحکومت چاند وسورج پر ہے تو پھر نبی مختار رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدرت واختیار ماننے میں کیوں کلام ہے؟

لیجئے حضرت مجدد اعظم ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے اور ان کے زور استدلال کی داد دیجئے۔ رقمطراز ہیں،

"اے مسلمان! اے سنی بھائی، اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع (بہت بلند) کے فدائی!!

آفتاب وماہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک ان کے نائب، ان کے وارث، ان کے فرزند، ان کے دلبند غوث الثقلین غیث الکونین حضور پرنور سیدنا مولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرلے۔ امام اجل سیدی نورالدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہٗ الروفی (جنہیں امام جلیل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرآۃ الجنان میں، "الشیخ الامام الفقیه المقرادی" سے وصف کیا) کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند خود روایت فرماتے ہیں،

امام[1] اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار وحضرت ابوحفص عمر کیمیاتی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

---

[1] یہاں مجدد اعظم قدس سرہ نے عربی عبارت یوں نقل کی ہے جس کے اخیر کے الفاظ یہ ہیں۔
"کان شیخنا الشیخ عبدالقادر رضی الله تعالی عنه یمشی فی الهواء علی رؤس الاشهاد فی مجلسه ویقول ما تطلع الشمس حتی تسلم علی وتجئ السنة الی وتسلم علی تخبرنی بما یجئ فیهما ویجئ الشهر ویسلم علی یخبرنی بما یجری فیه ویجئ الاسبوع ویسلم علی و یخبرنی بما یجری فیه ویجئ الیوم ویسلم علی یخبرنی بما یجری فیه وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم الله ومشاهدته انا حجة الله علیکم جمیعکم ،انا نائب رسول الله تعالی علیه وسلم ووارثه فی الارض"

ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرۂ ہوا پر مشی فرماتے (یعنی ہوامیں چلتے) اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی قسم کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے۔ میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔ **صَدَقْتَ یَا سَیِّدِیْ وَاللّٰہِ الخ**[1]" (ترجمہ) آپ نے سچ فرمایا اے میرے سردار و آقا، اللہ کی قسم!

کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
تیری قدرت تو فطریات سے ہے

مجدد الف ثانی اور مقام غوث اعظم

صحو اور سکر یہ دونوں علم تصوف کے اصطلاحی الفاظ ہیں۔ صحو کہتے ہیں کسی اہل اللہ کے حالت ہوش میں ہونے کو۔ اور سکر کہتے ہیں مدہوشی و مستی کو۔ جب کوئی ولی اپنے مقصد اصلی کو پالیتا ہے اور واصل بحق ہو جاتا ہے، مدہوش نہیں اپنے اقوال و افعال اور احوال میں باہوش رہتا ہے تو اسے صاحب صحو بزرگ کہتے ہیں جیسے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصحاب صحو میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور اگر کسی اہل اللہ پر محبت الٰہی کا غلبہ ہو کہ جملہ احوال پراگندہ اور صحت و ہوش مفقود ہو تو اسے صاحب سکر سے تعبیر کرتے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عموماً اسی حال پر رہتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں،

"واضح رہنا چاہیئے کہ ارباب معانی نے سکر و غلبہ (مدہوشی) سے غلبۂ محبت الٰہی اور صحو (ہوش و صحتمندی) سے حصول مقصد مراد لیئے ہیں"۔[2]

[1] الامن والعلی ص ۱۴۶ تا ۱۴۸ ملخصاً۔ [2] کشف المحجوب بحث سکر و صحو، ص ۲۲۷ مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی

جاننا چاہیے کہ محل صحو (ہوش واختیار) میں اگر کسی بزرگ نے کوئی کلام کہا یا کوئی فعل کیا تو وہ لائق تقلید ہے کیونکہ وہ صاحب استقامت ہے اور صاحب استقامت لائق اتباع ہوتا ہے۔ اور اگر حالت سکر (مدہوشی وغلبۂ ومستی) میں کچھ کہا یا کیا تو وہ لائق تقلید نہیں کہ وہ گردش احوال سے متصف ہے اور خود سکر و مدہوشی کے ہاتھوں مغلوب۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی مرتبہ کہا، "سُبْحَانِیْ مَا أَعْظَمَ شَانِیْ" میری تسبیح و پاکی ہے اور میری شان بہت عظیم ہے۔ یہ وہ کلام ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے مگر بایزید بسطامی سے حالت سکر میں یہ کلمہ صادر ہوا اور اس حال میں ان پر کوئی مؤاخذہ بھی نہیں البتہ دوسرے کسی بھی صاحب صحو کو اس کے کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ صاحب صحو وسکر کی تقلید و پیروی کے سلسلہ میں وہی علامہ ہجویری قدس سرہٗ رقمطراز ہیں:

"مشائخ کا مسلک یہ ہے کہ صاحب استقامت ہی کی پیروی اور تقلید کیجائے، صاحب گردش احوال کی اقتداء درست نہیں ہوتی"۔ [۱]

اسی طرح صحو کو سکر پر ترجیح حاصل ہے۔ صحو کی بات کو لیا جائے گا اور سکر کی بات کو نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ الباری یوں رقم فرما ہیں،

"علماء کے نزدیک یہ بات ثابت ومقرر ہے کہ صحو سکر سے بہتر ہے"۔ [۲]

ان کلمات کے بعد اب قارئین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مکتوبات جلد دوم میں کچھ اس طرح فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی افضلیت و برتری ظاہر کر رہے ہیں اور یہ کہ فیوض و برکات میں جو کچھ امت کو پہنچ رہے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی ہی کے واسطے سے پہنچ رہے ہیں۔ (حالانکہ علماء اور صوفیہ کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصوصین کو چھوڑ کر امت میں تمام اولیائے کرام اور جملہ مجددین عظام میں افضل ہیں اور امت کو جو بھی فیوض و برکات پہنچ رہے ہیں وہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی توسط سے پہنچ رہے ہیں حتی کہ حضرت مجدد الف ثانی

---

[۱] حوالہ مذکورہ بحث حالات فرقۂ طیفوریہ ص ۲۶۶ ناشر رضوی کتاب گھر بھیونڈی۔
[۲] مکتوبات مجدد الف ثانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۸ ص ۶۸۱۔

قدس سرہٗ الربانی سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں اور آپ کو بھی حضور پرنور ہی کے توسط سے فیوض و برکات ملے ہیں۔) لیکن یہی حضرت مجدد قدس سرہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجمع فیوض و برکات ہے وہ سب سرکار غوث اعظم سے ملے ہیں۔ تمام اقطاب و اوتار اور ابدال و نجباء کو فیوض و برکات آپ ہی کے ذریعے سے ملے اور ملتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی کی عبارتیں متناقض اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ اس کا جواب خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنی مکتوبات جلد سوم میں دو طریقے سے دیا ہے۔ ان میں سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی بات جو میں نے جلد دوم میں کہی ہے اور جس سے غوث اعظم پر میری تفضیل ظاہر ہوتی ہے وہ میں نے حالت صحو (ہوش) میں نہیں کہی ہے[1] بلکہ حالت سکر (مدہوشی) میں کہی ہے، البتہ دوسری بات حالت صحو کی ہے، اور چونکہ صحو والی بات کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اس لیے واضح ہے کہ حضور غوث اعظم ہی افضل ہیں اور میں حضور پرنور کا نائب ہوں۔ جو کچھ ملتا ہے انہیں کے واسطے سے ملتا ہے اور حضور مجھے فیوض و برکات سے نوازتے ہیں تو میں امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبھا تک پہنچاتا ہوں۔

سرکار غوث اعظم پر کسی بزرگ و شیخ کی تفضیل اتنا سنگین معاملہ ہے کہ اہل علم مسلمان کبھی برداشت ہی نہیں کرسکتا اس لیے یہ معاملہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں باعث سوال بن گیا۔ مجدد اعظم قدس سرہٗ سے عرض کیا گیا کہ کیا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل لکھی ہے (اگر لکھی ہے تو اس کا حل کیا ہوگا) مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اس سوال کا ایسا دلنشیں اور کیف آور جواب مرحمت فرمایا ہے کہ پڑھنے کے بعد طبیعت مچل جاتی ہے، دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں اور نخل ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ آپ نے جواب دینے میں اتنا بہترین اسلوب اختیار کیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہی کے فرمان عالی شان سے ان پر حضور پرنور سرکار غوث اعظم کی افضلیت و

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی کی عبارت یہ ہے (ترجمہ) "فقیر نے جو یہ تمام دفاتر اس طائفہ علیہ کے علوم و اسرار میں لکھے ہیں، ظاہراً آپ کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوگا کہ میں نے خالص صحو سے لکھے ہیں جن میں سکر کی آمیزش نہیں ہے۔ حاشا وکلا کہ وہ حرام و منکر ہے اور بیہودہ سخن تراشی ہے" (مکتوبات جلد سوم دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۲ ص ۶۰۶! اور ۱۴۶۔

برتری بھی ظاہر و عیاں ہو جاتی ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی عظمت و رفعت شان میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔ اسلوب بیان کی چاشنی سے محظوظ ہونے کے لئے سوال مذکور کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے مجدد اعظم ہی کے الفاظ میں جواب کو ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

ارشاد:- "تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ" [1] (پھر فرمایا) مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں [2] "نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ" (چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہے) اسی میں لکھا ہے، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے۔ اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ (عبد القادر) کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہاں کے شیوخ نے جو زبانی دعویٰ کئے ہیں، ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر ہے۔ اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر۔ سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سیدی عبد الرحمٰن طفسونجی نے ایک روز برسر منبر فرمایا، "اَنَا بَيْنَ الْاَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ اَطْوَلُ عُنُقاً" (میں

---

[1] ترجمہ، وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے عمل کے بارے میں پوچھا نہ جائے گا۔

[2] مکتوبات کی تیسری جلد کی عبارت یہ ہے (ترجمہ) "اور ایک وہ راہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اقطاب و اوتاد اور بدلاء و نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور ان کے سردار اور ان کے بزرگواروں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور یہ عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس کو بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے پہنچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرات حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشریہ میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن والا) وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا۔ پھر پیر سے سر تک دیکھا۔ پھر سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا، فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو۔ انہوں نے کہا، فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینکدیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی، فاطمہ! میرے کپڑے دو۔ انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا، کس کے مرید ہو؟ فرمایا، میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ انہوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو، بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں، آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے؟۔ ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ، راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو

(حاشیہ بقیہ گزشتہ صفحہ کا) شمس سے مراد فیضان ہدایت اور ارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے۔ اور جب حضرت شیخ (عبدالقادر جیلانی) کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا مقرر ہوا اور وہ رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے لوگ تھے۔ اور یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے انہی کے وسیلہ سے ہے تو لازماً درست ہوا کہ "افلت شموس الاولین وشمسنا الخ"

سوال:۔ یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد ہوں یا نجباء و بدلاء وقت ہوں؟

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب ہیں اور حضرت شیخ (جیلانی) کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے جیسا کہ کہا ہے، نور القمر مستفاد من نور الشمس (چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے، تو اب کوئی استحالہ نہ رہا۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوم دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۳ ص ۱۶۲۶ اور ۱۶۶۔

دالان میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہا نخانۂ خاص میں ہو۔ میں نہا نخانۂ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت (کپڑا) ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے **قل ھو اللّٰہ شریف** لکھی تھی۔ یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا، "صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ"۔[۱] (شیخ عبدالقادر جیلانی نے سچ فرمایا اور وہ بادشاہ وقت ہیں)

ان روایات وواقعات سے آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ مستثنیات کو چھوڑ کر تمام اولیاء کرام سے غوث اعظم افضل واعلیٰ وبرتر ہیں مشائخ میں سے کسی شیخ وبزرگ کی آپ پر تفضیل (آپ پر کسی کو فضیلت دینا) غلط وباطل ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت نے نظم میں بھی کہا۔

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث (حدائق بخشش)

نیز یہ بھی آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا کہ جس بزرگ سے بھی غوث اعظم قدس سرہٗ پر اپنی تفضیل کے کلمات صادر ہوئے وہ از راہ صحو وہوش نہ تھے بلکہ سکر ومدہوشی اور غلبۂ حال کی بناء پر ہوئے۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا (حدائق بخشش)

بلکہ غوث اعظم سے کسی بزرگ کا افضل ہونا درکنار کوئی آپ کا ہمسر وہم رتبہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے محبوبوں اور ولیوں کو غوث اعظم کے ہم مثل ویکساں کرنا چاہا تو مجدد اعظم نے اس کی زبان پر یوں تالا لگایا۔

اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے؟ خادم تیرا چیلا تیرا

---

[۱] ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۷۵ تا ۷۷ ناشر قادری کتاب گھر نو محلہ مسجد بریلی شریف

نور دوم

نسبتِ قادریت اور امام احمد رضا

امام احمد رضا پر فیضان غوث اعظم

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ متصلب وکٹر قادری تھے۔[1] اور انہیں ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا اس لئے کہ قادری سلسلہ سے انہوں نے بہت فیض اٹھایا اور اس سے حظِ وافر پایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوسرے سلسلہ کے مشائخ کا نام بھی بڑے ادب واحترام کے ساتھ لیتے ہیں مگر بانی سلسلۂ قادریہ سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گُن زیادہ گاتے نظر آتے ہیں، ان کا چرچا زیادہ کرتے ہیں۔ آپ اپنی وقیع تصنیفات میں غوث اعظم کا بار بار ذکر چھیڑ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا غوث اعظم کے خواجہ تاش اور نمک خوار ہیں اور ہمیں ہر حال میں ان کا گن گا کر اور احسان مان کر شکر گزاروں، وفا شعاروں، حق نمک ادا کرنے والوں اور ثنا خوانوں میں اپنا نام لکھانا ہے۔ چنانچہ مجدد اعظم پہلے ایک عظیم وطویل قصیدہ ۲۵/ اشعار پر مشتمل غوث اعظم کی شان عظمت نشان میں لکھتے ہیں مگر آپ کا جذبۂ دروں یہاں تھمنے کا نام نہیں لیتا اور دوسرا قصیدہ لکھنے کے لئے بیتاب ہے۔ دوسرے قصیدہ سے بارگاہ غوثیت میں مقبولیت اور ان کے ثنا خوانوں میں اپنا چہرہ لکھانے کا سوز دروں مقطع میں آبِ زر بن کر یوں صفحۂ قرطاس پر آتا ہے۔

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا

غوث اعظم کے مداحوں اور ثنا خوانوں میں نام لکھانے والے جذبے کی یہ خصوصیت مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تقریر وتحریر میں جا بجا مختلف انداز اور چوکھے رنگ میں ملتی ہے وہ اپنے آقا کے فخر وبزرگی بیان کرنے، منقبت خوانی اور مدحت وستائش میں زندگی

---

[1] یہ جملہ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوا۔ آپ نے خود مجھ فقیر نوری سے ماہ جون ۲۰۰۰ء کے اخیر عشرہ کی کسی تاریخ میں فرمایا۔

کے قیمتی لمحات لگاتے ہیں اور کسی نہ کسی جہت سے غوث اعظم کی تعریف وتوصیف ضرور کرتے ہیں۔ تذکرہ کسی بزرگ کا چھڑا ہومگر وہ عشق کے ساز کا رخ غوث اعظم کے ذکر و منقبت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ایسے وفا شعار ہیں کہ غوث اعظم سے نسبت غلامی کا اعتراف موقع ڈھونڈ ڈھونڈ کر جا بجا کرتے ہیں، وہ ایسے فیض یافتہ ہیں کہ غوث اعظم سے حصول فیضان کا اقرار بار بار برملا کرتے ہیں۔ وہ ایسے عاشق ہیں کہ غوث الوریٰ سے عشق ومحبت کا ثبوت کردار وعمل کے آئینے میں اتر کر دیتے ہیں۔ آپ کے شاگرد رشید سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:-

(اعلیٰ حضرت نے مجھے) دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی۔ اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھکر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا۔ کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے۔ سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے، سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت ومحبت میں ڈوب گئے اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد غوث اعظم کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کیلئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا مقصود تھا بلکہ در حقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں "چوں قلم در دست کاتب" تھے"۔ [1]

لگے ہاتھوں محدث اعظم قدس سرہٗ کی عرض وتمنا اور فیض قادریت کے تعلق سے مجدد اعظم قدس سرہٗ کے اعتراف کا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حضرت محدث اعظم نے ایک سوال کا جواب (فتویٰ) کئی دنوں کی انتھک کوشش ومحنت کے بعد لکھا مگر غلط نکلا اور مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اپنے تبحر علمی سے منٹوں میں حیرت میں

[1] خطبہ صدارت ناگپور ۱۳۷۹ھ (الف) تجلیات امام احمد رضا نمبر ناگپور (ب) ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور شمارہ جون ۹۴ء ص ۲۹ کالم نمبر ۱ (ج) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۳۔

ڈالدینے والا جواب محدث اعظم قدس سرہ کے قلب و دماغ میں اتار دیا۔ اس سے متاثر ہو کر محدث اعظم نے اس علم کے ایک حصہ کا سوال کیا جو آپ کو عطا ہوا تھا۔ محدث اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''میں اپنا جواب اعلیٰ حضرت کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا (آپ مجھے بھی عطا نہ کریں گے؟) جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا''۔ مسکرا کر فرمایا،

''میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں۔ یہ تو آپ کے جدامجد سرکار غوثیت کا فضل و کرم ہے اور کچھ نہیں'' [1]

ان واقعات میں صراحت ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ صرف ایک بار نہیں، دو بار نہیں بلکہ جب کبھی کسی نعمت الٰہیہ کا تذکرہ ہوا اور جب کبھی کہنے والے نے کہا کہ اس قدر وفور علم اور کمال بزرگی آپ کو کہاں سے آگئی تو یہی فرمایا کہ یہ سب سرکار غوث اعظم کا صدقہ وعطیہ ہے، انہیں کا فیضان کرم ہے ورنہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

محدث امام احمد رضا قدس سرہٗ کا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ تعلق و لگاؤ صرف احباب و اصحاب کی مجلس تک محدود نہ تھا بلکہ تصانیف میں بھی میں بے شمار ایسے مقامات ہیں جہاں امام موصوف نے لکھا ہے کہ یہ میرے آقا سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا صدقہ وعطیہ ہے۔ وہ جب کبھی علمی موتیوں کو کسی کتاب میں پیروتے ہیں یا علم کا دریا بہاتے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ یہ میری علمی گہرائی ہے بلکہ اعتراف نعمت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ میرے آقا غوث اعظم کا فیضان کرم اور نسبت قادریت کا صدقہ ہے۔

ہمارے اس دعویٰ کی تائید تصانیف اعلیٰ حضرت سے شغف رکھنے والا ہر منصف دانشور کریگا۔ ادیب زمن مولانا محمد احمد مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ لکھتے ہیں،

''اعلیٰ حضرت نے بے شمار موقعوں پر فرمایا اور متعدد مقامات پر لکھا کہ یہ

---

[1] خطبہ صدارت ناگپور بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور بابت مئی ۱۹۹۴ء ص ۱۷ کالم نمبر ۲۔

آستانۂ قادریت کی غلامی کا صدقہ ہے"۔ [1]

مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی قدس سرہٗ نے جب محدث اعظم سید محمد اشرفی قدس سرہٗ کو فتویٰ نویسی کی تربیت کے بارے میں امام احمد رضا قدس سرہٗ سے گزارش کی تو آپ نے فرمایا:

"سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے" [2]

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

اور امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ "انھارُ الأنوار من یمّ صلوٰۃ الاسرار" کے اخیر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان کرم کا ان لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں، "یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیض بار قادریت پر، برکات و نعماتِ (نعمتوں) حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے فائض ہوا۔ ع۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف [3]

حدائق بخشش میں یوں زمزمہ خواں ہیں ؎

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ کا ایک عظیم قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہ قصیدہ لامیہ ۲۹/اشعار پر مشتمل اور اپنے اندر علم و معرفت اور شریعت و طریقت کا سمندر لیے ہوئے ہے۔ اس کی عربیت پر بعض لوگوں نے اعتراض کرنا چاہا ہے۔ اس کے رد میں مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایک زبردست ولا جواب، جواب "الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریۃ" کے نام سے لکھا۔ اس قصیدہ کی عربیت کی صحت اور معترض کے خیال کے بطلان پر بے شمار دلائل و نکات پیش کرتے ہوئے

---

[1] امام احمد رضا اور تصوف ص ۸۷ ناشر المجمع الاسلامی مبارکپور۔
[2] الملفوظ حصہ اول ص ۸۵ ناشر قادری کتاب گھر نو محلہ مسجد بریلی شریف۔
[3] رسالہ انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۴۷ ناشر مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل مراد آباد

آغاز کتاب میں رقم فرماتیں،

''فقیر اپنے مجموعۂ فتاویٰ کی جمع وتہذیب، رسائل والد ماجد کی تبییض و ترتیب، رسائل کثیرہ کی ترصیف اور کئی رسائل جدیدہ کی تصنیف میں مشغول تھا، قصد کیا کہ بنہایت اجمال چند سطر میں ایک مختصر جواب حاضر کرے۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ روز جمعہ مبارکہ کو اس طرف عزم کیا۔ سرکار فیض بار حضرت قادریت مدار علیہ رضوان الغفار کا نام پاک لیا، سرکار اقدس سے نظر اول میں وہ جوش فیضان ہوا کہ عنان قلم روکتے روکتے ایک موجز رسالے کا سامان ہوا'' [1]

اور اخیر میں لکھتے ہیں،

''الحمدللہ کلام اپنے منتہی کو پہنچا اور ارتیاب مرتاب (شک کرنے والے کا شک) اپنی سزا کو۔ مگر ابھی تو یہی معترض کی مزاج پرسی کرنی ہے۔ ذرا مہربانی فرما کر اپنے اعتراض تفصیل سے اطلاع دیں اور اس وقت جواب تفصیل کے مرتبے میں ہم پر ہمارے آقا (غوث اعظم) کا فیضان دیکھیں''۔ [2]

رضا کے سامنے کی تاب کس میں	فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث
ترے بابا کا، پھر تیرا کرم ہے	یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث

غوث اعظم کی غلامی کا ایک خواب

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اپنا ایک خواب اور خود اس کی تعبیر یوں بیان فرماتے ہیں،

''ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اونچی بھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا۔ گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ

[1] رسالہ الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية ناشر رضا اکیڈمی بمبئی۔
[2] حوالہ مذکورہ۔

تعالیٰ عنہ کی'' [1]

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا مجھکو نسبت ہے سگ اور سگ سے ہے، در سے ہے، در سے تجھے

راقم السطور کہتا ہے کہ گیارہ درجہ تک پہونچ جانے سے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے غوث اعظم کی غلامی کی تعبیر اس لیے نکالی ہے کہ گیارہ کے عدد کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص مناسبت و تعلق ہے۔ صلوٰۃ غوثیہ جو عمدہ ذریعۂ حلِ مشکلات ہے اس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود گیارہ قدم عراق کی طرف چلنے کے لئے فرمایا ہے پھر یہ کہ آپ کا عرس شریف ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ ہی کو عام طور پر منایا جاتا ہے۔ گیارہ کے عدد کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے آپ کی ظاہری حیات ہی میں اہمیت و شہرت حاصل ہو چکی تھی۔

یاد رہے کہ مذکورہ واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کو ان کے والد ماجد قدوۃ السالکین حضرت علامہ مولینا نقی علی قدس سرہٗ کے توسط سے سیدنا غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رسائی ہو چکی تھی اور شرف غلامیت سرکار قادریت سے نوازا جا چکا تھا اور یہ مسلم ہے کہ جسے سرکار غوث اعظم اپنی غلامیت میں قبول فرما لیتے ہیں اسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں اس لئے سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ فنافی الشیخ کے درجے پر بھی فائز تھے اور فنافی الرسول کے درجہ پر بھی..............

مجدد اعظم نائب غوث اعظم ہیں

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و الفت اور عشق و وارفتگی جب کمال کو پہنچی تو اس کے صلے میں سرکار غوثیت سے یہ اعزاز ملا کہ نائب غوث اعظم کے لقب سے ملقب ہو گئے چنانچہ مفتی محمد غلام سرور قادری صدر المدرسین جامعہ تعلیمات صوفیہ دولت گیٹ ملتان رقمطراز ہیں،

''حضور مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ۷۰ ناشر قادری کتاب گھر بریلی شریف

کوخواب میں حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ کو سرکار نے فرمایا کہ ”ہندوستان میں میرے نائب، مولانا احمد رضا بریلوی ہیں۔“ چنانچہ حضرت میاں شیر محمد صاحب (شرقپور) اور حضرت محدث علی پوری کو اعلیٰ حضرت سے اس خواب کے بعد اور زیادہ عقیدت ہوگئی۔ آپ بریلی شریف میں حاضر خدمت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا اور خواب بھی بیان کیا“ [۱]

نائب غوث ہونے پر دوسری دلیل

اسی طرح کا ایک واقعہ شیر محمد میاں شرقپوری قدس سرہٗ کے حوالے سے بھی ہے حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی دارالقلم دہلی رقمطراز ہیں:

”عارف باللہ شیخِ وقت حضرت شیر محمد میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ العزیز ایک بار عالم خواب میں حضرت غوث الوریٰ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شرقپوری نے سوال کیا کہ حضرت! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا، بریلی میں احمد رضا۔ بیدار ہونے کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے اور نائب غوث الوریٰ، امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت سے شادکام ہوئے۔ بریلی سے واپس ہونے کے بعد آپ نے فرمایا،

”میں نے دیکھا کہ ایک پردہ کے پیچھے سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں“ [۲]

اخیر کا حصہ بار بار پڑھیے۔ وقت کے جلیل القدر ولی اللہ کی اس عظیم شہادت کے بعد کوئی اہل بصیرت اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو بلاشبہہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبردست تائید حاصل تھی اور وہ

[۱] (الف) الشاہ احمد رضا ص ۱۱۰ مطبوعہ ساہیوال۔ مصنفہ مفتی محمد غلام سرور۔
(ب) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۱۔ مصنفہ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی۔
[۲] امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۲ ناشر المجمع الاسلامی مبارکپور۔

حضور کے ہی بتائے سے دین حق اکناف عالم میں پھیلاتے تھے۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اس مفہوم میں یوں نوا سنج ہوئے۔

امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو　　نہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں

یا غوث ہی کہا

مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید صادق تھے اس لیے آپ مرید کرتے وقت مرید کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس میں دیدیتے تھے اور آج بھی سلسلہ قادریہ کے مشائخ کرام میں یہ رائج ہے کہ مرید کرتے وقت یہ کہلواتے ہیں کہ کہو میں نے تیرے (پیر صاحب کے) واسطے سے اپنا ہاتھ غوث پاک بڑے پیر صاحب کے ہاتھ میں دیا یا یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرا ہاتھ غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ اس لئے اس سلسلہ کے اصل پیر غوث پاک ہی ٹھہرے۔ اس نہج سے مجدد اعظم قدس سرہ اپنے پیرو مرشد سیدنا حضرت آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ پیران پیر روشن ضمیر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی نہایت عقیدت و محبت اور بڑی ممنونیت و عزت کے ساتھ کرتے اور آپ سے نسبت غلامی کا اظہار بڑا ہی پر کیف و والہانہ انداز میں فرماتے تھے گویا پیران پیر علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت و الفت آپ کی گھٹی میں اس طرح پلائی گئی تھی کہ دوسرے سلسلے کے مشائخ کے ذکر کے بجائے بانی سلسلۂ قادریہ حضرت سیدنا غوث اعظم ہی کی یاد کو اپنی زندگی کا محور سمجھتے تھے۔ اگر کسی غیر سلسلہ کے بزرگ سے مدد چاہنے کی خواہش ہوئی بھی تو آپ کی زبان پر یا غوث ہی کی صدا جاری ہوئی یہ آپ کے فنائی الشیخ ہونے کی اعلیٰ منزل تھی۔ چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ،

> ''ایک مرتبہ آپ (اعلیٰ حضرت) سے عرض کیا گیا کہ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے، جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا''۔ اس پر سیدی مجدد اعظم نے ارشاد فرمایا،

''مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی۔ جب کبھی میں نے استعانت کی یاغوث ہی کہا۔ یک در گیر محکم گیر (ایک ہی در کو مضبوطی سے تھامے رہو) میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا۔ طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا، حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ اس شور وشغف سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے، میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے۔ یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے ''یاغوثاہ'' زبان سے نکلا۔ وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ (در شان غوث اعظم) بھی تصنیف کیا'' ۲؎

پیر پیراں، میر میراں، اے شہہ جیلاں توئی — انس جان قدسیاں وغوث انس وجاں توئی
سر توئی، سرور توئی، سر را سر و ساماں توئی — جاں توئی جاناں توئی جاں را قرار جاں توئی

حصول فیض کے لیے شیخ سے ارادت شرط ہے

مذکورہ واقعہ صاحب مزار کے تصرف اور ان سے فیض حاصل کرنے کی بہترین مثال

۱؎ بعض جاہلوں نے اس عبارت کا غلط مفہوم نکالا۔ وہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب مطالعۂ بریلویت میں لکھتا ہے کہ امام احمد رضا نے زندگی بھر یاغوث ہی کہا اللہ کا کبھی نام تک نہ لیا اور حوالہ میں یہی مندرجہ بالا عبارت پیش کی ہے۔ یہ اس کی سخت جہالت ودھوکا دھڑی ہے۔ الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو قارئین بار بار پڑھیں کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ امام موصوف نے اللہ کا کبھی نام نہ لیا اور یا اللہ نہ پکارا۔ امام احمد رضا اللہ تعالیٰ اور غوث پاک کے درمیان تقابل نہیں دکھانا چاہتے ہیں اور کوئی مومن ایسا کر بھی نہیں سکتا بلکہ یہاں اپنے شیخ غوث اعظم اور دوسرے بزرگ کا تقابل ہے کہ وسیلہ سمجھ کر کسی بندے کو پکارنے کا وقت آیا تو اپنے پیر ہی کو پکارا دوسرے سلسلہ کے بزرگ کو نہیں۔ امام احمد رضا نے بیشمار مقامات پر اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے حقیقی طور پر فریاد کی ہے جس کے بیشمار شواہد آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً اسی الملفوظ حصہ اول ص ۱۹ پر امام احمد رضا فرماتے ہیں، آخر شب میں کرب بڑھا۔ دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی ''اللهم صدق الحبيب وكذب الطبيب'' اسی طرح شجرہ شریف میں اللہم اور یا الٰہی کی تکرار ہے اس لیے یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ امام احمد رضا زندگی کی آخری سانس تک یہ کہتے رہے
''یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے — یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے۔'' بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو۔

۲؎ الملفوظ حصہ سوم ص ۵۹۔۶۰ مرتبہ حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خان قدس سرہ۔

ہے نیز اس واقعہ نے پتہ دیا کہ اپنے پیر سے فیض ونفع پانے کے لیے ارادت وعقیدت کا کامل ہونا ضروری ہے نیز مرید کا ہمیشہ یہ گمان رکھنا کہ میرا پیر تمام اولیائے وقت سے اکمل و بہتر ہے۔ اگر مرید اس منزل پر پہنچ گیا تب ہی وہ مرید کامل وصادق ہے۔ چنانچہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے مذکورہ واقعہ کے بعد فرماتے ہیں،

''ارادت شرط اہم ہے بیعت میں، بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے۔ اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے، انہوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی چٹھی دیتا ہے، حضرت اس کو بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں، یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انہیں دیکھا اورانہوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا ''ھَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَکَ'' لاؤ کہ میں تمہاری عرضی پیش کروں۔ انہوں نے عرض کیا، "اَوَ شَیْخِیْ عَزَلُوْہُ" کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا۔ فرمایا "وَ اللّٰہِ مَا عَزَلُوْہُ وَلَنْ یَّعْزِلُوْہُ"۔ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے۔ انہوں نے عرض کی ''تو میرا شیخ (غوث اعظم) کافی ہے''۔

آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں، قبل اس کے کچھ عرض کریں، حضور نے ارشاد فرمایا، "ھَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَکَ" لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں (فرمایا اعلیٰ حضرت نے) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند''[1]

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ۶۰

مجدد اعظم نے ایک مقام پر فرمایا ہے، ''اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے''۱

شیخ سے ارادت اور حسن عقیدت کے ذریعہ فیوض و برکات حاصل کرنے سے متعلق مجدد اعظم قدس سرہٗ کا یہ پیغام بھی خاص طور پر دل کی تختی پر نوٹ کئے جانے کے قابل ہے۔

فرماتے ہیں،

'' اصل کار حسن عقیدت ہے۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کے مثل تم کو فیض پہنچے گا، حسن عقیدت ہونا چاہیئے''۲

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا (حدائق بخشش)

ان شواہد سے ذہن پر یہ تأثر ضرور قائم ہوتا ہے کہ مجدد اعظم محدث عالم قدس سرہٗ کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات سے گہری عقیدت و ارادت اور بے پناہ عشق و محبت تھی۔ اور انہوں نے بارگاہ غوثیت میں نثر و نظم دونوں صورت میں گہرے تعلق و لگاؤ، بے پناہ عقیدت و احترام اور شیفتگی و وارفتگی کا گلدستہ پیش کیا ہے۔ جس سے حضرت محبوب سبحانی پیر لاثانی سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ الربانی کی عظمت و رفعت اور صولت و شوکت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جاتا ہے اور آپ کے حسن و جمال کے خدوخال ذہن و فکر میں بس جاتے ہیں۔

محبت غوث اعظم توشۂ آخرت ہے

امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہٗ الربانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ، '' تمام ائمہ فقہاء وصوفیہ۔ اپنے اپنے مقلدوں اور پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں جب ان کے مقلد کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامۂ اعمال کھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے، جب عمل تلتے ہیں، جب صراط پر چلتا ہے۔ غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال

۱ حوالہ مذکورہ ص ۶۱ ۲ حوالہ مذکورہ ص ۶۲

ہوا، بعض صالحوں نے انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا جب منکر نکیر نے مجھ سے سوال کے لیے مجھے بٹھایا۔ امام مالک تشریف لائے اور ان سے فرمایا، ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے خدا اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے، الگ ہو اس کے پاس سے، یہ فرماتے ہیں، نکیرین مجھ سے الگ ہو گئے۔ اور جب مشائخ کرام صوفیہ قدست اسرارھم ہر ہول و سختی کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے پیرؤوں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو ان پیشوایان مذہب کا کہنا ہی کیا جو زمین کی میخیں (کیلیں) ہیں اور دین کے ستون اور شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت پر اس کے امین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔"

محدث عالم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ عبارت اپنی مایۂ ناز کتاب حیاۃ الموات میں نقل کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں،

الله أكبر، الله أكبر و لله الحمد ۔

حَسْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْ تُّہٗ ۔۔۔ یَـوْمَ الْـقِیٰمَةِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ
دِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ۔۔۔ ثُـمَّ اعْتِـقَـادِیْ مَـذْھَبَ النُّعْمَانِ
وَ اِرَادَتِیْ وَ عَقِیْدَتِیْ وَ مَحَبَّتِیْ ۔۔۔ لِلشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ [1]

ترجمہ:۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے میرے لئے وہ نیکیاں و خوبیاں کافی ہیں جو میں نے تیار و جمع کی ہیں۔ وہ یہ کہ میں نے مخلوق میں سب سے بہتر ذات نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو اپنا لیا ہے پھر امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب (مذہب حنفی) پر اعتقاد رکھا ہے اور اس کا مقلد ہوں اور مجھے ارادت و عقیدت اور محبت حاصل ہے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اس کے بعد عقیدت و محبت سے لبریز فارسی کے چند اشعار قلمبند کرنے کے بعد اخیر

[1] رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات مشمولہ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۲۹۰۔

میں یہ شعر لکھتے ہیں:

قادریت بکام ما کردند سنیت را گدائے میکدہ ایم
شیر بودیم و شہد افزودند ماسراپا حلاوت آمدہ ایم[1]

مطلب یہ ہوا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اللہ ورسول عزّوجلّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے بعد غوث اعظم سے ارادت قلبی، تعلقِ خاطر اور عقیدت ومحبت کو اپنی دنیا و آخرت کی زبردست پونجی سمجھتے ہیں اور نسبت قادریت کو اپنا مقصد حیات حتیٰ کہ قبر کی سخت ہولناک گھڑی میں اپنا سفارشی بناتے اور جس طرح شیخ ناصر الدین لقانی کے لئے سوال منکر نکیر کا جواب بنکر امام مالک قدس سرہٗ ان کی قبر میں تشریف لائے تھے اسی طرح امام احمد رضا سیدنا غوث اعظم کو اپنے۔ لئے سوال منکر نکیر کا جواب تصور کرتے ہیں۔ اس مفہوم کا اظہار ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں ؂

نزع میں، گور میں، میزان پہ، سرِ پُل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا
دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا
رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث (حدائق بخشش)

ایک وہم اور اس کا ازالہ

مجھے خوب یاد ہے کہ چند سال قبل بعض کم عقلوں نے اپنے قصور فہم کے سبب سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہٗ پر بھونڈے انداز میں کیچڑ اچھالنا شروع کیا تھا اور یہ اعتراض کیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ امام احمد رضا نے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو بہت تعریف ومنقبت بیان کی اور مدح وستائش کی ہے مگر فلاں بزرگ کی تعریف کہیں نہیں کی جب کہ ان کی تعریف سب کرتے ہیں، ان کے در پہ سب جاتے ہیں اور یقیناً وہ مسلّم بزرگ بھی ہیں۔ میں نے کہا اگر فلاں بزرگ کی تعریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں میں نہیں ملتی تو

---

[1] یعنی ہمارے مشائخ کے کرم سے قادریت ہمارا مشرب رہا اور سنّیت ہمارا میکدہ، ہم دودھ تھے ہی اس پر شہد کا اضافہ ہوا ہم تو سراپا حلاوت وشیرینی نکلے۔

برتری بھی ظاہر و عیاں ہو جاتی ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی عظمت و رفعت شان میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔ اسلوب بیان کی چاشنی سے محظوظ ہونے کے لئے سوال مذکور کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے مجدد اعظم ہی کے الفاظ میں جواب کو ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں:

ارشاد:- "تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ" ۱ (پھر فرمایا) مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں ۲ "نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ" (چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہے) اسی میں لکھا ہے، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے۔ اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ (عبد القادر) کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہاں کے شیوخ نے جو زبانی دعویٰ کئے ہیں ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر ہے۔ اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر۔ سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سیدی عبد الرحمٰن طفسونجی نے ایک روز برسر منبر فرمایا، "اَنَا بَيْنَ الْاَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ اَطْوَلُ عُنُقًا" (میں

۱ ترجمہ، وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے عمل کے بارے میں پوچھا نہ جائے گا۔

۲ مکتوبات کی تیسری جلد کی عبارت یہ ہے (ترجمہ) "اور ایک وہ راہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اقطاب و اوتاد اور بدلاء و نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور ان کے سردار اور ان کے بزرگواروں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور یہ عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس کو بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے پہنچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرات حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشریہ میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن والا) وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا۔ پھر پیر سے سر تک دیکھا۔ پھر سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا، فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو۔ انہوں نے کہا، فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینکدیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی، فاطمہ! میرے کپڑے دو۔ انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا، کس کے مرید ہو؟ فرمایا، میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ انہوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو، بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں، آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے؟۔ ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ، راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو

(حاشیہ بقیہ گزشتہ صفحہ کا) شمس سے مراد فیضان ہدایت اور ارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے۔ اور جب حضرت شیخ (عبدالقادر جیلانی) کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا مقرر ہوا اور وہ رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے لوگ تھے۔ اور یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے انہی کے وسیلہ سے ہے تو لازماً درست ہوا کہ ''افلت شموس الاولین وشمسنا الخ''

سوال:۔ یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد ہوں یا نجباء و بدلاء وقت ہوں؟

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب ہیں اور حضرت شیخ (جیلانی) کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے جیسا کہ کہا ہے، نور القمر مستفاد من نور الشمس (چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے، تو اب کوئی استحالہ نہ رہا۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوم دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۳ ص ۱۶۲۶ اور ۱۶۶۔

دالان میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہاں خانہ خاص میں ہو۔ میں نہاں خانہ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت (کپڑا) ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے **قل ھو اللّٰہ شریف** لکھی تھی۔ یہ سن کر شیخ عبدالرحمن نے سر جھکالیا اور فرمایا، "صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ"۔[۱] (شیخ عبدالقادر جیلانی نے سچ فرمایا اور وہ بادشاہ وقت ہیں)

ان روایات و واقعات سے آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ مستثنیات کو چھوڑ کر تمام اولیاء کرام سے غوث اعظم افضل و اعلیٰ و برتر ہیں مشائخ میں سے کسی شیخ و بزرگ کی آپ پر تفضیل (آپ پر کسی کو فضیلت دینا) غلط و باطل ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت نے نظم میں بھی کہا۔

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث (حدائق بخشش)

نیز یہ بھی آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا کہ جس بزرگ سے بھی غوث اعظم قدس سرہ پر اپنی تفضیل کے کلمات صادر ہوئے وہ از راہ صحو و ہوش نہ تھے بلکہ سکر و مدہوشی اور غلبہ حال کی بناء پر ہوئے۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا (حدائق بخشش)

بلکہ غوث اعظم سے کسی بزرگ کا افضل ہونا درکنار کوئی آپ کا ہمسر وہم رتبہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے محبوبوں اور ولیوں کو غوث اعظم کے ہم مثل و یکساں کرنا چاہا تو مجدد اعظم نے اس کی زبان پر یوں تالا لگایا۔

اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا
بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قطب خود کون ہے؟ خادم تیرا چیلا تیرا

---

[۱] ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۵۷ تا ۷۷ ناشر قادری کتاب گھر نو محلہ مسجد بریلی شریف

نور دوم

نسبتِ قادریت اور امام احمد رضا

امام احمد رضا پر فیضانِ غوث اعظم

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ متصلب و کٹر قادری تھے۔ [1] اور انہیں ایسا ہونا بھی چاہئے تھا اس لئے کہ قادری سلسلہ سے انہوں نے بہت فیض اٹھایا اور اس سے حظِ وافر پایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوسرے سلسلہ کے مشائخ کا نام بھی بڑے ادب و احترام کے ساتھ لیتے ہیں مگر بانی سلسلۂ قادریہ سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گُن زیادہ گاتے نظر آتے ہیں، ان کا چرچا زیادہ کرتے ہیں۔ آپ اپنی وقیع تصنیفات میں غوث اعظم کا بار بار ذکر چھیڑ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا غوث اعظم کے خواجہ تاش اور نمک خوار ہیں اور ہمیں ہر حال میں ان کا گُن گا کر اور احسان مان کر شکر گزاروں، وفا شعاروں، حق نمک ادا کرنے والوں اور ثنا خوانوں میں اپنا نام لکھانا ہے۔ چنانچہ مجدد اعظم پہلے ایک عظیم و طویل قصیدہ ۲۵/اشعار پر مشتمل غوث اعظم کی شان عظمت نشان میں لکھتے ہیں مگر آپ کا جذبۂ دروں یہاں تھمنے کا نام نہیں لیتا اور دوسرا قصیدہ لکھنے کے لئے بیتاب ہے۔ دوسرے قصیدہ سے بارگاہ غوثیت میں مقبولیت اور ان کے ثنا خوانوں میں اپنا چہرہ لکھانے کا سوز دروں مقطع میں آپ زر بن کر یوں صفحۂ قرطاس پر آتا ہے۔

فکر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع   چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا

غوث اعظم کے مداحوں اور ثنا خوانوں میں نام لکھانے والے جذبے کی یہ خصوصیت مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تقریر و تحریر میں جابجا مختلف انداز اور چوکھے رنگ میں ملتی ہے وہ اپنے آقا کے فخر و بزرگی بیان کرنے، منقبت خوانی اور مدحت و ستائش میں زندگی

---

[1] یہ ملفوظ عالی حضرت علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوا، آپ نے خود محمد فہیم قادری سے ماہ جون ۲۰۰۰ء کے آخیر عشرہ کی کسی تاریخ میں فرمایا۔

کے قیمتی لمحات لگاتے ہیں اور کسی نہ کسی جہت سے غوث اعظم کی تعریف وتوصیف ضرور کرتے ہیں۔ تذکرہ کسی بزرگ کا چھڑا ہو مگر وہ عشق کے ساز کا رخ غوث اعظم کے ذکر ومنقبت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ایسے وفا شعار ہیں کہ غوث اعظم سے نسبت غلامی کا اعتراف موقع ڈھونڈ ڈھونڈ کر جابجا کرتے ہیں، وہ ایسے فیض یافتہ ہیں کہ غوث اعظم سے حصول فیضان کا اقرار بار بار برملا کرتے ہیں۔ وہ ایسے عاشق ہیں کہ غوث الوریٰ سے عشق ومحبت کا ثبوت کردار وعمل کے آئینے میں اتر کر دیتے ہیں۔ آپ کے شاگرد رشید سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:-

(اعلیٰ حضرت نے مجھے) دوسرے دن کارافتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی۔ اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھکر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا۔ کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے۔ سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہوگیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے، سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہورہا ہے، دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت ومحبت میں ڈوب گئے اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد غوث اعظم کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کردینے کیلئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا مقصود تھا بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں "چوں قلم در دست کاتب" تھے"[1]

لگے ہاتھوں محدث اعظم قدس سرہٗ کی عرض وتمنا اور فیض قادریت کے تعلق سے مجدد اعظم قدس سرہٗ کے اعتراف کا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حضرت محدث اعظم نے ایک سوال کا جواب (فتویٰ) کئی دنوں کی انتھک کوشش ومحنت کے بعد لکھا مگر غلط نکلا اور مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اپنے تبحر علمی سے منٹوں میں حیرت میں

[1] خطبۂ صدارت ناگپور ۱۳۷۹ھ (الف) تجلیات امام احمد رضا نمبر ناگپور (ب) ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور شمارہ جون ۹۴ء ص ۲۹ کالم نمبر ۱ (ج) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۳۔

ڈالدینے والا جواب محدث اعظم قدس سرہ کے قلب ودماغ میں اتار دیا۔اس سے متاثر ہو کر محدث اعظم نے اس علم کے ایک حصہ کا سوال کیا جو آپ کو عطا ہوا تھا۔محدث اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''میں اپنا جواب اعلیٰ حضرت کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا (آپ مجھے بھی عطا نہ کریں گے؟) جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا''۔ مسکرا کر فرمایا،

''میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں۔ یہ تو آپ کے جدامجد سرکار غوثیت کا فضل وکرم ہے اور کچھ نہیں'' [۱]

ان واقعات میں صراحت ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ صرف ایک بار نہیں، دوبار نہیں بلکہ جب کبھی کسی نعمت الٰہیہ کا تذکرہ ہوا اور جب کبھی کہنے والے نے کہا کہ اس قدر وفور علم اور کمال بزرگی آپ کو کہاں سے آگئی تو یہی فرمایا کہ یہ سب سرکار غوث اعظم کا صدقہ وعطیہ ہے، انہیں کا فیضان کرم ہے ورنہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

محدث امام احمد رضا قدس سرہٗ کا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ تعلق ولگاؤ صرف احباب واصحاب کی مجلس تک محدود نہ تھا بلکہ تصانیف میں بھی میں بے شمار ایسے مقامات ہیں جہاں امام موصوف نے لکھا ہے کہ یہ میرے آقا سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا صدقہ وعطیہ ہے۔وہ جب کبھی علمی موتیوں کو کسی کتاب میں پیروتے ہیں یا علم کا دریا بہاتے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ یہ میری علمی گہرائی ہے بلکہ اعتراف نعمت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ میرے آقا غوث اعظم کا فیضان کرم اور نسبت قادریت کا صدقہ ہے۔

ہمارے اس دعویٰ کی تائید تصانیف اعلیٰ حضرت سے شغف رکھنے والا ہر منصف دانشور کریگا۔ادیب زمن مولانا محمد احمد مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ لکھتے ہیں،

''اعلیٰ حضرت نے بے شمار موقعوں پر فرمایا اور متعدد مقامات پر لکھا کہ یہ

---

[۱] خطبہ صدارت ناگپور بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور بابت مئی ۱۹۹۴ء ص ۱۷ کالم نمبر ۲۔

آستانۂ قادریت کی غلامی کا صدقہ ہے''۔[۱]

مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی قدس سرہٗ نے جب محدث اعظم سید محمد اشرفی قدس سرہٗ کو فتویٰ نویسی کی تربیت کے بارے میں امام احمد رضا قدس سرہٗ سے گزارش کی تو آپ نے فرمایا:

''سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے''۔[۲]

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

اور امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ "انھارُ الأنوار من یمّ صلوٰۃ الاسرار" کے اخیر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان کرم کا ان لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں، ''یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیض بار قادریت پر، برکات ونعماتِ (نعمتوں) حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے فائض ہوا۔ع۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف[۳]

حدائق بخشش میں یوں زمزمہ خواں ہیں ۔

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ کا ایک عظیم قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ یہ قصیدۂ لامیہ ۲۹/اشعار پر مشتمل اور اپنے اندر علم ومعرفت اور شریعت وطریقت کا سمندر لیے ہوئے ہے۔ اس کی عربیت پر بعض لوگوں نے اعتراض کرنا چاہا ہے۔ اس کے رد میں مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایک زبردست ولاجواب، جواب ''الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریۃ'' کے نام سے لکھا۔ اس قصیدہ کی عربیت کی صحت اور معترض کے خیال کے بطلان پر بے شمار دلائل ونکات پیش کرتے ہوئے

---

[۱] امام احمد رضا اور تصوف ص ۸۷ ناشر المجمع الاسلامی مبارکپور۔
[۲] الملفوظ حصہ اول ص ۸۵ ناشر قادری کتاب گھر نو محلہ مسجد بریلی شریف۔
[۳] رسالہ انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۲۷ ناشر مکتبہ نعیمیہ دیا سرائے سنبھل مراد آباد

آغاز کتاب میں رقم فرماتے ہیں،

''فقیر اپنے مجموعۂ فتاویٰ کی جمع وتہذیب، رسائل والد ماجد کی تبییض وترتیب، رسائل کثیرہ کی ترصیف اور کئی رسائل جدیدہ کی تصنیف میں مشغول تھا، قصد کیا کہ بنہایت اجمال چند سطر میں ایک مختصر جواب حاضر کرے۔ ۲۵ ذی الحجہ سن ۱۳۰۱ھ روز جمعہ مبارکہ کو اس طرف عزم کیا۔ سرکار فیض بار حضرت قادریت مدار علیہ رضوان الغفار کا نام پاک لیا، سرکار اقدس سے نظر اول میں وہ جوش فیضان ہوا کہ عنان قلم روکتے روکتے ایک موجز رسالے کا سامان ہوا۔''[۱]

اور اخیر میں لکھتے ہیں،

''الحمدللہ کلام اپنے منتہی کو پہنچا اور ارتیاب مرتاب (شک کرنے والے کا شک) اپنی سزا کو۔ مگر ابھی تو یہی معترض کی مزاج پرسی کرنی ہے۔ ذرا مہربانی فرماکر اپنے اعتراض تفصیل سے اطلاع دیں اور اس وقت جواب تفصیل کے مرتبے میں ہم پر ہمارے آقا (غوث اعظم) کا فیضان دیکھیں''۔[۲]

رضا کے سامنے کی تاب کس میں فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث
ترے بابا کا، پھر تیرا کرم ہے یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث

غوث اعظم کی غلامی کا ایک خواب

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اپنا ایک خواب اور خود اس کی تعبیر یوں بیان فرماتے ہیں،

''ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اونچی بھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا۔ گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ

[۱] رسالہ الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریۃ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی۔
[۲] حوالہ مذکورہ۔

تعالیٰ عنہ کی" ۱

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھکو نسبت

راقم السطور کہتا ہے کہ گیارہ درجہ تک پہونچ جانے سے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے غوث اعظم کی غلامی کی تعبیر اس لیے نکالی ہے کہ گیارہ کے عدد کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص مناسبت و تعلق ہے۔ صلوٰۃ غوثیہ جو عمدہ ذریعۂ حلِ مشکلات ہے اس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود گیارہ قدم عراق کی طرف چلنے کے لئے فرمایا ہے پھر یہ کہ آپ کا عرس شریف ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ ہی کو عام طور پر منایا جاتا ہے۔ گیارہ کے عدد کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے آپ کی ظاہری حیات ہی میں اہمیت و شہرت حاصل ہو چکی تھی۔

یاد رہے کہ مذکورہ واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کو ان کے والد ماجد قدوۃ السالکین حضرت علامہ مولینا نقی علی قدس سرہٗ کے توسط سے سیدنا غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رسائی ہو چکی تھی اور شرف غلامیت سرکار قادریت سے نوازا جا چکا تھا اور یہ مسلم ہے کہ جسے سرکار غوث اعظم اپنی غلامیت میں قبول فرما لیتے ہیں اسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں اس لئے سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ فنافی الشیخ کے درجے پر بھی فائز تھے اور فنافی الرسول کے درجہ پر بھی..........

مجدد اعظم نائب غوث اعظم ہیں

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و الفت اور عشق و وارفتگی جب کمال کو پہنچی تو اس کے صلے میں سرکار غوثیت سے یہ اعزاز ملا کہ نائب غوث اعظم کے لقب سے ملقب ہو گئے چنانچہ مفتی محمد غلام سرور قادری صدر المدرسین جامعہ تعلیمات صوفیہ دولت گیٹ ملتان رقمطراز ہیں،

"حضور مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱؎ الملفوظ حصہ سوم ص ۰۷ ناشر قادری کتاب گھر بریلی شریف

کو خواب میں حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ کو سرکار نے فرمایا کہ ''ہندوستان میں میرے نائب، مولانا احمد رضا بریلوی ہیں۔'' چنانچہ حضرت میاں شیر محمد صاحب (شرقپور) اور حضرت محدث علی پوری کو اعلیٰ حضرت سے اس خواب کے بعد اور زیادہ عقیدت ہوگئی۔ آپ بریلی شریف میں حاضر خدمت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا اور خواب بھی بیان کیا'' [۱]

نائب غوث ہونے پر دوسری دلیل

اسی طرح کا ایک واقعہ شیر محمد میاں شرقپوری قدس سرہٗ کے حوالے سے بھی ہے حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی دارالقلم دہلی رقمطراز ہیں:

''عارف باللہ شیخ وقت حضرت شیر محمد میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ العزیز ایک بار عالم خواب میں حضرت غوث الوریٰ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شرقپوری نے سوال کیا کہ حضرت! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا، بریلی میں احمد رضا۔ بیدار ہونے کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے اور نائب غوث الوریٰ، امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت سے شاد کام ہوئے۔ بریلی سے واپس ہونے کے بعد آپ نے فرمایا،

''میں نے دیکھا کہ ایک پردہ کے پیچھے سے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں'' [۲]

اخیر کا حصہ بار بار پڑھیے۔ وقت کے جلیل القدر ولی اللہ کی اس عظیم شہادت کے بعد کوئی اہل بصیرت اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو بلاشبہہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبردست تائید حاصل تھی اور وہ

---

[۱] (الف) الشاہ احمد رضا ص ۱۱۰ مطبوعہ ساہیوال۔ مصنفہ مفتی محمد غلام سرور۔
(ب) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۱۔ مصنفہ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی۔

[۲] امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۲ ناشر المجمع الاسلامی مبارکپور۔

حضور کے ہی بتائے سے دین حق اکناف عالم میں پھیلاتے تھے۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اس مفہوم میں یوں نواسنج ہوئے۔

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

یاغوث ہی کہا

مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید صادق تھے اس لیے آپ مرید کرتے وقت مرید کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس میں دیدیتے تھے اور آج بھی سلسلہ قادریہ کے مشائخ کرام میں یہ رائج ہے کہ مرید کرتے وقت یہ کہلواتے ہیں کہ کہو میں نے تیرے (پیر صاحب کے) واسطے سے اپنا ہاتھ غوث پاک بڑے پیر صاحب کے ہاتھ میں دیا یا یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرا ہاتھ غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ اس لئے اس سلسلہ کے اصل پیر غوث پاک ہی ٹھہرے۔ اس نہج سے مجدد اعظم قدس سرہ اپنے پیر و مرشد سیدنا حضرت آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ پیران پیر روشن ضمیر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی نہایت عقیدت و محبت اور بڑی ممنونیت و عزت کے ساتھ کرتے اور آپ سے نسبت غلامی کا اظہار بڑا ہی پر کیف و والہانہ انداز میں فرماتے تھے گویا پیران پیر علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت و الفت آپ کی گھٹی میں اس طرح پلائی گئی تھی کہ دوسرے سلسلے کے مشائخ کے ذکر کے بجائے بانی سلسلۂ قادریہ حضرت سیدنا غوث اعظم ہی کی یاد کو اپنی زندگی کا محور سمجھتے تھے۔ اگر کسی غیر سلسلہ کے بزرگ سے مدد چاہنے کی خواہش ہوئی بھی تو آپ کی زبان پر یاغوث ہی کی صدا جاری ہوئی یہ آپ کے فنافی الشیخ ہونے کی اعلیٰ منزل تھی۔ چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ،

''ایک مرتبہ آپ (اعلیٰ حضرت) سے عرض کیا گیا کہ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے، جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا''۔ اس پر سیدی مجدد اعظم نے ارشاد فرمایا،

''مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی۔ جب کبھی میں نے استعانت کی یاغوث ہی کہا ا۔ یک در گیر محکم گیر (ایک ہی در کو مضبوطی سے تھامے رہو) میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا۔ طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا، حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ اس شور وشغف سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے، میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے۔ یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے ''یاغوثاہ'' زبان سے نکلا۔ وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ (درشان غوث اعظم) بھی تصنیف کیا'' ۲

پیر پیراں، میر میراں، اے شہہ جیلاں توئی　　انس جان قدسیاں وغوث انس وجاں توئی
سر توئی، سرور توئی، سر راسرو ساماں توئی　　جاں توئی جاناں توئی جاں راقرار جاں توئی

حصول فیض کے لیے شیخ سے ارادت شرط ہے

مذکورہ واقعہ صاحب مزار کے تصرف اوران سے فیض حاصل کرنے کی بہترین مثال

۱ بعض جاہلوں نے اس عبارت کا غلط مفہوم نکالا۔ وہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب مطالعۂ بریلویت میں لکھتا ہے کہ امام احمد رضا نے زندگی بھر یا غوث ہی کہا اللہ کا کبھی نام تک نہ لیا اور حوالہ میں یہی مندرجہ بالا عبارت پیش کی ہے۔ یہ اس کی سخت جہالت ودھوکا دھڑی ہے۔ الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو قارئین بار بار پڑھیں کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ امام موصوف نے اللہ کا کبھی نام نہ لیا اور یا اللہ نہ پکارا۔ امام احمد رضا اللہ تعالیٰ اور غوث پاک کے درمیان تقابل نہیں دکھانا چاہتے ہیں اور کوئی مومن ایسا کر بھی نہیں سکتا بلکہ یہاں اپنے شیخ غوث اعظم اور دوسرے بزرگ کا تقابل ہے کہ وسیلہ سمجھ کر کسی بندے کو پکارنے کا وقت آیا تو اپنے پیر ہی کو پکارا دوسرے سلسلہ کے بزرگ کو نہیں۔ امام احمد رضا نے بیشمار مقامات پر اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے حقیقی طور پر فریاد کی ہے جس کے بیشمار شواہد آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً اسی الملفوظ حصہ اول ص ۱۹ پر امام احمد رضا فرماتے ہیں، آخر شب میں کرب بڑھا۔ دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی ''اللھم صدق الحبیب وکذب الطبیب'' اسی طرح شجرہ شریف میں اللّٰھم اور یاالٰہی کی تکرار ہے اس لیے یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ امام احمد رضا زندگی کی آخری سانس تک یہ کہتے رہے

''یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے　　یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے۔'' بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو۔

۲ الملفوظ حصہ سوم ص ۵۹۔۶۰ مرتبہ حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خان قدس سرہ۔

ہے نیز اس واقعہ نے پتہ دیا کہ اپنے پیر سے فیض و نفع پانے کے لیے ارادت وعقیدت کا کامل ہونا ضروری ہے نیز مرید کا ہمیشہ یہ گمان رکھنا کہ میرا پیر تمام اولیائے وقت سے اکمل و بہتر ہے۔ اگر مرید اس منزل پر پہنچ گیا تب ہی وہ مرید کامل وصادق ہے۔ چنانچہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے مذکورہ واقعہ کے بعد فرماتے ہیں،

> ''ارادت شرط اہم ہے بیعت میں، بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے۔ اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے، انہوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی چٹھی دیتا ہے، حضرت اس کو بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں، یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انہیں دیکھا اور انہوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا، ''هَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَکَ'' لاؤ کہ میں تمہاری عرضی پیش کروں۔ انہوں نے عرض کیا، " اَوَ شَيْخِيْ عَزَلُوْهُ " کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا۔ فرمایا" وَ اللّٰهِ مَا عَزَلُوْهُ وَلَنْ يَّعْزِلُوْهُ " ۔ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے۔ انہوں نے عرض کی ''تو میرا شیخ (غوث اعظم) کافی ہے''۔

آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں، قبل اس کے کچھ عرض کریں، حضور نے ارشاد فرمایا، " هَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَكَ " لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں (فرمایا اعلیٰ حضرت نے) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند''[1]

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

---

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ٦٠

مجدد اعظم نے ایک مقام پر فرمایا ہے، "اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے"۔[1]

شیخ سے ارادت اور حسن عقیدت کے ذریعہ فیوض و برکات حاصل کرنے سے متعلق مجدد اعظم قدس سرہٗ کا یہ پیغام بھی خاص طور پر دل کی تختی پر نوٹ کئے جانے کے قابل ہے۔

فرماتے ہیں،

"اصل کار حسن عقیدت ہے۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کے مثل تم کو فیض پہنچے گا، حسن عقیدت ہونا چاہیئے"۔[2]

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں　　آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا (حدائق بخشش)

ان شواہد سے ذہن پر یہ تاثر ضرور قائم ہوتا ہے کہ مجدد اعظم محدث عالم قدس سرہٗ کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات سے گہری عقیدت و ارادت اور بے پناہ عشق و محبت تھی۔ اور انہوں نے بارگاہ غوثیت میں نثر و نظم دونوں صورت میں گہرے تعلق و لگاؤ، بے پناہ عقیدت و احترام اور شیفتگی و وارفتگی کا گلدستہ پیش کیا ہے۔ جس سے حضرت محبوب سبحانی پیر لاثانی سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ الربانی کی عظمت و رفعت اور صولت و شوکت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جاتا ہے اور آپ کے حسن و جمال کے خدوخال ذہن و فکر میں بس جاتے ہیں۔

محبت غوث اعظم توشۂ آخرت ہے

امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہٗ الربانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ "تمام ائمہ فقہاء وصوفیہ۔ اپنے اپنے مقلدوں اور پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں جب ان کے مقلد کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامۂ اعمال کھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے، جب عمل تلتے ہیں، جب صراط پر چلتا ہے۔ غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال

[1] حوالہ مذکورہ ص ۶۱　[2] حوالہ مذکورہ ص ۶۲

ہوا، بعض صالحوں نے انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا جب منکر نکیر نے مجھ سے سوال کے لیے مجھے بٹھایا۔ امام مالک تشریف لائے اور ان سے فرمایا، ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے خدا اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے، الگ ہو اس کے پاس سے، یہ فرماتے ہیں، نکیرین مجھ سے الگ ہو گئے۔ اور جب مشائخ کرام صوفیہ قدست اسرارھم ہر ہول وسختی کے وقت دنیا وآخرت میں اپنے پیرؤوں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو ان پیشوایان مذہب کا کہنا ہی کیا جو زمین کی میخیں (کیلیں) ہیں اور دین کے ستون اور شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت پر اس کے امین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔"

محدث عالم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ عبارت اپنی مایۂ ناز کتاب حیاۃ الموات میں نقل کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں،

اللہ أکبر، اللہ أکبر و للہ الحمد ۔

حَسْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْ تُہٗ — یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ
دِیْنَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی — ثُمَّ اعْتِقَادِیْ مَذْھَبَ النُّعْمَانِ
وَارَادَتِیْ وَ عَقِیْدَتِیْ وَمَحَبَّتِیْ — لِلشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِ[1]

ترجمہ:۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے میرے لئے وہ نیکیاں وخوبیاں کافی ہیں جو میں نے تیار و جمع کی ہیں۔ وہ یہ کہ میں نے مخلوق میں سب سے بہتر ذات نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو اپنا لیا ہے پھر امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب (مذہب حنفی) پر اعتقاد رکھا ہے اور اس کا مقلد ہوں اور مجھے ارادت وعقیدت اور محبت حاصل ہے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اس کے بعد عقیدت ومحبت سے لبریز فارسی کے چند اشعار قلمبند کرنے کے بعد اخیر

[1] رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات مشمولہ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۲۹۰۔

میں یہ شعر لکھتے ہیں:

قادریت بکام ما کردند سنیت را گدائے میکدہ ایم
شیر بودیم و شہد افزودند ماسراپا حلاوت آمدہ ایم[1]

مطلب یہ ہوا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اللہ ورسول عزّوجلّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے بعد غوث اعظم سے ارادت قلبی، تعلقِ خاطر اور عقیدت ومحبت کو اپنی دنیا وآخرت کی زبردست پونجی سمجھتے ہیں اور نسبت قادریت کو اپنا مقصد حیات حتیٰ کہ قبر کی سخت ہولناک گھڑی میں اپنا سفارشی بناتے اور جس طرح شیخ ناصر الدین لقانی کے لئے سوال منکر نکیر کا جواب بنکر امام مالک قدس سرہٗ ان کی قبر میں تشریف لائے تھے اسی طرح امام احمد رضا سیدنا غوث اعظم کو اپنے۔ لئے سوال منکر نکیر کا جواب تصور کرتے ہیں۔ اس مفہوم کا اظہار ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں۔

نزع میں، گور میں، میزان پہ، سرِ پُل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا
دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا
رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث (حدائق بخشش)

ایک وہم اور اس کا ازالہ

مجھے خوب یاد ہے کہ چند سال قبل بعض کم عقلوں نے اپنے قصور فہم کے سبب سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہٗ پر بھونڈے انداز میں کیچڑ اچھالنا شروع کیا تھا اور یہ اعتراض کیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ امام احمد رضا نے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو بہت تعریف ومنقبت بیان کی اور مدح وستائش کی ہے مگر فلاں بزرگ کی تعریف کہیں نہیں کی جب کہ ان کی تعریف سب کرتے ہیں، ان کے در پہ سب جاتے ہیں اور یقیناً وہ مسلّم بزرگ بھی ہیں۔ میں نے کہا اگر فلاں بزرگ کی تعریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں میں نہیں ملتی تو

[1] یعنی ہمارے مشائخ کے کرم سے قادریت ہمارا مشرب رہا اور سنّیت ہمارا میکدہ، ہم دودھ تھے ہی اس پر شہد کا اضافہ ہوا، ہم تو سراپا حلاوت وشیرینی نکلے

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تعریف وتوصیف نہیں کی اور ان کی شان میں کوئی کلام نہ کہا بہت ممکن کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کی بھی تعریف وتوصیف کی ہو مگر آپ کا وہ کلام چھپ نہ سکا۔ کیونکہ آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھیں لیکن بہت ساری کتابیں اب تک چھپ نہ سکیں یا خرد برد ہوگئیں اور نہ آپ کا تمام شعری کلام ابھی تک مکمل چھپ سکا ہے۔

اس اعتراض و جواب کو جب میری ہمشیرہ مکرمہ نور جہاں خاتون قادری مریدۂ سیدنا ازہری میاں قبلہ (جو اپنی ذہانت و علمی صلاحیت کے اعتبار سے بہتوں پر فائق ہیں) نے سنا تو فرمایا، بات دراصل یہ ہے کہ ہندوستان میں فلاں بزرگ کو عوام وخواص سب جانتے ہیں ان کے در پہ بارہا حاضری بھی دیتے ہیں لیکن بہت ممکن ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ کو ہندوستان میں عوام کے درمیان شہرہ ومقبولیت کم رہی ہو اس لئے اعلیٰ حضرت نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کا زیادہ ذکر کرکے ہر دل میں اور ہر گھر میں آپ کی یاد پھیلادی تاکہ یہ تأثر ہو کہ فلاں بزرگ کو تو جانتے اور استفادہ کرتے ہی ہیں آستانۂ قادریت سے بھی ہندوستان کا ہر فرد بشر آشنا ہوجائے۔

یہ دونوں جواب یقیناً تشفی بخش ہیں [۱] اور ان کے اندر یک گونہ معقولیت بھی ہے مگر ان سے بھی زیادہ معقول اور منکرین فضل غوث ورضا کے لئے تسلی بخش جواب یہ ہے کہ چونکہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ مرید تھے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، اس میں بھی

---

[۱] میں نے اپنی ہمشیرہ موصوفہ کے مذکورہ جواب کو تشفی بخش ومعقول اس لیے کہا ہے کہ اس کی تائید دیگر تاریخ نگاروں اور محققین کے اقوال سے بھی ہوتی ہے۔ایک زمانے میں واقعی سلسلہ قادریہ کی طرف ہندوستان کے عوام کی توجہ کم رہی ہے اگر چہ علماء ومشائخ صوفیہ ہر زمانے میں سلسلہ قادریہ سے جڑے رہے ہیں۔ڈاکٹر مولانا غلام یحیٰ انجم مصباحی صدر شعبہ دینیات ہمدرد یونیورسٹی دہلی اپنی مایۂ ناز کتاب "ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا بانی کون؟" میں رقمطراز ہیں۔"اپنی کچھ انفرادی خصوصیات کی بنا پر سلسلہ چشتیہ کو زیادہ شہرت (ہندوستان میں) حاصل ہوئی۔عوام الناس کا اکثر طبقہ اسی سلسلہ سے وابستہ ہے سلسلہ قادریہ ونقشبندیہ سے (ہندوستان میں) اہل علم طبقہ وابستہ ہوا۔علماء کی بھاری اکثریت سلسلہ قادریہ سے متعلق ہے۔اور آج بھی علماء وفضلاء کے طبقہ میں جو مقبولیت سلسلہ قادریہ کو حاصل ہے دیگر سلاسل کو نہیں" (ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا بانی کون ص ۸)

بقیہ آئندہ صفحہ پر

سچے اور پکے مرید، متصلب وکٹر قادری تھے اور مشائخ کی طرح آپ کا بھی مشرب تھا کہ جب تک مرید اپنے شیخ کو اپنے لئے زمانے کے تمام بزرگوں سے افضل واعلیٰ نہیں جانے فیض نہ پائے گا۔ امام موصوف کے اس حسن عقیدت وارادت نے ہر موڑ پر فیضان غوث اعظم سے بہرہ ور کیا۔ دنیا کو یہ تو معلوم نہ ہوسکا کہ حضرت سیدنا غوث اعظم نے اعلیٰ حضرت کو کیا دیا اور کتنا دیا اور ان سے اعلیٰ حضرت نے کیا لیا مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کو اپنا نائب بنا کر نائب غوث الوریٰ سے مشہور انام کردیا، عاشق مصطفیٰ بنادیا، مجدد اعظم بنادیا، ۵۰؍ سے زائد علوم کا ماہر بنادیا اور صرف حضرت نہیں زمانے کا اعلیٰ حضرت بنادیا۔ اور فطرت ووفا شعاری کا تقاضا ہے کہ جس کا کھائے اس کا گائے۔ اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریفیں زیادہ کیں اور ان کے مقابلے میں دوسروں کی بہت کم۔ اس نمک حلالی کا اعتراف ایک جگہ یوں کرتے ہیں ؎

شعر:۔

من نمک پروردہ ام تا شیر مادر خوردہ ام　　　للہ المنۃ شکر بخش نمک خوراں توئی

اس حقیقت کو یوں سمجھئے کہ:

''تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا۔ خدام کو لانے کا حکم فرمایا۔ خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کے سامنے رکھا۔ ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینکدیا اور کہا

بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ کا۔ اور اسی کتاب کے اخیر میں ڈاکٹر موصوف یوں رقمطراز ہیں۔
''سلسلہ قادریہ کے اصول وضوابط اور اوراد واشغال چونکہ سخت ہوتے ہیں اس لیے اس کی طرف عوام نے کم، علماء نے زیادہ توجہ کی۔ شاید اسی وجہ سے اس سلسلہ کی شہرت عوامی انداز سے نہ ہوسکی۔ عدم تشہیر کی دوسری وجہ اس کیف وسرور کا فقدان بھی ہے جو وابستگان سلسلہ چشتیہ کو بذریعہ ''سماع'' حاصل ہے'' (حوالہ مذکورہ ص ۴۳) اور اسی کتاب کے ابتدائیہ میں قلم بند کرتے ہیں۔ ''سلسلہ قادریہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے جس کی شاخیں ہندوستان کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس ملک کی شاید ہی کوئی ایسی خانقاہ ہو جہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ قادری فیضان نہ پہنچا ہو۔ اس عظمت کے باوجود بھی ہمارے مصنفین اپنے قلم کا رخ نہ جانے کیوں اس سلسلے کی طرف نہ موڑ سکے، جبکہ ہندوستان کی سرزمین پر تصوف اور دیگر سلاسل سے متعلق خاطر خواہ کام سامنے آچکا ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص ۲)

اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا۔ خادم پہلے سے اچھا لایا۔ انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا۔ حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا۔ غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا، اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا۔ یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہوا۔ راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے، ملا تھا، اس کا گوشت کھا کر آئے تھے۔ قلندر حضور کے قدموں پر گرا۔ حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرما دیا۔ اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ ''میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی''۔ حاضرین نے کہا۔ بے وقوف! جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے۔ یہاںتک تو بالکل خالی آیا تھا۔ کہا، بے وقوف تم ہو، اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے، یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے۔ اس پر حضرت نے کہا، یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا، بھائیو! مرید ہونا اس سے سیکھو!''[1]

اس واقعہ میں صراحت ہے کہ حضرت محبوب الٰہی چشتی قدس سرہٗ العزیز نے قلندر مذکور کو سینے سے لگا کر بہت ساری نعمتیں عطا کیں مگر ان قلندر صاحب نے ایک مرتبہ بھی حضرت کی تعریف نہ کی اور شکریہ ادا نہ کیا بلکہ اپنے پیر و مرشد ہی کی تعریف کی اور انہیں کا شکریہ ادا کیا اور حضرت نے ان کے اس فعل کو برا نہ جانا بلکہ اسے سراہا اور آداب مریدین میں سے ان کے اس رویہ کو شمار کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر حال میں مرید کو اپنے پیر و مرشد کا شکریہ بجالانا چاہئے اور اٹھتے بیٹھتے اپنے شیخ ہی کو یاد کرنا چاہئے اور جو نعمت بھی کسی کے ذریعہ سے ملے اپنے پیر ہی کی عطا سمجھنا چاہیے یہی تو سیدنا اعلیٰ حضرت نے کیا ہے۔ اس لیے دل یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ آداب مریدین سیکھنا ہو تو ہر کوئی امام احمد رضا سے سیکھے۔ بلا شبہہ مجدد اعظم محدث عالم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دوسرے سلسلہ کے مشائخ کی تعریف اور منقبت خوانی کم

[1] الملفوظ حصہ اول ص ۱۳ ناشر قادری کتاب گھر بریلی شریف۔

بیان کر کے اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ثنا خوانی زیادہ کر کے بیعت وارادت کا معنی اہل خرد کے دل میں راسخ کر دیا ہے چنانچہ بیعت کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں،

''بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں'' ان مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دونگا۔ حضرت خضر علیہ وعلیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا''۔ [1]

جواب کا دوسرا رخ

علماء کرام ومشائخ صوفیۂ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں، سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ اور آپ کی عظمت اولیاء میں ایسی ہی ہے جیسے انبیاء میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

غوث اعظم درمیان اولیاء   چوں محمد درمیان انبیاء
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم)

آج دیکھا یہ جاتا ہے کہ تمام مسلمان خواص وعوام اپنے نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدحت زیادہ بیان کرتے ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بہت کم یا بیان کرتے بھی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ونعت کے ضمن میں۔ یہ اس لئے کہ ہم رسول دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں اور اس لئے کہ ان کا مرتبہ و عظمت اور شان ورفعت سب سے اعلیٰ وافضل ہے جن نبیوں کو جو ملا ان سے ملا، انہیں کے فیض سے وہ سب نبی بنائے گئے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وستائش اصالۃً

---

[1] الملفوظ حصہ دوم ص ۴۷ مرتبہ حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ۔

کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی ضمناً۔ اسی طرح مجدد اعظم امام احمد رضا محدث عالم نے دیکھا کہ ہم غوث اعظم سیدنا محبوب سبحانی کے مرید ہیں نسبت قادریت رکھتے ہیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ ودرجہ سارے مروجہ سلسلوں کے شیوخ سے اعلیٰ و برتر ہے اس لیے ان کی تعریف وتوصیف زیادہ اور مطابقی طور پر ہونی چاہیے اور دوسرے مشائخ کرام کی کم یا ضمنی طور پر۔ جیسے امام موصوف نے خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف کہیں تو صراحۃً کی ہے اور کہیں بواسطۂ غوث اعظم یوں،

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر — کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
بہر پایت خواجۂ ہنداں شہہ کیواں جناب — بل علیٰ عینی وراسی گوید آں خاقاں توئی
یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی — ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث

جب بات چھڑ گئی ہے عطائے رسول حضرت خواجۂ ہند اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یاد کی تو جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ سید ہیں اور شاہ کونین نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے اس اعتبار سے بھی آپ کی شرافت بلند وبالا اور آپ کی سیادت اعلیٰ ہے نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاملان طریقت وحاملان شریعت میں سے ہیں اور امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے مشہور ومعروف سلام میں تمام شہزادگانِ شاہ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو ان لفظوں میں یاد کرتے، تعریف وتوصیف بیان کرتے اور ان پر درود وسلام نچھاور کرتے ہیں:

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے — ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود — ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
کاملان طریقت پہ کامل درود — حاملان شریعت پہ لاکھوں سلام

پھر مجدد اعظم محدث بریلوی اپنے سلسلہ کے مشائخ کرام اور تمام شہزادگان رسول علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کے ذکر کے بعد بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کناں ہیں۔

تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

سوچئے تو سہی کہ اب بھی کوئی مجال دم رکھ سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فلاں مسلم بزرگ کی تعریف نہیں کی یا خواجۂ خواجگان علیہ الرحمۃ والرضوان کی توصیف نہیں کی اس لئے وہ موردِ طعن ہیں؟ (العیاذ باللہ) الحمدللہ یہ وہ کھلی شہادت ہے کہ اس کے بعد کسی دوسری شہادت کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات ہیں جہاں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا ذکر بڑی ممنونیت کے ساتھ کیا ہے۔

ہاں اگر یہ معترض اس مسلم بزرگ یا خواجۂ خواجگان کو اس شاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شہزادہ نہ جانے، صاحب مرتبہ واہل مکانت ومرتبہ سے تسلیم نہ کرے، بلند وبالا شرافت والا نہ مانے، اہل سیادت وسادات میں سے شمار نہ کرے، کاملان طریقت اور حاملان شریعت میں سے نہ مانے تو یہ اس کی اپنی سرشت کی بات ہوگی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس مسلم ولی یا خواجۂ خواجگان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات سے متعلق یہ اعتراض کر رہا ہے وہ بلا شبہہ سارے مسلمانوں کے نزدیک اور خود مجدد اعظم محدث بریلوی کی نظر میں شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے اور اہل مرتبہ ومکانت ہیں، اعلیٰ شرافت والے اہل سیادت ہیں، کاملان طریقت وشریعت سے ہیں اور جب وہ اس شان کے ہیں اور بلاشبہہ ہیں تو مجدد اعظم نے صریحاً ان کی تعریف وتوصیف کی، دلکش انداز میں مدح سرائی اور منقبت خوانی کی اور ان پر درود وسلام کا تحفہ نذر کیا بلکہ خواجۂ خواجگان علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیگر سادات کرام کو واسطہ بنا کر انہوں نے اپنے لیے رب العزۃ کی بارگاہ اقدس میں دعا بھی کی۔

حضور خواجہ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو غریب نواز کہا جاتا ہے اور ہر دور میں آپ کو اس نام سے پکارا گیا ہے کچھ بے عقل لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ محدث عالم امام احمد رضا قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ ان کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ امام موصوف حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی طرف سے سپر بن کر کھڑے ہوئے اور دلیل سے ثابت کیا کہ حضور خواجہ خواجگان ضرور غریب نواز ہیں۔ بلکہ بڑے ادب واحترام اور آداب والقاب کے

ساتھ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا نام لیتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۹ میں لکھتے ہیں،

''حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز ہیں''

اور ذیل المدعا شرح احسن الوعا میں دعاؤں کی قبولیت کے چوالیس مقامات گنائے ہیں ان میں انتالیسویں مقام پر دربار خواجۂ ہند کو امام اہل سنت موصوف نے شمار کیا ہے کہ یہاں بھی دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں،

''سی ونہم مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ''

(ذیل المدعا صفحہ ۳۲۔ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں نہایت مؤدب انداز میں حضرت خواجہ کو یاد کیا ہے اور آپ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہوا ہے،

''حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے''۔

(الملفوظ حصہ چہارم ص: ۴۳)

ان شواہد کے بعد اب کیا کوئی جرأت کرسکتا ہے کہ امام اہل سنت امام احمد رضا نے حضرت خواجہ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعریف نہیں کی یا معاذ اللہ انہیں حضرت سے بغض تھا اس لئے ان کا تذکرہ نہیں کیا؟

جواب کا تیسرا رخ

موجودہ مشہور سلسلے جتنے ہیں سب پر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض رہا ہے اور ہے خواہ سہروردیہ ہو یا نقشبندیہ یا چشتیہ تینوں سلاسل پر سیدنا غوث اعظم عبد القادر جیلانی کے فیضان کرم کا جھالا برسا ہے اور آپ ہی کی طفیل یہ تینوں سلسلے قائم ہوئے۔[۱]

چنانچہ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی رقمطراز ہیں،

''سلسلۂ قادریہ ایک ایسا عظیم الشان سلسلہ ہے جس کی شاخیں ہندوستان کے

---

[۱] تفصیل کے لیے دیکھئے تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ بحث حالات غوث اعظم مصنفہ مولانا عبد المجتبیٰ شہید مر

شرق و غرب اور شمال و جنوب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس ملک کی شاید ہی کوئی ایسی خانقاہ ہو جہاں بالواسطہ یا بلا واسطہ قادری فیضان نہ پہنچا ہو"۔ ؎

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سارے سلسلے پر حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیضان و احسان ہے۔ تمام سلسلے آپ کے فیض یافتہ اور احسان مند ہیں۔ آپ ولایت کے دریا ہیں اور باقی سلسلہ والے نہر و نالہ اور ہر نہر و نالہ اسی سمندر کا فیض یافتہ ہے۔ آپ آفتاب ولایت ہیں اور بقیہ ستارے اور ستارے آفتاب سے روشنی لیکر ہی چمکا کرتے ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہیں کمالات و اختیارات کی نشاندہی مجدد اعظم محدث بریلوی مندرجہ ذیل اشعار میں کرتے ہیں۔

کس گلستاں کو نہیں؟ فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

مزرع چشت و بخارا وعراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی
ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث

اور جب ثابت ہو چکا کہ تمام سلاسل پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے۔ سارے سلسلہ والے غوث اعظم کے محتاج و فیض یافتہ ہیں، کل سلسلہ نہر و نالہ ہے اور سلسلۂ قادریہ دریا و سمندر تو اسی لئے مجدد اعظم امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت سب کے فیض بانٹنے والے آقا غوث اعظم کی ہی زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ وہ تو امام احمد رفاعی جیسے اجلۂ اکابر کی

؎ ابتدائیہ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا بانی کون ص ۲۔

سنت ادا کرتے ہیں کہ ''حضرت امام موصوف کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے۔ عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے۔حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھ دیا۔اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرمارہے ہیں، جو بحر (سمندر) کے پاس ہو وہ جدول (نالہ) کو چاہے؟''[1]

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے جو فنافی الشیخ اور مستغرق فی محبۃ الشیخ ہو وہ معذور ہے۔وہ جب بھی زبان تعریف کھولے گا اپنے ہی شیخ ومرشد کے حق میں رطب اللسان رہے گا۔ یہ عیب نہیں یہ تو خوبی ہے، مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ کچھ گمراہ پیروں اور دیو کے بندوں نے جب یہ دیکھا کہ سلسلۂ قادریہ ورضویہ کو خوب خوب فروغ ہورہا ہے اور جاہل پیروں، بدنما فقیروں اور وہابیۂ زمانہ کا زوال ہوتا جارہا ہے تو انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا، اور یہ نہیں جانتے کہ اس سے خود خواجہ غریب نواز کا فیضان منقطع ہو جائے گا، اس ذلیل حرکت سے خود سلطان الہند ناراض ہوں گے، کیوں کہ غوث اعظم کی تعریف کس کی تعریف ہے۔ سرکار خواجۂ خواجگان حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی سرتاج کی تعریف ہے، پھر اس سے چین بہ جبیں ہونا اپنا ہی نقصان کرنا ہے اور وہابیہ کا تو کہنا ہی کیا ہے، ان کو وہابیت پھیلانے کے لئے کچھ نہ کچھ چاہئے ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بہت سے چشتی کمزور عقیدے بلکہ نام کے چشتی بنے ہوئے ہیں جن کو عقیدہ وعمل سے کوئی کام نہیں، محض خواجہ صاحب کے نام پر پیسہ کمانا ہے، ان کو بہکا کر اپنا بنانے لگے یہ بہکے اور بدعمل تو تھے ہی ان کے دام تزویر میں آگئے اور جو منھ میں آیا بکنے لگے، یہ نہ دیکھا کہ یہ کس کا نقصان ہے، یہ نہ دیکھا کہ یہ تو اپنی ہی جڑ کاٹنا ہے اپنے ہی دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، اپنا ہی سلسلۂ فیض بزرگان چشت سے ختم کرنا ہے۔

---

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ۷۵۔

نور سوم

قلوب انسانی پر غوث اعظم کا قبضہ وقدرت

رسالہ "فقه شهنشاه و إن القلوب بيد المحبوب بعطاء الله" کے آئینے میں

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے "حدائق بخشش" میں ایک شعر لکھا ہے جس کا ایک مصرعہ ہے۔

ع۔ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا۔ ؎

جس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا غوث پاک قدس سرہ کو ہم انسانوں کے خاطر یعنی دل پر قبضہ واختیار حاصل ہے۔آپ دلوں کو پلٹنے والے ہیں اور آپ قلوب انسانی پر تصرف فرماتے ہیں۔

اس پر سید آصف صاحب کانپوری نے اپنا شبہہ ظاہر کرتے ہوئے مجدد اعظم قدس سرہٗ سے سوال کیا کہ یہ مصرعہ "بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا" آپ نے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمایا ہے جب کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ وقدرت میں ہے اور وہی ذات مُقَلِّبُ القلوب ہے (یعنی دلوں کو پلٹنے والا وہی اللہ تعالیٰ ہے) لہٰذا یہ شعر شرعاً قابل ترمیم ہے۔ اور اگر صحیح ہے تو تسلی بخش جواب سے نوازا جائے۔ مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اس سوال کا جواب مفصل اور نہایت تشفی بخش دیا ہے جو آپ کے مایۂ ناز رسالہ "فِقْهُ شَهَنْشَاه وَاَنَّ الْقُلُوْبَ بِيَدِ الْمَحْبُوْبِ بِعَطَاءِ اللّٰه" کی شکل میں کئی صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ قدرت واختیار کے دو معنی ہیں۔ ایک حقیقی دوسرا عطائی معنیٰ حقیقی کے لحاظ سے قدرت واختیار اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ وہی دلوں اور دیگر اشیاء پر قادر ومختار ہے۔ اس معنیٰ حقیقی کے اعتبار سے کسی نبی وولی کو دلوں پر قبضہ وقدرت نہیں اور نہ

؎ غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا (حدائق بخشش)

کسی کو مقلب القلوب (دلوں کو پلٹنے والا) کہا جا سکتا ہے۔

اور معنی عطائی کے اعتبار سے فرشتوں، انبیاء کرام اور اولیائے عظام کو قلوب انسانی پر ضرور قبضہ و اختیار حاصل ہے۔ کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے اپنے مخصوص بندوں کو یہ قوت و طاقت بخشی ہے اور اس قادر مطلق نے انہیں ضرور قدرت و اختیار عطا فرمایا ہے۔ اس لیے عطائی مان کر حصول قدرت و اختیار یا مقلب القلوب کا اطلاق غیر اللہ (یعنی انبیاء و اولیاء) پر جائز و درست ہے۔

بات سمجھنے اور ماننے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مُقلّبُ القلوب (دلوں کو پلٹنے والا) ہے اور سب کے دلوں پر بلکہ کائنات کے ذرے ذرے پر اسی کا قبضہ و اختیار ہے اور یہ حق و مسلم بھی ہے کہ اللہ رب العزت ہر شئی پر قدرت و اختیار والا ہے نیز وہ معطی ہے کہ جسے چاہتا ہے عطا و بخشش فرماتا ہے۔ اس کی قدرت و طاقت لا محدود ہے اور اس کی عطا کا دروازہ بھی وسیع و کشادہ ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مسدود یعنی ہمیشہ کھلا ہے۔ اس کے جود و بخشش اور عطا پر کوئی بندش و روک نہیں اور جب اس کی قدرت میں کوئی کمی نہیں اور نہ اس کی عطا محدود و مسدود تو وہ اپنے فضل سے اپنے ولیوں کو عموماً اور سیدنا رسول اکرم و سیدنا غوث اعظم کو خصوصاً دلوں پر قبضہ و اختیار عطا فرمائے تو اس میں کیا بعد ہو سکتا ہے؟ بلکہ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اس قادر مطلق نے اپنے محبوبوں کو انسان کے جسموں، آنکھوں، کانوں، ہاتھ پاؤں بلکہ کائنات کی دیگر چیزوں پر بھی قدرت و اختیار دیا ہے۔

اس دعوی کو سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مذکورہ کتاب میں کئی آیتوں اور حدیثوں سے بڑے ہی دلنشیں انداز میں ثابت کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں رقمطراز ہیں۔

"الحق، اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ ہی مُقَلِّبُ القلوب ہے۔ سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطا کا بابِ وسیع مسدود (بند) "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" (پ: ۲ رکوع: ۹) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے "وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْراً" (پ ۱۵ رکو ۲۴) اور تیرے

رب کی عطا پر روک نہیں۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے۔

"وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَن يَّشَآءُ" اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے وہ قبضہ وقابو دیتا ہے۔ اس کا اطلاق (بلا قید ہونا) اجسام، ابصار، اسماع وقلوب سب کو شامل ہے۔ وہ اپنے محبوبوں کو جس کو چاہے دست و پا پر قدرت دے۔ چاہے چشم و گوش پر چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ (فرشتے) دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے۔ نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے، ضرور یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے کیا معنی؟ قال اللہ تعالیٰ، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا" (پ ۹ رکوع ۱۵)

جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے"۔

جاننا چاہیے کہ دل میں فرشتہ کا ایک اثر وتصرف ہوتا ہے۔ فرشتے اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور قلوب انسانی میں الہام والقا کرتے رہتے ہیں۔ اس کو لمۂ ملکی کہتے ہیں۔ اور شیطان کا بھی ایک تصرف واثر ہوتا ہے وہ بھی اپنا کام کرتا ہوتا ہے اور دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔ اس کو لمۂ شیطانی کہتے ہیں۔ ان دونوں لمہ کا ذکر حدیث میں ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"قلوب انسان میں شیطان کا لمہ (اثر) ہے اور فرشتہ کا بھی لمہ (اثر) ہے شیطان کا اثر تو مصیبت سے ڈرانا اور حق کا جھٹلانا ہے۔ لیکن فرشتہ کا اثر خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرنا ہے"۔[1]

دلوں پر غوث اعظم ودیگر اولیاء کے قبضہ جمانے کی حکمت

مجدد اعظم قدس سرہٗ اس لمۂ شیطانی اور لمۂ ملکی کی وضاحت اور سیدی عبد العزیز قدس

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۔

سرہٗ کے فرمان عالی سے غوث اعظم و دیگر اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے قلوب انسانی پر قبضہ وقدرت کے ثبوت پر استدلال کرتے ہوئے رسالہ مذکورہ میں رقمطراز ہیں!

''لمۂ شیطانی ولمۂ ملکی دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں۔ پھر اولیائے کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محلِ انکار ہے؟ حضرت علامہ سجلماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''کتاب ابریز'' میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''عوام جو اپنے حاجات میں اولیائے کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت (مدد طلب) کرتے ہیں نہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگالیا ہے کہ دعاء میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہوجاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا''۔[1]

جب حدیثوں سے ثابت کہ فرشتوں کو دلوں میں تصرف کا حق وقدرت ہے اور قلوب عوام میں شیاطین کو تصرف حاصل ہے تو یہیں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ مثل حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قلوب انسانی پر تصرف و اختیار اور قبضہ وقدرت حاصل ہو تو اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب آیئے روایات و دلائل کے جھروکے سے دلوں پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف واختیار اور قبضہ وقدرت ملاحظہ کیجئے اور مجدد اعظم محدث بریلوی کی زبانی ثنائے غوث اعظم سے متعلق آٹھ حدیثوں کی عطر بیزیوں سے اپنے مشام جان کو معطر کیجئے [2]

---

[1] فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ ص ۴۹۔۵۰۔

[2] رسالہ مذکورہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت نے پہلے سات حدیثیں ذکر کی ہیں پھر تبرکاً وافادتاً ایک حدیث کا اخیر میں اور اضافہ کیا ہے اس لیے کل آٹھ ہوگئیں

دلوں پر غوث اعظم کے اختیار وقدرت پر آٹھ حدیثیں

حدیث اول (روایت)

غوث نے دل کو تمام خطرات سے پاک کیا

قلوب پر غوث اعظم کے قبضۂ وقدرت اور تصرف ودسترس کو سوانح وسیرت غوث اعظم کی کتابوں سے سات حدیثوں کے ذریعے سے ثابت کرتے ہوئے مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور سنئے: مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کتاب مستطاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں،

شیخ جلیل صالح مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے صالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر کی تعلیم فرمائیں۔ میں بغداد گیا۔ جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلّے خلوت میں بٹھایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اے صالح! ادھر کو دیکھ، تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی کعبۂ معظمہ۔ پھر مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی، میرے پیر ابو مدین۔ فرمایا۔ کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے کہا، اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا، ایک قدم میں جانا چاہتا ہے۔ یا جس طرح آیا تھا۔ میں نے عرض کی، بلکہ جس طرح آیا تھا۔ فرمایا یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا، اے صالح! اگر فقر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے۔ اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عینُ السّر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ کو مٹا دے۔ لوح دل بالکل پاک وصاف

کرلے۔ میں نے عرض کی، اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔"

مجدد اعظم اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ایک فِٹ نوٹ لگاتے ہیں:

"دیکھئے خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرمادیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لیئے۔"

دوسری حدیث

پھر مجدد اعظم قدس سرہٗ اس واقعہ کو امام اجلّ علامہ ابوالحسن لخمی شطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مایۂ ناز کتاب بہجۃ الاسرار شریف کے حوالہ سے بھی ثابت کرنے کے بعد مرقوم فرماتے ہیں:

سینہ پر ہاتھ مارنے سے نور کی کرن پھوٹ پڑی

"اور سنیئے: اس حدیث جلیل میں ہے کہ جب حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہٗ نے فرمایا:

"یونہی میں بھی ایک روز حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا۔ حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرصِ (ٹکیہ) آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا۔ اور اسی وقت سے میں نے حق کو پالیا۔ اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔"

تیسری حدیث

منہ مانگی عطا اور حق و باطل میں تمیز کا نور چمکا

اور سنئے: امام ممدوح (امام ابوالحسن شطنوفی) اسی بہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی،

''ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیقی بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان کیا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب (اور جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا:

"لِيَطْلُبْ كُلٌّ مِنكُمْ حَاجَةً أُعْطِيْهَا لَهُ۔" تم میں ہر ایک ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں۔ (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں)

حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔

ترجمہ:- ہم ان اہل دین و اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں، تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

''خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا دیا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی عطا مل جائے کہ واردات قلبی میں تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں۔'' (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں)

''اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا۔ حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا، فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔''

چوتھی حدیث

علم کلام سینے سے نکال کر علم لدنی بھر دیا

"اور سنئے: امام ممدوح اسی کتاب جلیل میں اسی سند عالی سے راوی کہ ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلۂ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا۔ میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا، اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ دیکھو! ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے۔ میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے، میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا۔ اے عمر! تم نے علم کلام میں کونسی کتاب حفظ کی ہے۔ میں نے عرض کی، فلاں فلاں کتابیں۔ حضور نے دست مبارک میرے اوپر پھیرا۔ خدائے تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا۔ تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا، "ملک عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے۔ یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجۂ شہرت کو نہ پہنچے گا۔"

اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں،

''حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہِ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں،

''میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلّے میں بٹھایا تھا۔ چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اوران کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر (آدمی کی بھیڑ) جمع ہے۔ حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کروہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں۔ اور لوگ لوٹ رہے ہیں۔ جب جواہر کی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ گویا چشمے سے ابل رہے ہیں۔

دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا، جو تم نے دیکھا وہ حق ہے اور اس جیسے کتنے ہی۔ یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں۔ یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم''۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد مجدد اعظم عاشق غوث الوریٰ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ دلوں پر غوث اعظم کے اختیار وقدرت کا یوں نتیجہ قلم بند کرتے ہیں:

''اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ۔ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں''۔

پانچویں حدیث (روایت)

سینے سے علم کا سلب کرنا پھر عطا بھی کر دینا

''اور سنئے: امام ممدوح (امام ابوالحسن شطنوفی) اسی کتاب جلیل الفتوح میں اسی سند عالی سے راوی:

''ہم سے شیخ صالح ابو عبد اللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا۔ فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں۔ ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انہیں جواب سے بند کردیں۔ یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں، میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لئے۔ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینۂ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدائے تعالیٰ نے چاہا۔ اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلّانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پر نور کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا۔ حضور پر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینۂ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادیئے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا، یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے،

جب ہم وہاں بیٹھے، جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہوگیا۔ ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا۔ جب حضور نے ہمیں اپنے سینۂ مبارک سے لگایا، ہر ایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔''

ان جواہر پارے کو صفحۂ قرطاس پر لانے کے بعد مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ رقم فرماتے ہیں: ''اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرما دیں۔''

چھٹی حدیث

تمام اولیاء کے قلوب غوث اعظم کے ہاتھ میں

''اور سنئے! امام ممدوح اسی کتاب مبارک (بہجۃ الاسرار) میں اسی سند جلیل سے راوی کہ:

ہمیں شیخ ابوالحسن ابہری وابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی۔ ان دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں ۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے۔ میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا،

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب واحوال پر تصرف بخشا ہے، چاہیں روک لیں، چاہیں چھوڑ دیں۔''

مجدد اعظم اس کے بعد قدرت غوث اعظم کے بارے میں نتیجہ اخذ کر کے رقم فرماتے ہیں،

''کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے''۔

ساتویں حدیث

تمام انسانوں کے دل غوث کے ہاتھ میں

"اور سنئے اور سب سے اجل و اعلیٰ سنئے: امام ممدوح قدس سرہ اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت کرتے ہیں کہ:

شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انہیں عارف باللہ حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انہیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ پندرہ جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا۔ راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا۔ میں اپنے جی میں کہا، سخت تعجب ہے۔ ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے۔ آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا۔ یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معاً لوگ تسلیم و مُجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے۔ میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا۔ یعنی دولت قرب تو نصیب تھی۔ یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا اور ارشاد کیا، اے عمر! تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی۔

اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِيَدِيْ اِنْ شِئْتُ صَرَفْتُهَا عَنِّيْ وَ اِنْ شِئْتُ اَقْبَلْتُ بِهَا اِلَيَّ۔ یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

رضی الله تعالیٰ عنه ورحمنا به وجعلنا له و به واليه ولم يقطعنا بجاهه لديه۔ آمين

یہ حدیث کریم بعینہ انہیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہٗ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

”ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود گردانم واگر خواہم روئے در خور کنم۔“

(تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں)

یہی تو اس سگ کوئے قادری (احمد رضا بریلوی) غفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا۔

ع۔ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا۔

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر   کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدۂ مبارک (جو حدائق بخشش میں ہے) کے وصل چہارم میں ان اشقیاء (بدبختوں) کا رد تھا جو حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا۔ اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے۔

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم وشکیبائی دوست

اور اس آیت کریمہ کا اتباع ہے کہ:

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ" (پ:۷، رکوع: ۱۰)

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرما دیتا تو تو نادان نہ بن۔ اب اس کلام کو ایک حدیث

مفیدِ مسلمین ومحافظِ ایمان ودین پر ختم کریں۔

امام ممدوح (ابوالحسن شطنوفی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا۔ میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں۔ میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوتا ہے تو کام کرتا ہوں اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا اور خون بہا مددگاروں پر۔ تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمہاری دنیا وآخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی میں تمہیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھے ہو۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو۔ تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے۔ اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے؟ مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔ انتہیٰ"۔ [۱]

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں، ایسی کر — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
فیض عالم امّی سے تجھ پر — عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

---

[۱] فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ ص از ۵۰ تا ۶۴۔

نور چہارم

غوث اعظم اور صلوٰۃ غوثیہ

صلوٰۃ غوثیہ جس کو صلوٰۃ الاسرار بھی کہا جاتا ہے۔ اس نماز کی بہت زیادہ فضیلتیں وارد ہیں اور واقعی جب بھی کسی کو مشکل درپیش ہو یا دینی یا دنیوی حاجت درپیش ہو اور اس نماز کو اسی ترکیب سے پڑھ کر جیسا کہ مشائخ کرام نے بتایا ہے دعاء کی جائے تو فوراً مشکل حل اور حاجت پوری ہوتی ہے۔ اس نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ملا علی قاری نے ''نزہۃ الخاطر الفاتر'' میں اس نماز کی ترکیب لکھ کر فرمایا، وَقَدْ جُرِّبَ مِرَارًا فَصَحَّ۔ یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا، درست نکلا۔ [۱]

مجدد اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں،

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں ۔۔۔ آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا (حدائق بخشش)

نماز غوثیہ کا طریقہ

اس نماز غوثیہ مبارکہ کی پوری ترکیب، کیفیت اور طریقہ مجدد اعظم نے اپنی عظیم کتاب ازہار الانوار میں تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

جس شخص کو دینی یا دنیوی حاجت درپیش ہو وہ مغرب کی نماز فرض اور سنتوں سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز غوثیہ [۲] کی نیت سے قرب الٰہی کے لئے اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ہدیہ پیش کرنے کے لئے پڑھے مگر اس نماز کے لئے تازہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

---

[۱] نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبد القادر ص ۶۱ بحوالہ جاء الحق ج ۱ ص ۲۹۱۔

[۲] صلوٰۃ غوثیہ میں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت غوث الثقلین سے استعانت وتوسل ہے اس لیے منکرین توسل نے اس نماز کا انکار کیا اور طرح طرح سے اعتراض کیا ہے مگر یہ نماز خود غوث اعظم کے فرمان سے ثابت ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں آ رہا ہے بلکہ منکرین توسل اور وہابیہ کے سرغنہ ابو الحسن علی ندوی نے ''ارکان شریعت'' کے حاشیہ میں یہاں تک بہتان طرازی کی کہ ''یہ نماز بغداد کی طرف رخ کر کے پڑھی جاتی ہے'' بقیہ آئندہ صفحہ پر

اور اگر پہلے کچھ صدقہ دیدیں تو محبوب و پسندیدہ ہے تا کہ جلد مقصد حل ہو اور بلاٹل جائے اس نماز کی دونوں رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ جو قرآن سے یاد ہو وہ پڑھے۔ اگر **قل ھو اللہ** شریف گیارہ بار پڑھے تو احسن و بہتر ہے۔ حسب دستور نماز پوری کرے پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر سات مرتبہ آیت الکرسی یا سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ حمد الٰہی کی نیت سے یا تین مرتبہ **الحمد للہ** پڑھ لے بعدہ گیارہ مرتبہ درود غوثیہ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَآلِہٖ الْکِرَامِ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ وَاُمَّتِہِ الْکَرِیْمَۃِ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ** پڑھے۔ پھر اپنے دل کو مدینہ کی طرف متوجہ کر کے گیارہ بار کہے۔ **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمِدَّنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ** پھر عراق کی طرف درمیانی چال سے گیارہ قدم چلے خشوع وخضوع اور ادب ملحوظ رکھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ خیال کرے کہ گویا میں بغداد میں حاضر ہوں اور سرکار غوث اعظم کا روضہ میرے سامنے ہے اور سرکار اس میں قبلہ رو آرام فرما ہیں اور یہ بھی کہ ان کے کرم پر اعتماد و بھروسہ رکھے اور یہ تصور جمائے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے ہیں اور ہر قدم پر یہ کہتا جائے:

یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَ اَمِدَّنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر عراق ہی کی طرف رخ کئے اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کرے کہ **یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ**۔ تین بار پڑھے اور پھر **یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام** پڑھ کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا غوث

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ کا)[1] حالانکہ یہ نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح قبلہ رخ ہو کر ہی پڑھی جاتی ہے ،بغداد کی طرف رخ کر کے نہیں۔ مگر وہابیہ کی کیا شکایت اس کا پورا مذہب ہی افتراء و بہتان پر مبنی ہے۔ پیر طریقت مولانا حامد القادری ویشالوی نے ابوالحسن علی ندوی کی مذکورہ عبارت پڑھنے کے بعد کئی جوابی رجسٹریاں ابوالحسن علی کے پاس بھیجیں کہ آپ نے لکھا ہے کہ یہ نماز بغداد کی طرف رخ کر کے پڑھی جاتی ہے آخر آپ نے سنیوں کی کس کتاب میں یہ لکھا دیکھا ہے یا کس سنی مسلمان کو بغداد کے رخ پر نماز پڑھتے دیکھا مگر کسی خط کا جواب اس نے نہیں دیا مولانا موصوف کا بیان ہے کہ اس سلسلے میں میں لکھنؤ بھی پہنچا اور اس کے پاس خبر بھجوائی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ 'آنانکہ دجال احول شود کے جواب دہد'۔ آج اسی وہابی کو اس کی قوم سر پر اٹھائے پھر رہی ہے۔ اور اس کی تحقیقی صلاحیتوں کا ڈھنڈورا پیٹتی اور اس کو روشن خیال ثابت کرتی نظر آرہی ہے۔ ان کا مفکر و محقق ایسا ہی جھوٹا ہوتا ہے پھر عوام کا کیا پوچھنا۔

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر اپنے مطلب کی دعاء رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کرے۔ اخیر میں تین مرتبہ آمین کہے پھر تین مرتبہ درود وحمد شریف ان الفاظ میں کہہ کر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، ختم کرے۔دعا کے وقت بکوشش روئے اور آنسو بہائے اور اگر رونا نہ آئے تو رونا سا منہ بنا لے (تلخیص از ازہار الانوار)

قضائے حاجات اور حل مشکلات کے سلسلہ میں احسن الوعاء لآداب الدعاء کے ذیل میں مجدد اعظم نے کئی ترکیبیں لکھی ہیں ان میں دسویں نمبر پر اس نماز کو قلمبند فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"**ترکیب دھم:** امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہٗ العزیز بہجۃ الاسرار شریف میں بسند صحیح حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں۔"مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ" جو کسی سختی میں میری دوہائی دے وہ سختی دور ہو جائے۔وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِجَتْ عَنْہُ اور جو کسی مشکل میں میرا نام لے کر ندا کرے، وہ مشکل حل ہو جائے۔وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ اور جو کسی حاجت میں اللہ عزوجل کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت روا ہو جائے۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ، سورۂ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔"وَیَذْکُرُنِیْ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خَطْوَۃً وَ یَذْکُرُ اِسْمِیْ وَیَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تُقْضٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔" اور مجھے یاد کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیتا جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالیٰ پوری ہو۔

یہ مبارک نماز اس سلطان بندہ نواز (غوث اعظم) سے اکابر ائمہ دین مثل امام ابن جہضم و امام یافعی و مولینا علی قاری و مولینا شیخ محقق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

نے نقل وروایت فرمائی الخ''۔ ۱

یہ وہ نماز ہے کہ اس کے فوائد و برکات کے پیش نظر ہر قرن میں بزرگان دین نے اسے اپنا معمول بنایا ہے اور خود حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اس کے عامل تھے،

نماز غوثیہ کا ثبوت

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر و باہر ہے کہ اس نماز کی اجازت خود غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے اور آپ ہی کے ارشاد کی بنیاد پر یہ نماز رائج ہوئی۔ اور اکابر امت نے اپنی پریشانی کے وقت اس نماز کو پڑھا اور دینی و دنیوی فوائد سے ہمکنار ہوئے۔ اس نماز کے ثبوت کے لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے بعد پھر کسی دوسری دلیلِ ثبوت کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے کہ آپ مسلم بزرگ، قطب اور غوث بلکہ غوث الاغواث ہیں۔ اس کے باوجود اولیاء کرام سے دشمنی رکھنے والے بد مذہبوں اور بدعتیوں کو اس نماز سے انکار ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نماز کا کہیں ثبوت نہیں ہے اور یہ نماز غلط ہے۔ اس لئے دہلی کے ایک صاحب مولینا محمد عمر نے مجدد اعظم قدس سرہٗ سے رابطہ قائم کیا اور یہ سوال کیا کہ

صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے یا نہیں؟ زید اس کی روایت کو بے اصل بتاتا ہے۔

اس کا جواب مجدد اعظم نے کتاب مستطاب انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار میں ۲۸ صفحوں پر مشتمل دیا ہے جو فتاویٰ رضویہ جلد سوم کے جہازی سائز کے اوراق میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے ناقابل انکار دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ اس نماز کی روایت یقیناً صحیح وثابت ہے، ہرگز غلط نہیں۔ اور ہر دور میں علماء و مشائخ کے معمولات میں رہی ہے۔ انہوں نے خود پڑھی اور دوسروں کو پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا یہ صحیح وثابت، مجرب و مقبول ہے۔ آپ لکھتے ہیں،

''فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمول

---

۱ ذیل المدعا لا حسن الوعاء لآداب الدعاء ص ۹۸۔ رضا اکیڈمی بمبئی

اور قضائے حاجات وحصول مرادات کے لیے عمدہ طریق مرضی ومقبول اور حضور پرنور غوث الکونین (دونوں جہاں کے غوث) غیاث الثقلین (جن وانس کے مددگار) صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول۔ اجلہ علماء واکابر کملاء اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر (ثابت وبرقرار) مسلم، معتبر رکھتے آئے۔ امام اجل (بزرگی والا) ہمام (سردار) اَبجل (معزز) سیدی ابوالحسن نورالدین علی ابن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخِ علماءِ الہند شیخ محقق مولینا عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ "زبدۃ الآثار لطیف" (پاکیزہ ولطف والی کتاب) میں اور دیگر علماء کرام، کملائے عظام (عظمت والے کاملین) رحمھم اللہ تعالیٰ اپنے اپنے اسفار منیف (بلند مرتبہ کتابوں) میں اس جناب ملٰئک رکاب (غوث اعظم) رضوان العزیز الوہاب سے راوی وناقل کہ (آپ کا) ارشاد:

مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ (زِیْدَ فِیْ رِوَایَةٍ) بَعْدَ الْمَغْرِبِ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَةَ مَرَّةً (ثُمَّ اتَّفَقُوْا فِی الْمَعْنٰی وَاللَّفْظُ لِلْاِمَامِ اَبِی الْحَسَنِ قَالَ) ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِهَةِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَةَ خُطْوَةً وَ یَذْکُرُ اِسْمِیْ وَ یَذْکُرُ حَاجَتَهٗ فَاِنَّهَا تُقْضٰی (زاد الشیخ) بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ کَرَمِهٖ (وقال آخر) قَضَی اللّٰهُ تَعَالٰی حَاجَتَهٗ

جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ (گیارہ) بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد کرے اور اپنی حاجت ذکر کرے۔ تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالیٰ پوری ہو۔

حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل وارشاد فرمایا اور امام یافعی بَلَّ اللّٰهُ تُرْبَتَهٗ (اللہ ان کی قبر کو بارش رحمت

سے تر کرے) تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پرنور غوث اعظم صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الاکرم وعلیہ وسلم کے اصحاب کرام عَطَّرَ اللّٰہُ ضَرَائِحَهُمُ الْقَادِسَةَ (اللہ ان کی پاک قبروں کو معطر کرے) اس نماز کو عمل میں لائے۔"[1]

چند سطر کے بعد مجدد اعظم قدس سرہٗ اس نماز کے انکار ورد کرنے والے کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"پھر یہ مقبولانِ خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر ردوایراد اگر انجانے سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں (جلا دینے والی آگ) وبلائے بے درماں (وہ بلا جس کا علاج نہ ہو) وقہر بے اماں ہے جس کا مزہ اس دار الغرور والالتباس (دنیا) میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے۔ اَلَا اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (آگاہ ہو جاؤ ان لوگوں کے وعدے کا وقت صبح ہے، کیا صبح قریب نہیں ہے؟۔ ع۔)

حضور (غوث اعظم) خود ارشاد فرماتے ہیں:

"تَكْذِيْبُكُمْ لِيْ سُمٌّ قَاتِلٌ لِاَدْيَانِكُمْ وَسَبَبٌ لِّذِهَابِ دُنْيَاكُمْ وَاُخْرٰيكُمْ"

میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا وعقبیٰ دونوں کی بربادی ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ") [2]

ثبوت کا دوسرا رخ

شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے "القول الجمیل" میں اپنے اور اپنے پیران سلسلہ کے آداب طریقت اور ریاضت ومجاہدہ کے مختلف اشغال واعمال کی نسبت لکھا ہے

لَمْ يَثْبُتْ تَعْيِيْنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ " یہ خاص آداب واشغال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے۔ (اس کے باوجود یہ آداب واعمال جائز ودرست ہیں)

---

[1] فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۲۱۔۵۲۲ ملخصاً۔ رسالہ 'انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار'

[2] فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۲۳۔ رسالہ 'انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار'

اسی کتاب میں تصور شیخ کا طریقہ لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے،

''تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطۂ شیخ ہے۔ جب شیخ (پیر) کی صحبت میں ہوتو (مرید) اپنا دل اس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہوتو اس کی صورت کا اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے۔ جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔'' (ملخصاً)

اس کے ترجمہ شفاء العلیل میں خرم علی نے شاہ عبدالعزیز سے نقل کیا،

''حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ ترقریب ہے۔''

اسی طرح شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ حاشیہ القول الجمیل میں ذکر واذکار اور اشغال کے وقت جلسات یعنی مخصوص طریقے پر بیٹھنے اور ہیأت یعنی مخصوص حالت و کیفیت سے پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں،

''اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات و ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں، مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الیٰ قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔''

اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتا ہے،

''ہر قرن و صدی کے لئے مناسب اعمال و اشغال الگ الگ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اکابر طریقت میں سے ہر وقت کے محققین نے اشغال کی تجدید میں کوشش کی ہے اور جس وقت جیسی مصلحت دیکھی ویسا ہی طریقہ ایجاد کیا۔'' (ملخصاً)

یہ وہ افراد ہیں جن کو وہابیہ و دیو بندیہ اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں۔

سطور بالا کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیئے صلوٰۃ غوثیہ پر نظر ڈالیں۔

فرقۂ وہابیہ اس نماز کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس میں گیارہ قدم عراق (بغداد) کی طرف چلا جاتا اور غوث اعظم کو پکارا جاتا ہے تو اس کا ثبوت نہ دور رسالت سے ملتا ہے اور نہ صحابہ و تابعین کے دور سے لہٰذا یہ بدعت و ناجائز ہوا۔

اسماعیل دہلوی وغیرہ کی مذکورہ عبارتیں نقل کر کے مجدد اعظم قدس سرہٗ یہ فرماتے ہیں کہ ان سب کو تم لوگ اپنا امام وپیشوا جانتے ہو اور انہیں لوگوں نے ایسے اعمال واشغال کا احداث واختراع کیا (یعنی ایجاد کیا اور گڑھا) جن کے بارے میں خود ہی فرمایا کہ ان کا ثبوت نہ دور رسالت میں تھا نہ دور صحابہ وتابعین میں تو ان لوگوں کی بات محض اس لئے مان لیتے ہو کہ یہ تمہارے پیشوا ہیں اور تمہارے نزدیک ان سب کا احداث واختراع (نئی چیز ایجاد کرنا) مقبول ومسلم ہے لیکن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قضائے حاجت کے لئے نماز کی مخصوص تعلیم فرمائی تو تم اسے بدعت وناجائز ٹھہراؤ! کتنے افسوس اور ولی دشمنی کی بات ہے۔ یہ فرق آخر تم نے کیوں کیا اگر ناجائز وحرام ہی کہنا ہے تو وہ بدعات ومحدثات جو تمہارے ان پیروں نے کئے انہیں بھی حرام کہو اور اگر ان کے محدثات (نوایجاد چیزیں) واحداث واختراع کو جائز وحلال مانتے ہو تو صلوٰۃ غوثیہ وغیرہ کو بھی مانو۔

لیجئے اس بحث کو خود مجدد اعظم کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ رقمطراز ہیں،

"سبحان اللہ! ان صاحبوں (اسماعیل دہلوی وغیرہ) کے یہ احداث واختراع (نئی بات گڑھنا) سب مقبول ہوں اور ناجائز وبدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجت کے لئے ارشاد فرمائی ہے۔

ع ۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

حق جلّ وعلا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جناب میں معاذ اللہ بدعقیدہ نہ کرے۔ خصوصاً حضور سید المحبوبین مطلوب المطلوبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین، آمین" [1]

غوث اعظم کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے

ادب وسعادت مندی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی بارگاہ میں خشوع وخضوع یعنی فرمانبرداری وعاجزی کے ساتھ پیش آیا جائے۔

[1] تلخیصاً از فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۴۶۔۵۴۷ سنی دار الاشاعت مبارکپور۔

اسی طرح خشوع وخضوع کے ساتھ نماز غوثیہ پڑھنے کے بعد جو گیارہ قدم غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی طرف جانب بغداد چلے جاتے ہیں ان میں بھی خشوع وخضوع ملحوظ رہنا چاہئے۔ مگر نماز غوثیہ کے مانعین نے یہ کہا ہے کہ کسی ولی کے مزار کی طرف تعظیم کے طریقے پر چلنا اور خشوع وخضوع بجالانا درست نہیں۔ خضوع وخشوع صرف اللہ کے لئے ہے دوسرے کے لئے نہیں۔ اس لئے صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ پڑھنا اور اس کے بعد گیارہ قدم خشوع کے ساتھ چلنا غلط ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مجدد اعظم قدس سرہٗ نے لکھا کہ اللہ والوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے اور ان کے لئے خشوع وخضوع بجالانا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خشوع وخضوع بجالانا ہے۔ لٰہذا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم اور ان کے لیے خشوع وخضوع بجالانا اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ٹھہری اور اسی ذات عظیم کے لیے خشوع وخضوع ہوا۔ پھر مجدد اعظم نے اپنے اس مدعیٰ کو کئی حدیثوں اور اقوال علماء ومشائخ سے ثابت کیا ہے۔ جو فتاویٰ رضویہ جلد سوم کے جہازی سائز میں قابل دیدنی ہیں۔

ایک مقام پر لکھتے ہیں،

"ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اسامہ بن شریک سے راوی،

"قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلَّ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وسَلَّم وَاَصْحَابُہٗ حَوْلَہٗ کَاَنَّ عَلیٰ رُؤسِہِمُ الطَّیْرَ" (میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے، گردنیں خم کئے، بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں)

اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا۔

ہند ابن ابی ہالہ وصّافُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (صفت بیان کرنے والا) ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حُلیۂ اقدس میں ہے، إِذَا تَکَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاءُہٗ کَاَنَّ عَلیٰ رؤسِہِمُ الطَّیرَ۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکالیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔"

آگے چل کر مجدد اعظم خود حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی مجلس شریف سے دلیل پیش کرتے ہوئے مولانا جامی قدس سرہٗ السامی کی کتاب نفحات الانس شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں،

''مشائخ [۱] میں سے ایک (ابوالحسن قرشی) کہتے ہیں کہ میں اور شیخ علی ہیتی شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد شریف کے بزرگوں میں سے ایک (ابو غالب) تشریف لائے اور کہا، اے میرے سردار! (غوث اعظم) آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہئے تو میری طرف سے میرے گھر چلنے کی (اور کھانا کھانے کی) دعوت ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر مجھے اللہ ورسول کی طرف سے اجازت مل گئی تو میں ضرور آؤنگا۔ کچھ دیر تک سر جھکا کر مراقبہ میں رہے پھر فرمایا۔ میں چلتا ہوں اور اپنے خچر پر سوار ہوگئے۔ حضرت شیخ علی ہیتی نے سواری کے داہنے رکاب کو پکڑا اور میں بائیں یہاں تک کہ ہم لوگ اس شخص کے گھر پہنچے دیکھا کہ بغداد کے تمام مشائخ وعلماء اور سردار اس جگہ موجود ہیں۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ اس پر کھانے کی تمام نعمتیں موجود تھیں اور ایک بڑا ٹوکرا (صندوق) جس کا منہ بند ہے دو شخصوں نے لایا اور اسے دستر خوان کے ایک کنارے رکھدیا۔ اس کے بعد دعوت دینے والے شخص (ابو غالب) نے کہا، **بسم اللہ** اجازت ہے۔ درانحالیکہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر جھکائے مراقبے میں تھے۔ نہ آپ نے کچھ کھایا نہ کسی کو اجازت دی اور نہ ہی کسی نے کھایا، **"وَاَهْلُ الْمَجْلِسِ كَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرَ هَيْبَةً"**

(یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیا وعلماء وعمائد بغداد تھے ہیبت سرکار قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں)''

مجدد اعظم قدس سرہٗ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں علماء ومشائخ کے اس قدر

---

[۱] اس مقام پر حضرت نے نفحات الانس کی اصل عبارت نقل فرمائی ہے جو فارسی زبان میں ہے راقم نے لوگوں کی آسانی کے لیے ترجمہ نقل کر دیا ہے۔ اصل عبارت فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۳۴ پر ملاحظہ کریں۔

خشوع وخضوع سے پیش آنے کو واضح کرنے کے بعد تکمیل واقعہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

''مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا نا تمام رہنا دل کو نہیں بھاتا لہٰذا تفریحِ قلوبِ سنت (سنیوں کے دلوں کو خوش کرنے) وغیظ صدور بدعت (بدعتیوں کے سینے کو جلانے) کو تتمہ (تکمیل) روایت نقل کروں۔ (ابوالحسن قرشی) فرماتے ہیں،

''شیخ (غوث اعظم) رضی اللہ عنہ نے مجھے (ابوالحسن قرشی کو) اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکری کو اٹھا کر سامنے لاؤ۔ ہم لوگ اٹھے اور اسے اٹھایا تو بہت وزنی تھی۔ ہم نے اس کو حضرت شیخ کے سامنے لا کر رکھدیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو کھولو۔ ہم نے کھولا تو اس میں اس شخص (ابو غالب) کا لڑکا موجود تھا جو کہ مادر زاد اندھا تھا۔ اسے گٹھیا و کوڑھ کا مرض تھا اور فالج زدہ تھا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا'' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُعَافًی'' اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ جا ہم نے دیکھا کہ وہ بچہ اٹھ کر دوڑنے لگا اور بینا ہو گیا گویا اور اس کو کسی قسم کی بیماری نہ تھی۔ یہ حال دیکھ کر حاضرین مجلس سے ایک چیخ نکلی۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی بھیڑ سے باہر نکل گئے، اور کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد میں شیخ ابو سعید قیلوی کے پاس گیا اور یہ سارا قصہ ان سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا، شیخ عبدالقادر مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی۔ مردہ را جانے دہی و درد را درماں کنی'' [۱]

ترجمہ اے قدرت وطاقت والے غوث اعظم آپ قدرت رکھتے ہیں جو چاہیں کریں، مردہ کو زندہ کریں اور درد کی دوا کریں ۱۲۔ ع)

مذکورہ عبارات، انداز بیان پھر واقعہ کے اخیر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں پیارا شعر پیش کرنے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کس قدر محبت وچاشنی اور عقیدت وشیفتگی کے ساتھ سرکار غوث اعظم کا ذکر جمیل

[۱] رسالہ انہار الانوار مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۳۴۔ بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۱۸۳۔۱۸۴۔

کرتے ہیں۔ اور کمال سعادت مندی یہ ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس شہزادے اور لاڈلے کی تعریف وتوصیف، عظمت شان بیان کرنے اور آپ کے تعلق سے مخالفین کی طرف سے ہونے والے اعتراض کا جواب دینے کے صلے میں کچھ نہیں چاہتے، چاہتے ہیں تو صرف عفو وعافیت، محبت وعقیدت، اتباع واطاعت، فلاح دنیا وآخرت وحسن عاقبت۔ اپنے مالک ومولیٰ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہوؤں تو عفو وعافیت اور ایمان وحسن عاقبت کے ساتھ اور حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعشق اور عقیدت واطاعت کے ساتھ جہاں فانی سے جاؤں اور آپ بیکس پناہ کے جھنڈا تلے جگہ پاؤں۔ اپنے مایہ ناز رسالہ ''انہار الانوار'' میں علم وحکمت کا دریا اور لطیف نکتوں کی نہریں بہا کر اخیر میں لکھتے ہیں۔

''یہ ہے جو اس (احمد رضا) گدائے سرکار فیضبار قادریہ پر برکات ونعمات حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فائض ہوا۔ ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

گدائے بینوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجود (بڑی سخاوت والے) عمیم العطا (عام عطاو بخشش والے) کے لطف بے منت (ایسی مہربانی جس کے بعد احسان نہیں جتایا گیا ہو) وکرم بے علت (بے سبب بخشش) سے اس صلے کا طالب کہ عفو وعافیت وحسن عاقبت کے ساتھ اس دار ناپائیدار (دنیا) سے رخصت ہو تو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیز پسر، (پیارا لڑکا) بتول زہرا (حضرت فاطمہ) کے لخت جگر، علی مرتضیٰ کے نور نظر، حسن وحسین کے قرۂ بصر، (آنکھوں کی ٹھنڈک) محیِّ سنتِ ابوبکر وعمر، صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم یعنی حضور غوث صمدانی، قطب ربانی، واھب الآمال ومعطی الامانی حضور پرنور غوث اعظم قطب عالم محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی وحسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ، وَجَعَلَ حِرْزَنَا فِی الدَّارَیْنِ رِضَاہُ [1] کی محبت وعشق وعقیدت واطاعت پر جائے اور جس دن یَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ [2] کا ظہور ہو۔ یہ سراپا گناہ زیر لوائے (جھنڈا) بیکس پناہ سرکار قادریت ظلِّ الٰہ (اللہ کا سایۂ رحمت) جگہ پائے۔'' [3]

---

[1] ترجمہ: اور دارین میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضاو خوشنودی کو ہماری حفاظت کا ذریعہ بنائے۔
[2] ترجمہ: جس دن ہم (اللہ تعالیٰ) ہر انسان کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے (اس دن سے مراد قیامت ہے)
[3] فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۴۷۔ رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار۔

تیسرا رخ

بحث اس کی چل رہی تھی کہ نماز غوثیہ حق وصحیح و جائز و ثابت ہے، اس میں کوئی قباحت و ممانعت شرعی نہیں۔ اس سلسلہ میں مجدد اعظم استدلال کا نیا رنگ لیتے ہوئے رقم فرماتے ہیں،

”بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی (ممانعت وخرابی) نہیں۔ اور خود کونسا طریقۂ دیانت وانصاف ہے کہ جو امر حضور پرنور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء (علماء کے ماویٰ وملجا) معاذ العرفاء (عارفوں کی پناہ گاہ) وارث الانبیاء ولی الاولیاء، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمّہ، کاشف الغمہ، ملجاء الامۃ، قطب الاعلم، غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاَرْضَاہُ وَجَعَلَ حِرْزَنَا فِی الدَّارَیْنِ رَضَاہُ [۱] ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب (بڑے بڑے شرفاء) (قُدِّسَتْ أَسْرَارُہُمْ وَتُمِّمَتْ أَنْوَارُہُمْ) کہ بالیقین اعاظم علماء (بڑے بڑے) واجلّہ کملاء (جلیل القدر کاملین) تھے اسے بجالائیں اور طبقۃً فطبقۃً اولیاء و علمائے سلسلۂ علیہ عالیہ قادریہ (رَوَّحَ أَرْوَاحَ أَصْحَابِہَا وَأَرْوِیَ قُلُوْبَنَا بِنَاہِلِ عُبَابِہَا) [۲] اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء (قابل بھروسہ) وکبار اولیاء (بڑے بڑے) اپنی تصانیف میں اسے نقل وروایت کریں، اجازتیں دیں، اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین (ہٹ دھرم) کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت و حدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اس پر رد وانکار بے اعانت کذب واختلاق ومکابرۂ وشقاق ثابت کر سکیں۔ ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصول بہتانی کی بنیاد پر بلحاظ اصل مذہب (وہابیوں کے اصل مذہب) شرک قطعی اور فاعلوں (عمل کرنے والوں)، مجوزوں (جائز کہنے والوں) کو معاذ اللہ مشرک، جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر (معاملہ کو آسان کرنا) کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتایئے اور انکارِ ارشادِ سید الاولیاء وتضلیل وتفسیق علماء (علماء واہل معرفت کو فاسق وگمراہ کہنے) وعرفاء کا وبال عظیم گردن پر اٹھایئے۔ [۳]

---

[۱] ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو ہم سے راضی کرے اور دونوں جہان میں ان کی رضا کو ہمارے لیے حرز جان وسبب حفاظت بنائے۔ آمین

[۲] ترجمہ: اس سلسلہ علیہ والوں کی روحوں کو آرام دیا جائے اور ہمارے دلوں کو ان روحوں کے لبالب سیلاب کے ذریعہ سیراب کیا جائے۔ [۳] فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۴۳۔

سطور بالا کو بار بار پڑھیے اگر آپ کے سینہ میں دل ہو اور دل میں انبیاء و اولیاء کا عشق ہو تو یقیناً آپ کا دل مچل جائے گا۔ روحِ ایماں جھوم اٹھے گی۔ دیکھئے تو سہی کہ مجدد اعظم اپنے پیران پیر روشن ضمیر، دریائے رحمت و آقائے نعمت کو کن کن القاب وخطاب سے اور کتنے مؤدب انداز میں یاد کرتے ہیں اور عقیدت و محبت کے کیسے کیسے گل بوٹے کھلائے ہیں۔ کبھی اپنے آقا کو محی الملۃ والدین یعنی دین وملت کو زندہ کرنے والا سے یاد کرتے ہیں تو کبھی مقیم السنۃ یعنی سنت کو قائم فرمانے والا سے۔ کبھی ملاذ العلماء یعنی علماء کی پناہ گاہ تو کبھی معاذ العرفاء یعنی عارفوں کی جائے پناہ سے یاد کرتے ہیں۔ کبھی وارث الانبیاء کہتے ہیں تو کبھی ولی الاولیاء۔ کبھی منبع الارشاد یعنی رشد و ہدایت کے سرچشمہ سے تعبیر کرتے ہیں تو کبھی مرجع الافراد یعنی اولیاء افراد کے مرجع و آقا سے، کبھی امام الائمہ یعنی اماموں کے امام سے ذکر کرتے ہیں تو کبھی مالک الازمۃ (زمام حکومت کے مالک) سے، کبھی کاشف الغمہ یعنی بدعت وگمراہیت کے بادل چھانٹنے والا سے تو کبھی ملجأ الامۃ یعنی امت محمدیہ کے ماویٰ وملجا، کبھی قطب الاعلم یعنی خوب علم والے قطب سے یاد کرتے ہیں تو کبھی غوثنا الاعظم یعنی ہمارے سب سے بڑے غوث سے۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی عشق ووارفتگی اور محبت وعقیدت تھی جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کا امام بنادیا، صرف مجدد نہیں، مجدد اعظم بنادیا پھر تو دور کے سارے حضرتوں پر فائق ہو کر سب کی نظر میں اعلیٰ حضرت ہوگئے اور عاشق غوث الوریٰ سے نائب غوث الوریٰ ہوگئے۔

گیارہ قدم چلتے وقت کی کیفیت:

نماز غوثیہ میں جو گیارہ قدم چلا جاتا ہے اس کی خاص کیفیت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بیان فرمائی ہے جو نہایت ہی ایمان افروز ہے۔ جو ذیل کی عبارت سے واضح ہو جائے گی، نیز گیارہ قدم چلنے میں یہ ہوتا ہے کہ ایک قدم اٹھایا اور یَـاغَـوْثَ الثَّـقَلَیْنِ والے پورے کلمات کو پڑھتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ بندہ چلتا پھر رکتا ہے پھر چلتا ہے پھر رکتا ہے آخر

اس میں کیا حکمت و مصلحت ہے۔ اس پر بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اپنے ایک رسالہ " أزهارُ الأنوار من صبا صلوٰة الأسرار " میں خاصی روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ رسالہ عربی میں ہے اس کے ایک اقتباس کا ترجمہ حاضر خدمت ہے۔ اس سے قارئین اندازہ لگالیں گے کہ مجدد اعظم کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر عشق ومحبت اور عقیدت تھی، ....فرماتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) ''اور چاہیئے کہ گیارہ قدم چلتے وقت ہیبت، خشوع وخضوع اور ادب کی حالت ہو اور میرے (مجدد اعظم کے) نزدیک محبوب و پسندیدہ یہ ہے کہ اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ گویا بغداد شریف میں حاضر ہے اور سرکار بغداد کا روضہ نظروں کے سامنے ہے۔ اور اس روضہ میں سرکار بغداد قبلہ کی طرف رخ کرکے آرام فرما ہیں۔ اور غلام ان آقا (غوث اعظم) کے کرم وبخشش پر اعتماد وبھروسہ کرکے ارادہ کرتا ہے کہ ان کی طرف بڑھے، اتنے میں اپنے گناہوں کے سبب شرم وحیاء طاری ہوئی اور وہ حیران ہوکر ٹھہر جاتا ہے گویا آقا ومولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہتا اور ان سے ان کی وسیع سخاوت وبخشش کے واسطے سے سفارش کا طلب گار ہوتا ہے اور اسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بشارت وخوشخبری دیتا ہے " فَاِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ " (اگر میرا مرید اچھا نہیں ہے تو کیا ہوا میں تو اچھا ہوں) غلام کی یہ حالت اسی طرح رہتی ہے اور حضور غوث اعظم اپنے غلام کی طرف دیکھتے ہوتے ہیں اور اس کی محتاجی اور شرم وحیاء کو جانتے ہیں۔ ایسے میں ان کا عام کرم وبخشش جلوہ بار ہوتا ہے اور گنہگار غلام کی سفارش کرتا ہے۔ گویا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ میں نے اس محتاج ومجبور کو اجازت دی کہ وہ قدموں سے چلے اور اس میں میرا نام یاد کرے اور میرے پاس گناہوں سے نہ ڈرے۔ اس لیے کہ میں اس کے اہم مقصدوں اور ضرورتوں کا دنیا وآخرت میں ضامن وکفیل ہوں تو بندہ خوش ہوجاتا ہے اور وجد وخوشی کے قدموں سے آگے بڑھتا ہے ہر قدم پر " یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَاکَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَ اَمِدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ

اَلْحَاجَاتِ " کہتے ہوئے۔ (حضور کو کریم الطرفین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ دونوں جانب سے سید و شہزادۂ رسول ہیں باپ کی طرف سے حسنی سید ہیں اور ماں کی طرف سے حسینی تو دونوں طرف سے آپ کو کرامت و بزرگی حاصل ہے)

پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر آپ کے شہزادے عزت والے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعاء مانگے"[1]

مندرجہ بالا عبارت میں حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجدد اعظم قدس سرہٗ نے ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا:

"اگر میرا مرید جید یعنی اچھا (وعمدہ) نہیں تو کیا، میں تو جید (وعمدہ) ہوں"

مطلب یہ ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی مرید اگرچہ جید و کامل نہیں، گناہوں میں گرفتار ہے لیکن آپ کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوا ہے تو اسے زیادہ گھبرانے، بلکنے، رونے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اگرچہ جید وعمدہ نہیں مگر اس کا آقا و مولیٰ غوث اعظم قدس سرہٗ تو ہر دہر و زمانے کے سید جید یعنی اچھے وعمدہ سردار ہیں۔ وہ تمہاری سفارش کر کے تمہاری حاجت برآری فرمائیں گے۔ اس مفہوم کو مجدد اعظم قدس سرہٗ نے شعر میں بھی ڈھالا ہے۔ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں، ؎

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو   سَیِّدِ جَیِّدِ ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

چنانچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ فرمان کے تحت فتاویٰ رضویہ جلد سوم کے حاشیہ میں مجدد اعظم رقمطراز ہیں:

(**ترجمۂ عربی**) "امام شطنوفی (رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ) (اللہ تعالیٰ ان کی روح کو آرام پہنچائے) نے بہجۃ الاسرار میں مقتدائے وقت شیخ ابو الحسن علی قرشی سے تخریج کی کہ انہوں نے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک کاغذ و دستاویز دیا گیا کہ جہاں تک میری نگاہ جائے اتنا بڑا تھا۔ اس میں قیامت تک ہونے والے میرے تمام اصحاب اور مریدین کے نام تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیرے لیے

---

[1] رسالہ ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاوی رضویہ سوم ص ۵۵۱۔۵۵۲۔

ہے۔اور میں نے مالک، داروغۂ جہنم سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب ومریدین میں سے کوئی ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا) میرے رب کی عزت وجلال کی قسم یقیناً میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہی سایہ فگن ہے جیسے آسمان زمین پر۔ "إِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيدِيْ جَيِّداً فَأَنَا جَيِّدٌ" اگر میرا مرید جید وعمدہ نہیں تو نہ سہی میں تو جید وعمدہ ہوں۔اور میرے رب کی عزت وجلال کی قسم! میرے دونوں قدم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ وہ مجھے اور تمہیں (اے مریدو) جنت میں نہ ڈالے۔الخ اور اللہ کے لیے تمام خوبیاں ہیں جو سارے جہاں کا پروردگار ہے"[1]

مجدد اعظم کتاب مذکور ازہار الانور کے اخیر میں صلوٰۃ غوثیہ پڑھ کر گیارہ قدم چلنے کی حکمت کے تعلق سے ایک لطیف وعجیب وغریب نکتہ قلمبند فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) "یہ نکتہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یقیناً ہمارے سردار (غوث اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں طرف میں انتہاءِ مقاصد وکمالِ غایات کو اس طرح پالیا کہ ان کے سیر فی اللہ کے سامنے دوسرے اولیائے کاملین کی سواریاں رکتی نظر آتی ہیں۔

لہٰذا آپ کا قدم مبارک تمام انسانوں اور جنوں کی گردن پر ہوا۔اور اسی لیے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"انسانوں کے لیے پیر ہیں، جنوں کے لیے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں (یعنی شیخ الکل اور پیران پیر ہوں)۔میرے درمیان اور دیگر مشائخ وپیران کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔میرا کسی پر قیاس مت کرو اور نہ کسی کا میرے اوپر"۔

اور اسی لیے آپ کے سیر من اللہ کے کمال تک دوسرے کاملین نہ پہنچ سکے۔نیز اسی لیے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت زیادہ تام ومکمل ہے اور ان کا سلسلہ وطریقہ زیادہ نفع بخش وآسان ہے اور آپ کی کرامتیں زیادہ ظاہر وباہر ہیں حتی کہ آپ کی کرامتوں کا دسواں حصہ بھی ہمارے علم کے مطابق کسی ولی سے منقول نہیں۔

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔[2] "

---

[1] حاشیہ فتاوی رضویہ ص ۵۵۱۔۵۵۲۔رسالہ ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار۔

[2] ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۵۴۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ

مندرجہ بالا عبارات میں یہ گزرا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا قدم تمام انسانوں کی اور جنوں کی بلکہ تمام اولیاء اللہ وخاصان خدا کی گردنوں پر ہے خواہ قبل کے ہوں یا بعد کے۔ نیز یہ کہ آپ تمام جن وانسان اور فرشتے کے شیخ وپیر ہیں۔ اور آپ کی ولایت اور سیر فی اللہ کے رتبے کو دیگر بندگان خدا نہیں پہنچ سکے۔ تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا (معاذ اللہ) کہ غوث اعظم انبیاء ومرسلین اور صحابہ سے بھی بڑھ گئے اور (معاذ اللہ) تمام کی گردنوں پر بھی آپ کا قدم ہے اور ان سب سے بھی آپ افضل واعلیٰ اور فائق ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر غلط وباطل اور اجماع کے خلاف ہے۔

اس کا جواب مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مقامات پر سپرد قلم فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یقیناً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام بندگان خدا اولیاء اللہ خواہ وہ آپ کے دور کے ہوں یا قبل کے یا بعد کے، پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے ان تمام کی گردنوں پر آپ کا قدم مبارک ہے مگر انبیاء علیہ السلام وصحابۂ کرام وبعض تابعین خواص وفرشتگان مستثنیٰ ہیں، ان پر کسی طرح غوث اعظم کو فضیلت وفوقیت حاصل نہیں بلکہ ان کے برابر بھی نہیں۔ لیکن اس قول میں کہ میرا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اس قول میں کہ میں تمام جن وانس کا شیخ وپیر ہوں، انبیاء علیہم السلام وصحابۂ کرام وتابعین عظام کے استثناء کی صراحت کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ استثناء کا ذکر کیے بغیر بھی یہ امر واضح ہے کہ انبیاء وصحابہ وبعض تابعین مستثنیٰ والگ ہیں۔ استثناء یعنی الگ سے بیان کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ مسلمانوں کے ذہن ودل میں یہ بات پہلے ہی سے رچی وبسی ہے کہ انبیاء ورُسل، صحابۂ اور تابعین کے برابر کوئی دوسرا خواہ کتنا ہی مرتبۂ کمال کو پہنچ جائے، نہیں ہوسکتا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن خاصان خدا اور اولیاء کی تفضیل اور فوقیت پر دلیل قائم ہو چکی ہے ان پر غوث اعظم کو فضیلت نہیں جیسے انبیاء ورسل کی تمام مخلوقات پر اور صحابہ کی دیگر تمام امتیوں پر اور بعض

تابعین کی بعد والوں پر فضیلت وفوقیت کی بابت نص صریح ودلیل شرع قائم ہو چکی ہے لہٰذا ان حضرات کو غوث اعظم پر فوقیت ہے اور ان مستثنیات کو چھوڑ کر دوسروں پر غوث اعظم کو فضیلت ہے۔ لہٰذا اب کوئی اعتراض نہیں پیدا ہو سکتا۔

''ازہار الانوار'' کے حاشیہ میں مجدد اعظم قدس سرہ رقمطراز ہیں،

أیْ یَجْمَعُ أَوَّلَھُمْ وَآخِرَھُمْ وَلَا حَاجَۃَ إِلیٰ اِبْدَاءِ اسْتِثْنَاءِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّہٗ مَرْکُوْزٌ فِیْ أَذْھَانِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَذَا الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ لَھُمْ بِإِحْسَانٍ لِمَا عُرِفَ فِیْ مَحَلِّہٖ وَبِالْجُمْلَۃِ فَسَیِّدُنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ أَفْضَلُ الْأَوْلِیَاءِ إِلَّا مَنْ قَامَ الدَّلِیْلُ عَلیٰ اسْتِثْنَائِہٖ" (حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم، صفحہ:۵۵۴)

(یعنی آپ کے قدم کا تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہونا اور آپ کو فضیلت وفوقیت تمام خاصان خدا پر حاصل ہونا، اوّل وآخر تمام ولیوں کو شامل ہے (انبیاء ومرسلین، صحابہ وتابعین اس سے خارج ومستثنیٰ ہیں لیکن) انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے استثناء کے ذکر کی ضرورت یہاں نہیں ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں پہلے ہی سے ان کا مستثنیٰ ہونا رچا بسا ہے۔ یہی حال صحابہ وتابعین کا ہے۔ جیسا کہ یہ مسئلہ اپنی جگہ جانا جا چکا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء میں افضل ہیں مگر ان اولیاء سے افضل نہیں جن کے استثناء پر دلیل قائم ہو چکی۔ ۱۲-ع)

راقم السطور گدائے قادری فقیر نوری کہتا ہے کہ مذکورہ قول سرکار غوث اعظم میں استثناء اور قید لگانے کی اس لیے بھی ضرورت نہیں ہے کہ مطلق اولیاء جب عرف میں بولا جاتا ہے تو سب لوگ غیر انبیاء وصحابہ وتابعین ہی کو سمجھتے اور مراد لیتے ہیں اولیاء علی الاطلاق بولنے سے ہرگز انبیاء وصحابہ وتابعین کی طرف کسی کا ذہن نہیں جاتا۔ اور چونکہ عرف بھی عند الشرع معتبر ہے اس لیے اس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

نور پنجم

مشائخ پر غوث اعظم کی فضیلت

رسالہ "طَرْدُ الْاَفَاعِیْ عَنْ حِمیً هادٍ رَفَعَ الرِّفَاعِیْ" کا جائزہ:

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ امتیازی شان ہمیشہ نمایاں رہی ہے کہ اللہ اور اس کے محبوبین کے خلاف ایک حرف سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ باطل فرقوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جو اعتراض بھی اٹھتا آپ فوری طور پر اپنی سیف قلم سے اس کا سر قلم کر دیتے تھے۔ مشائخ کرام خصوصاً پیر لاثانی محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس کے خلاف اگر کسی نے حرف زنی کی، آپ اسی وقت سینہ سپر ہو جاتے اور مخالفین کے منصوبوں کے سارے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔ آپ کا قلمی شاہکار "طَرْدُ الْاَفَاعِیْ عَنْ حِمیً هَادٍ رَفَعَ الرِّفَاعِیْ" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جو ایک طرف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے امثال جلیل القدر مشائخ امت پر غوث اعظم کی فوقیت و برتری اور افضلیت پر دلائل وشواہد سے لبریز منارۂ نور ہے تو دوسری طرف آپ کی منقبت و مدح وستائش کے پھولوں سے سجا ہوا گلدستہ ہے۔ یہاں اسی شاہکار رسالہ کا جائزہ وتلخیص ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

یہ رسالہ آپ نے اس وقت لکھا جبکہ بڑودہ گجرات میں حضرت سید احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین ومتوسلین نے حضرت سیدنا غوث اعظم پر آپ کو فوقیت دینا شروع کر دیا۔ اور قول یہ تراشا کہ معاذ اللہ سیدنا عبد القادر جیلانی اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہ تھے بلکہ سیدنا احمد بن رفاعی غوث الثقلین اور قطب الاقطاب تھے۔ اور یہ بھی تہمت لگائی کہ سیدنا عبد القادر جیلانی، سید احمد بن رفاعی کے دست اقدس پر بیعت تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اس رسالہ میں دلائل وشواہد سے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا غوث اعظم عبد

القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اپنی ظاہری حیات میں غوث الاغواث وقطب الاقطاب تھے بلکہ سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی ہر زمانہ کیلئے غوث الاغواث وقطب الاقطاب ہیں۔ آپ پر سیدنا امام احمد بن رفاعی علیہ الرحمہ والرضوان کو یا اور کسی کو فضیلت وفوقیت دینی یا سیدنا امام رفاعی سے آپ کے مرید ہونے کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

اس رسالہ میں آپ نے سب سے پہلے ایک ابتدائیہ لکھا ہے جس میں واضح کیا ہے کہ فضل دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے وہ جس کو افضل بنائے اسی کو افضل گردانا چاہیے۔ اور وہ جسے مفضول فرمائے اسے مفضول جاننا چاہیے۔ اپنے نسب یا رشتۂ شاگردی یا مریدی کے سبب افضل کو مفضول اور مفضول کو افضل ہرگز نہیں قرار دینا چاہیے، ورنہ وہ بزرگ بھی ناراض وناخوش ہوں گے اور اللہ ورسول کا غضب بھی شریک حال ہو جائے گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ" تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے، جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کو دو ہدایتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مقبولانِ بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی فضیلت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش، اپنے ذاتی علاقۂ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباء واساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل کر ہی لیں، جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو۔ اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے، مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہیے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا وہ کیا اس پر خوش ہوں گے، کہ ہمارے متوسل ہمیں اس

سے افضل بتائیں؟ حاش للہ! وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضب ناک ہوں گے۔ تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے؟"

حضور کا اپنے روضہ سے دست مبارک نکالنا اور غوث اعظم کا اسے بوسہ دینا

حضرت سید احمد بن رفاعی کو سیدنا غوث اعظم پر فضیلت دینے والے نے وجہ یہ بیان کی تھی کہ حضرت احمد بن رفاعی کی شان اتنی عظیم ہے کہ جب آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور ملتجی ہو کر دو اشعار پڑھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر انور سے اپنا دست مبارک نکالا اور حضرت احمد بن رفاعی نے اسے بوسہ دیا اس وقت حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی نے آپ کے دست پر بیعت کی ہے۔

اس پر امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے یہ قدغن لگایا کہ حضور سیدنا غوث اعظم قُدّس سرہ کا حضرت احمد رفاعی کے ہاتھ بیعت ہونے کو بیان کرنا سراسر افترا دروغِ بے فروغ ہے۔ جس کی کوئی جڑ و بنیاد نہیں۔ رہ گیا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت احمد رفاعی کے لیے اپنا دست مبارک باہر نکالنا اور احمد رفاعی کا اسے بوسہ دینا تو بعینہ یہ واقعہ حضور سیدنا غوث اعظم کے لیے بھی ثابت ہے۔ تو اس میں کسی طرح حضرت سید رفاعی کے لیے خصوصیت نہ رہی اور اس سے ہرگز امام احمد رفاعی کی حضور غوث اعظم پر فضیلت لازم نہ آئی بلکہ دقتِ نظر سے کام لیا جائے تو عقدہ کشائی ہوتی ہے کہ یہ نعمت پہلے غوث اعظم کو نصیب ہوئی اس کے بعد آپ کی اتباع میں حضرت احمد رفاعی کو۔

پھر امام احمد رضا نے اپنے اس دعویٰ کو ایک مستند و معتمد کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" کے حوالہ سے مبرہن کیا ہے۔

آپ رقمطراز ہیں:

"حضرت ممدوح (سید احمد رفاعی) قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ

علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا۔

"فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَ ھِیَ نَائِبَتِیْ
وَ ھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تُحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ"

ترجمہ: زمانۂ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔ اب جسم کی نوبت ہے کہ حضور بارگاہ ہے۔ حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور وماثور ہے۔

اور بعینہ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے بھی مذکور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے۔ "ذَکَرُوْا اَنَّ الْغَوْثَ الْاَعْظَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَاءَ مَرَّۃً إِلَی الْمَدِیْنَۃِ الْمُنَوَّرَۃِ وَ قَرَأَ بِقُرْبِ الْحُجْرَۃِ الشَّرِیْفَۃِ ھٰذَیْنِ الْبَیْتَیْنِ (فذکرھما کما مرو قال) فَظَھَرَتْ یَدُہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَصَافَحَہٗ وَ قَبَّلَھَا وَ وَضَعَھَا عَلٰی رَأْسِہٖ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ"۔ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا۔ حضرت غوث اعظم نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا"۔

مجدد اعظم فاضل بریلوی دونوں بزرگوں کے واقعے میں تطبیق دیتے ہوئے اور اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ ممکن ہے کہ دونوں بزرگ سے یہ واقعہ رونما ہوا ہو، لکھتے ہیں:

"اور تعدد سے کوئی واقعہ مانع نہیں۔ حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ پانسو نو میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس ۳۸ سال تھی۔ حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہمرکاب تھے، حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں

خوردسال تھے، حضرت کا گیارہواں سال تھا۔ ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں پیش کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ ومصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔ جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔ بہر حال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ (گھڑا ہوا جملہ کہ) "اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ عنہ نے رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی"، کذب محض، خالص جھوٹ اور افترائے خالص و دروغ بے فروغ (بیکار جھوٹ) ہے۔ اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین وآسمان ہل جائیں۔ "قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ" ۔ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ "فَإِنْ لَّمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ" پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکیں تو جو ایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ "وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى" خائب وخاسر ہوا جس نے افترا باندھا"[1]

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہوجاتا ہے کہ جب حضور غوثیت مآب نے اس وقت حج فرمایا جب کہ حضرت امام رفاعی صرف گیارہ سال کے تھے اور یہ احتمال موجود کہ اسی حج میں حضرت غوثیت مآب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مذکورہ اشعار عرض کئے اور تب حضور نے دست اقدس کو ظاہر فرمایا اور غوثیت مآب بوسہ ومصافحہ سے مشرف ہوئے تو ہرگز حضرت امام احمد بن رفاعی کی افضلیت ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ تطبیق کی یہ صورت موجود ہے کہ حضرت غوثیت مآب کے بوسہ ومصافحہ سے مشرف ہونے کے بعد امام رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوکر حضرت سیدنا غوث اعظم کی پیروی کرتے ہوئے وہ اشعار پڑھے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کرم سے مشرف ہوئے۔ تو جب ثابت کہ حضرت امام رفاعی حضور غوث اعظم کی پیروی میں مذکورہ کرم سے مشرف ہوئے تو کیوں کر

[1] رسالہ طرد الافاعی عن حمی ھاد رفع الرفاعی مشمولہ فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۱۳۱۔۱۳۲ ناشر مکتبہ رضا، ایوان عرفان بیسلپور پیلی بھیت

غوث اعظم سے بڑھ سکتے ہیں۔

قطب الاقطاب صرف غوث اعظم ہی ہیں

اب سوال یہ ہے کہ اس دور میں قطب الاقطاب اور غوث الاغواث آیا حضرت امام احمد رفاعی تھے یا سیدنا غوث الاعظم۔ اسے سمجھنے کے لیے قطب الاقطاب اور غوث الاغواث کا معنیٰ سمجھنا چاہئے۔ قطب دو معنیٰ کے لیے بولا جاتا ہے۔ (۱) غوث کے معنی میں آتا ہے (۲) خدمت کرنے والے اور ماتحت رہنے والے کے معنی میں بھی آتا ہے، یعنی اقطاب ان اصحاب خدمت کو کہتے ہیں جو ہر شہر اور ہر لشکر میں رہتے ہیں۔

اسی طرح غوث دو معنی کے لیے آتا ہے (۱) اپنے دورہ میں اصحاب خدمت اقطاب کا افسر و سردار ہوتا ہے اور سارے اقطاب اس کے ماتحت کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ (۲) غوث الاغواث یعنی وہ غوث جو دوروں کے سارے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو۔

اس کے بعد مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں،

"حضرت رفیع رفاعی کی قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی ابن ہیتی رضی اللہ عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطبیت پر فائز ہوئے۔ حضرت علی بن ہیتی کا وصال، وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے۔ پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے۔ اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر اور لشکر میں ہیں۔ شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے، تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے۔ بلکہ غوث کے نیچے جو

عہدیدار، ان تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو بایں معنی قطب الاقطاب ہے۔ مگر قطب الاقطاب بمعنی اوّل یعنی غوث الاغواث، کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پرنور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیاء امام الافراد غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبۂ عظمیٰ اسی سرکار غوثیت بار کے لیے رہے گا۔ حضرت رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوسِ باطل و نقصانِ دینی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) ملخصاً ـ“

(رسالہ طرد الافاعی عن حمی ہاد رفع الرفاعی مشمولہ فتاویٰ رضویہ نہم، صفحہ: ۱۳۳-۱۳۴)

مجدد اعظم نے اتنے ہی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ بہجۃ الاسرار شریف کی کئی عبارتوں سے ثابت کیا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہرگز حضرت سید احمد رفاعی قطب نہ ہوئے بلکہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی عطا سے سیدی علی بن ہیتی، اس کے بعد آپ کی عطا سے خلیل صرصری، اس کے بعد حضرت سید رفاعی قطب ہوئے وہ بھی غوث الاغواث کے معنیٰ میں نہیں محض غوث کے معنیٰ میں، تو پھر کیونکر امام احمد رفاعی سیدنا غوث اعظم کے دور میں قطب ہو سکتے ہیں۔ اور جب آپ کے دور میں قطب ہونا باطل تو غوث الاغواث ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

گیارہ حدیثوں[1] سے غوث الاعظم کی افضلیت کا ثبوت

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امام احمد رفاعی اور دیگر اولیاء پر فضیلت و برتری اور علو مرتبت کو گیارہ حدیثوں سے واضح فرمایا ہے۔ اور چونکہ گیارہ حدیثوں کا ماخذ بہجۃ الاسرار کو ٹھہرایا ہے اس لیے مناسب

---

[1] یہاں حدیث اس معنی میں نہیں جو عام ذہنوں میں متعارف ہے کہ رسول اکرم کے فرمان کو حدیث کہتے ہیں بلکہ بہجۃ الاسرار کی روایتوں کو حدیثوں سے اعلیٰ حضرت نے تعبیر فرمایا ہے کہ اس کی روایتیں حدیث کی کتابوں کے طرز پر سندوں کے ساتھ مذکور ہیں

جانا کہ پہلے بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف امام ابوالحسن شطنوفی لخمی علیہ الرحمۃ کے مقام ومرتبہ کو واضح کیا جائے۔ چنانچہ قریباً تیرہ وجوہ سے اسے بیان فرما کر آخر میں لکھتے ہیں،

الحمد للہ ان عبارات ائمہ واکابر سے واضح ہوا کہ امام ابوالحسن علی نورالدین مصنف کتابِ مستطاب بہجۃ الاسرار، امام اجل، امامِ یکتا، محقق بارع، فقیہ، شیخ القراء منجملہ مشاہیر ومشائخ وعلماء ہیں۔ اور کتاب مستطاب (بہجۃ الاسرار) معتبر ومعتمد کہ اکابر ائمہ نے اس سے استناد کیا۔ اور کتب حدیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں، دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں مؤطائے امام مالک کا۔ اور کتب مناقب اولیاء میں باعتبار صحت اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا۔ [1]

رسالۂ مذکورہ میں گیارہ حدیثیں امام احمد رضا اس لیے لائے ہیں تاکہ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی گیارہویں شریف سے مناسبت ہو جائے۔ راقم بغرض اختصار ان میں سے صرف آٹھ احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

واضح رہے کہ مجدد اعظم نے ہر کتاب کے حوالے کو عربی عبارات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ راقم مضمون کو عام فہم بنانے کے لیے صرف ان کا ترجمہ نقل کرے گا۔ اب وہ احادیث لیجئے اور انکی خوشبوؤں سے مشام جاں کو معطر کیجئے۔

افضلیت غوث اعظم پر پہلی حدیث (روایت)

امام رفاعی کا غوث اعظم کے قدم کو اپنی گردن پر رکھنا

حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرح عبدالرحیم وابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے، حاضر تھے، حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا، "علی رقبتی" میری گردن پر، ہم نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا، اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

[1] رسالہ مذکورہ مشمولہ فتاوی رضویہ جلد نہم۔

دوسری حدیث

رسول اکرم کا آپ کے لیے خلعت بھجوانا اور اولیاء اولین و آخرین کا گردن جھکا دینا۔

شیخ ابوالمظفر منصور و امام عبداللہ اصبہانی نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر" اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملٰئکہ مقربین کے ہاتھ ان کے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیاء اولین و آخرین کا مجمع ہوا۔ جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح مبارکہ آئیں۔ ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا۔ ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا، ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے۔ تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا — اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہیے — سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے، کس کا، تیرا
گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے — کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا[1]

تیسری حدیث

حضور کی بشارت کہ عبدالقادر قطب ہے اور میں اس کا نگہبان

شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے۔ فرمایا،

[1] فتاوی رضویہ نہم ص ۱۳۹-۱۴۰ رسالہ مذکورہ۔

خدا کی قسم بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان" اس کو نقل کر کے امام احمد رضا بارگاہ غوثیت میں مدح کا خراج اس طرح پیش کرتے ہیں۔

" کلب باب علی (احمد رضا) عرض کرتا ہے، الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اسے کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کیے گئے، سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا۔ ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہاں کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں۔ اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہو اس کے لیے رضا۔ جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضی۔ جس کا جی جلے اس سے کہو، "مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ"

چوتھی حدیث

غوث اعظم اور تمام اولیاء زمانہ میں وہ فرق ہے جو فرق آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

" ولی جلیل حضرت علی یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے، آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں۔ اور میں سب کا پیر ہوں۔ اور میں نے حضور (غوث اعظم) کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے، مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات میں وہ فرق ہے جو آسمان اور زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔"

راقم السطور فقیر گدائے نوری کہتا ہے کہ حضرت غوث اعظم ایسے سچے ولی ہیں جن کی صداقت کا اعتراف خود امام رفاعی نے کیا ہے اور وہ فرما رہے ہیں کہ مجھ سے نسبت کسی کو نہ دو، میرے برابر کوئی نہیں تو پھر امام رفاعی کو غوثِ اعظم کے رتبے سے کیا نسبت اور آپ پر امام

رفاعی کیونکر فوقیت رکھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مجدد اعظم عرض کرتے ہیں:

"صَدَقْتَ یَا سَیِّدَنَا وَ أَنْتَ وَاللّٰهِ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ" (آپ نے سچ فرمایا اے ہمارے سردار غوث اعظم! بخدا آپ صادق اور مصدوق ہیں)

پانچویں حدیث

امت میں غوث اعظم کے مثل کوئی ولی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس حدیث کے دو مشائخ کرام راوی ہیں، ایک شیخ خفاف، دوسرے شیخ مطرز۔ اوّل نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابو المسعود احمد حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے ۵۸۰ھ میں فرمایا۔ اور دوئم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت ابو الغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

چھٹی حدیث

حضور غوث اعظم تمام اولیاء کے قطب ہیں اور سب آپ کے حضور ادب کئے ہوئے۔

''عبد الرحمٰن ہاشمی کہتے ہیں، میں نے امام جمال الملۃ والدین حضرت ابو محمد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا اور ان سے سوال بھی ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبد القادر کے حال سے خبر دیجیے۔ حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں

یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبد القادر کو نہ دیا ہو، نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبد القادر نے نہ پیا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبد القادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے۔ اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے گا سب شیخ عبد القادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

ساتویں حدیث

امام احمد کبیر بن رفاعی اور جمیع اولیاء غوث اعظم کی رعیت ہیں

سید محمد بن خضر موصلی نے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں۔ حضور نے فرمایا کہ شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں! حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک کو جھکایا پھر مجھ سے فرمایا، "اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد"، اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے ان کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں، میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر! وہ جو شیخ عبد القادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں، وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا! میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں، یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ[۱] گیا اور انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبد القادر کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور

---

[۱] ایک بستی کا نام ہے۔

زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: ”اے خضر کیا پہلی زیارت تمہیں کافی نہ تھی“۔

راقم السطور کہتا ہے کہ جب شیخ رفاعی خود فرمارہے ہیں کہ میں عبدالقادر کی رعیت سے ہوں تو ثابت ہوا کہ غوث اعظم بادشاہ ولایت وقطب ہیں اور سید احمد رفاعی اور ان کے امثال آپ کے ماتحت وخدام ہیں۔

آٹھویں حدیث

غوث اعظم کے ذکر سے بغض رکھنے والا موت کے گھاٹ اتر گیا۔

” امام عبداللہ بطائحی فرماتے ہیں میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا۔ ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا، ہمیں شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب واوصاف سناؤ۔ میں نے کچھ مناقب شریفہ ان کے سامنے بیان کیں۔ میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے؟ اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کرکے کہا، ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کیا کرو؟۔ یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا، لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے۔ پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا؟ شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے؟ شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے؟؟ شریعت کا دریا ان کے داہنے ہاتھ پر ہے، اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر ہے۔ جس پر سے چاہیں پانی لے لیں۔ ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں کو اور اکابرین مریدین کو وصیت فرماتے تھے۔ ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان کے پاس رخصت ہونے آیا تھا۔ فرمایا جب بغداد پہنچو۔ تو شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور اگر

پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا۔ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اس کے مرتے وقت۔ پھر حضرت رفاعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر حسرت ہیں اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

یہ کمینہ بندۂ بارگاہ عرض کرتا ہے۔

اے حسرت آنا نکہ ندیدند جمالت محروم مدار ایں سگ خود را زنوالت

بحرمة جدك الكريم عليه ثم عليك الصلوٰة والتسليم"[1]

یعنی مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اپنے کو بارگاہ غوثیت کا کمینہ غلام اور سگ بارگاہ سے تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں، اے غوث اعظم! بلاشبہ ان لوگوں پر حسرت وافسوس ہے جنہوں نے آپ کے جمال جہاں آرا کا دیدار نہ کیا تو اپنے اس سگ بارگاہ (احمد رضا) کو اپنی نوازش وعنایت سے محروم نہ رکھیے۔ آپ کو آپ کے نانا جان محمد عربی کا واسطہ ہے۔ ان پر اور آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل ہو۔ اس کے بعد مجدد اعظم قدس سرہٗ نے ایمان کی حفاظت کی تلقین کرتے ہوئے یہ نوٹ لگایا ہے۔ فرماتے ہیں:

مسلمان ان احادیث صحیحہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کے شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین، اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے۔ یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے ہے۔ مگر واللہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا۔ خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزوجل کے انکار کی طرف کیونکر نہ لے جائے گا۔

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا[1]

[1] فتاویٰ رضویہ نہم ص ۱۴۳ و ۱۴۴۔

مجدد اعظم نے مذکورہ احادیث (بہجۃ الأسرار ومعدن الأنوار) سے فراغت پانے کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی شان میں گستاخی کرنے یا آپ سے بغض رکھنے سے قادر مطلق رب تبارک وتعالیٰ کی پناہ چاہی ہے۔ بعدہ حضرت شیخ اور ان کے نانا جان سرکار رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت کا ہار پیش کیا ہے۔ اوراسی طرح محبت کا خراج کئی جگہ پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ غوث اعظم اور آپ کے نانا جان کے کس قدر عاشق زار تھے اور کس طرح ان دونوں ہستیوں کو اپنا ماویٰ وملجا اور اپنا سامان آخرت سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں۔

اَلْعَيَاذُ بِاللّٰهِ الْقَادِرِ رَبِّ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ وَصَلَّى اللّٰهُ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى جَدِّ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ ثُمَّ عَلَى الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ. آمِيْنَ۔[1] مندرجہ بالا عبارت میں مجدد اعظم نے چار جگہ لفظ قادر لاکر خاص معنویت پیدا کردی ہے جس کی شرح انہیں کی زبانی یہ ہے۔

ہے شرح اسم القادر تیرا نام یہ شرح اس متن کی حامل ہے یاغوث (حدائق بخشش)

غوث اعظم کی افضلیت پر نزہۃ الخاطر اور فتاویٰ حدیثیہ کی گیارہ روایتوں سے استدلال

کتاب کے خاتمہ میں تزئیل کے نام سے مجدد اعظم نے بہجۃ الاسرار کے علاوہ دو جلیل القدر علمائے مکہ، علامہ ملا علی قاری اور علامہ ابن حجر مکی کی کتاب نزہۃ الخاطر اور فتاویٰ حدیثیہ سے گیارہ روایتیں نقل کی ہیں۔ جو غوث اعظم کی غوثیت اور سارے اولیاء پر فوقیت پر دلائل قاطع ہیں۔ بہجۃ الاسرار شریف جیسی کتاب سے گیارہ حدیثیں ذکر کردینے اور مرتبۂ غوثیت مآب کو ثابت کردینے کے بعد مزید کسی مصنف یا اس کی کتاب کی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ اس کے باوجود آپ نے ان دونوں بزرگوں کی روایتوں کو دو فائدوں کی غرض سے ذکر فرمایا۔

اوّل یہ کہ واضح کردیں کہ صرف بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف امام ابوالحسن ہی غوثیت

---

[1] فتاوی رضویہ نہم ص ۱۴۳۔۱۴۴۔

مآب کے فضائل ومناقب اور عظمت و برتری کو نہیں واضح کرتے بلکہ کئی ایک مستند کتاب اور معتمد و متفق علیہ مصنفین نے ذکر فرمایا ہے۔ اپنے قلبی مرض کے سبب اگر کوئی امام ابوالحسن مصنف بہجۃ الاسرار سے اختلاف بھی رکھتا ہو اور اس کے دل میں بہجۃ الاسرار کی طرف سے حسد کی آگ بھی ہو تو ملا علی قاری مکی اور علامہ ابن حجر مکی سے تو اختلاف نہ کر سکے گا اور نہ ان سے لاگ کی کوئی رکیک وجہ بھی ہو سکتی ہے؟

دوسرا فائدہ یہ کہ بعض متوسلین رفاعی نے کہا تھا کہ غوثیت مآب کو اکثر عرب قطب الاقطاب اور غوث الاغواث سے نہیں جانتے اور جیسا امام رفاعی کا ذکر کرتے ہیں اس طرح غوث اعظم کا نہیں کرتے تو مجدد اعظم نے یہ تأثر دیا کہ سرکار غوثیت کی افضلیت کا چرچا صرف عراق اور ہندوستان وغیرہا ہی میں نہیں بلکہ مکہ ومدینہ کے گھر گھر میں کوچہ کوچہ میں اور اکثر تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے اور مکہ ومدینہ جانے والا، ان کی زیارت سے مشرف ہونے والا بخوبی جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم کے فضائل کے ذکر میں رطب اللسان نظر آ رہے ہیں۔

وہ گیارہ روایتیں یہ ہیں۔

غوث اعظم کے علوِ مرتبت پر پہلی روایت

غوث اعظم تا ظہور امام مہدی غوثیت کبریٰ کے منصب پر رہیں گے

علامہ علی قاری حنفی مکی (متوفی ۱۰۱۴ھ) کتاب نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمہ سیدؓ الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں،

"بیشک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخیال فتنہ وبلایہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں امام مہدی ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین"۔ غور کیجئے

کہ اس روایت میں یہ لفظ ہے کہ "سیدنا امام حسن اور امام مہدی کے درمیان اوسط قطب صرف غوث اعظم ہیں" اور اہل زبان کو معلوم کہ لفظ "صرف" حصر کے لیے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ صرف سیدنا غوث اعظم علی الاطلاق تاظہور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب بمعنی قطب الاقطاب وغوث الاغواث ہیں۔ اس صفت میں آپ کا کوئی مماثل نہیں۔

دوسری روایت

یہ اعلان کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اللہ کے حکم سے تھا۔

"حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غَیبت (پس پردہ) میں فرمایا۔ ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر اور ان کے زمانہ میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لیے سر جھکائیں گے اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔"

سیدنا غوث اعظم کے استاذ حضرت حماد دباس کے اس مذکورہ فرمان میں اصل عبارت "ماموُرٌمن عند مولاہ" ہے اور یہ وہ پیشین گوئی ہے جو صادق ہوکر رہی اب مطلب یہ ہوا کہ حضرت حماد نے تصریح فرمائی کہ شیخ عبد القادر کا یہ اعلان کرنا کہ میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے۔ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے عبد القادر تم یہ کہو تو انہوں نے کہا اور جب اللہ کے حکم سے سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان فرمایا تو پھر کیا تھا؟ سارے دور کے اولیاء اللہ نے گردن جھکا دی اور آپ کی تعظیم بجالائے اس میں سارے اولیاء کی گردن جھکا دینے اور تعظیم بجالانے کی تصریح ہے اور اولیاء میں حضرت سیدنا امام کبیر رفاعی بھی داخل ہیں تو اس فرمان سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت امام رفاعی نے بھی گردن جھکا دی۔

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ   کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث

اسی لیے مجدد اعظم اس روایت کو نقل کرنے کے بعد نوٹ لگاتے ہیں (روایت مذکور میں) ''مامور من اللہ'' ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں۔

تیسری روایت

ملاعلی قاری کی تصریح کہ غوثیت مآب تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔

''اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا "قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان کر کے علامہ ملاعلی قاری فرماتے ہیں۔ "وَ هٰذَا بَیِّنَةٌ مُبَیِّنَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ قُطْبُ الْاَقْطَابِ وَالْغَوْثُ الْاَعْظَمُ" ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں''۔

راقم السطور کہتا ہے کہ ملا علی قاری کے اس فرمان نے بھی مجدد اعظم امام احمد رضا کے موقف کی تائید کر دی کہ قطب الاقطاب اور غوث الاغواث صرف سیدنا غوث اعظم ہیں آپ کے اس وصف میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد تا ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کوئی شریک نہیں۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قطب خود کون ہے، خادم تیرا چیلا تیرا

چوتھی روایت

آپ کا یہ فرمان کہ مجھ میں اور تمام مخلوقات میں آسمان وزمین کا فرق ہے، فتوحاتِ غیب سے ہے۔

''اسی میں ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں

ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرماتے، ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقاتِ زمانہ میں وہ فرق ہے۔ جو زمین و آسمان میں۔ مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس لیے قیاس نہیں کر سکتے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک وصاف ہے''۔

مجدد اعظم کہتے ہیں۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا (حدائق بخشش)

پانچویں روایت

بغداد کے ایک غوث کی نظر میں غوث اعظم کا مرتبہ واعزاز

''اسی میں ہے۔ امام عبد اللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے، میں جوانی میں طلب علم کے لیے بغداد گیا اس زمانہ میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا: آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں؟ حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ الاعلیٰ نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں، میں توان کے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔ ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے۔ ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا۔ تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں۔ ابن السقا کی طرف نگاہِ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی، اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے، تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری

طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ! مجھ سے مسئلہ پوچھو گے دیکھو میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کے لوتک اس میں غرق ہو گے (یعنی دنیاوی دولت تم کو بہت ملے گی اور اس میں پھنس جاؤ گے) بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبدالقادر! بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ ورسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسئی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیاء وقت نے آپ کی تعظیم کے لیے گردنیں جھکائی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے کہ پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

(عبداللہ فرماتے ہیں) حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوا ہے۔ کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں۔ خاص وعام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لیے اقرار کیا اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح کی درخواست کی، اس نے نہ مانا مگر یہ کہ یہ نصرانی ہو جائے اس نے قبول کر لیا (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

رہا میں تو میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف مقرر کیا اور دنیا بکثرت میرے طرف آئی غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

راقم السطور کہتا ہے۔ روایت ہذا کے الفاظ پر گہری نظر ڈالنی چاہیئے، اس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت غوث موصوف علیہ الرحمہ نے عبدالقادر جیلانی کو یہ پیشین گوئی سنائی کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمام اولیاء وقت نے آپ کی تعظیم کے لیے گردنیں جھکائی ہیں۔ اور یہ مسلم ہے کہ تمام اولیاء وقت میں حضرت سیدنا امام رفاعی بھی شامل ہیں تو حضرت غوث موصوف علیہ الرحمہ کے فرمان عالیشان سے بھی مجدد اعظم کا یہ موقف ثابت ہوا کہ امام رفاعی سے افضل سیدنا غوث اعظم ہیں۔ اور یہ وہ روایت ہے جس کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ قریب بہ تواتر ہے۔

غوث اعظم کی بلندیِ مرتبہ پر چھٹی روایت

آپ تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے پیر ہیں

" اسی میں ہے۔

"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید وشقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھوں کی پتلی لوح محفوظ میں ہے۔ میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے، آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں"۔ (یعنی شیخ الکل)

علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں:

"اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے"۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ جب خود غوث اعظم فرمارہے ہیں کہ میں تمام روئے زمین کا وارث ہوں۔ میں سرکار ابد قرار کا نائب ہوں۔ اور تمام جن وانس اور فرشتوں کا شیخ الکل اور پیر ہوں اور یہ مسلم کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صادق ومصدوق ہیں تو لا جرم ثابت ہو گیا کہ آپ حضرت امام رفاعی کے بھی غوث وپیر اور ان سے افضل ہیں۔

ملک کے، کچھ بشر، کچھ جن کے ہیں پیر تو شیخ عالی وسافل ہے یاغوث (حدائق بخشش)

ساتویں روایت

سید احمد رفاعی کا اعلان کہ عبد القادر پیر لاثانی ہیں:

"سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا شیخ عبد القادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے داہنے ہاتھ ہے۔ اور حقیقت کا سمندر ان کے

بائیں ہاتھ ہے، جس میں سے چاہیں پانی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

راقم کہتا ہے کہ خود امام رفاعی نے ثابت کر دیا کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نہیں تو واضح ہو گیا کہ امام رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی طرح غوث اعظم کے مماثل وہم پلہ نہیں۔ لہٰذا ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے حضرت امام رفاعی کو غوث اعظم کے مقابل لانے یا آپ سے افضل بتانے کی کوشش ناکام کی وہ سخت جہالت وسفاہت میں ہیں۔

غوث اعظم کی بلندیٔ شان پر آٹھویں روایت

اصبہان کے ایک ولی نے غوث اعظم کے لیے گردن نہ جھکائی تو ان کا حال سلب ہو گیا

"امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں، کبھی اولیاء کو کلمات کہنے کا حکم دیا جاتا ہے جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لیے۔ جیسا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصبہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہو گیا۔"

سگ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی   بند بند بدن اے روبۂ دنیا تیرا
سمِ قاتل ہے خدا کی قسم! ان کا انکار   منکر فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

غوث اعظم کی بلندیٔ شان پر نویں روایت

غوث اعظم کے اعلان پر ابو النجیب سہروردی نے کہا آپ کا قدم میری گردن ہی پر نہیں میرے سر پر ہے۔

"پھر فرمایا (امام ابن حجر مکی نے)

''حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکا دیئے ان میں سے (سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سیدؒ عبد القاہر ابو النجیب سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر، میرے سر پر اور ان میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور یہ کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کے گردن پر حضور کا پاؤں ہے۔ اس کے کہنے اور سر جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے۔ اور انہیں میں سے حضرت سیدی ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے سر مبارک جھکایا اور فرمایا میں بھی انہیں میں ہوں۔ الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا۔ اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن مبارک جھکائی اور کہا سچ فرمایا سچ مانے ہوئے سچے نے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین''۔

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا
تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہئے سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا؟ تیرا

کاتب الحروف کہتا ہے اس روایت نے جہاں یہ انکشاف کیا کہ سلسلۂ سہروردیہ کے پیران پیر حضرت ابو النجیب سہروردی، حضرت ابو مدین مغربی اور شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی گردنیں جھکا دیں وہیں مسئلۂ زیر بحث بھی صاف و بے غبار ہو گیا کہ جب حضرت امام رفاعی نے بھی خود اپنی گردن جھکا دی اور غوث اعظم کے قدم ناز کو اپنے اوپر رکھنے والوں میں شامل کر لیا تو غوث اعظم کا آپ سے اور تمام اولیاء سے افضل ہونا ثابت ہو گیا۔

دسویں روایت

غوث اعظم کی پیدائش اوران کے اعلان کی پیشین گوئی سو برس پہلے ہی اولیاء کرام نے کردی تھی۔

"پھر فرمایا (علامہ ابن حجر مکی نے کہ مذکورہ اولیاء کرام)

"یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوران کے سوااور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لیے انہیں اسے فرمانے کا حکم دیا۔لہٰذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ مستند سندوں سے بہت اولیاء کرام مقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور فرمائیں گے میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر۔اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اوراس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے"۔

گیارہویں روایت

غوث اعظم کے لیے سارے ولیوں کا اپنی گردن جھکانا خبر متواتر سے ثابت ہے۔

"پھر فرمایا علامہ ابن حجر نے:

"امام ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون نے جو اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لیے گیا۔ابن السقا اور میں مدرسہ نظامیہ میں شریک درس تھے اوراس وقت بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے تھے" (وہی پوری حدیث کہ نمبر ۵ میں گذری۔ ان غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں

فرمائیں گے، میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیاءِ عصر آپ کے قدم پاک کی تعظیم کے لیے اپنی گردنیں خم کریں گے اور پھر ایسا ہی واقعہ ہونا۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بے شک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے)"۔

اس کے بعد مجدد اعظم قدس سرہ امام ابن حجر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "وَهٰذِهٖ كَادَتْ اَنْ تَوَاتَرَ فِی الْمَعْنٰی لِكَثْرَةِ نَاقِلِيْهَا وَ عَدَالَتِهِمْ" یعنی یہ حکایت قریب تواتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔

ابن السقا کا انجام

"فتاویٰ حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سر برآوردہ تھا، جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا۔ ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ نصرانی ہوگیا۔ بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دے دی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھینکوا دیا، بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا۔ ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گذرا اسے پوچھا تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ کہا سب محو ہوگیا۔ صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے۔ "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ" کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ امام ابن ابی عصرون فرماتے ہیں پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اور اسے پایا گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے۔ وہ نزع میں تھا میں اسے قبلہ کی طرف کیا وہ پورب کو پھر گیا۔ میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا۔ اسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا۔ وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ إنتهی"

سوال: ۔ اس واقعہ سے سمجھ میں آیا کہ ابن السقا نے ان غوث کی بارگاہ

میں گستاخی کی تو اسے کفر کے گڑھے میں جانا پڑا اسے بازار میں پھینک دیا یا طرح طرح کے عذاب سے اس کے بدن کو داغا گیا اور جانتا بھی تھا کہ ان غوث کی شان میں گستاخی کی یہ سزا مل رہی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کیوں نہیں کر لے رہا تھا۔ کلمہ شریف پڑھنا کیا مشکل تھا تاکہ دنیا و آخرت کے عذاب سے بچ جاتا۔

جواب:- اس سوال کا بہترین وستھرا جواب مجدد اعظم کی نوک قلم سے سماعت کیجئے۔ لکھتے ہیں:

اقول! اس کا جواب قرآن عظیم دے گا۔ "**وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ**" تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہاں کا ہے۔ اور فرماتا ہے: "**کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ**" کوئی نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔ اور فرماتا ہے: "**ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ**" یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں میں مہر لگا دی گئی کہ انہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

امام ابن حجر فرماتے ہیں اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے، اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اسکے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہمیں اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو ان پر نیک گمان کریں"۔[1]

اخیر میں مجدد اعظم کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں انہوں نے بڑے نفیس

[1] رسالہ طرد الافاعی عن حمی ہاد رفع الرفاعی مشمولہ فتاوی رضویہ نہم کتاب الشتی ص ۱۵۰۔ ملخصاً۔

پیرایہ بیان میں جملہ اولیاء کرام سے عموماً اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصاً محبت کا پیغام دیا ہے اور فرمایا کہ کسی بزرگ سے محبت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کے ہر عمل کی اتباع وپیروی اور ان کے ہر فرمان کی تصدیق کی جائے۔ محبت کے تقاضے کے یہ بالکل خلاف ہے کہ کسی بزرگ سے محبت کا دم بھرا جائے اور ان کی اتباع وتصدیق کے بجائے نزاع و جھگڑا اور تکذیب سے کام لیا جائے۔ تو جب سید امام کبیر احمد رفاعی اور دوسرے اولیاء نے غوث اعظم کی تعظیم بجالائی اور اپنے جاننے والوں کو فرمایا کہ غوث اعظم کی تعظیم کریں۔ تو امام احمد کبیر اور دوسرے اولیاء کو ماننے کا حق اسی وقت ادا ہوگا کہ ان کے ارشادات پر عمل پیرا ہوا جائے اور غوث اعظم کی تعظیم بجالائی جائے اور آپ کو سارے اولیاء اللہ سے افضل واعلیٰ اور برتر و بالا جانا جائے۔

آپ لکھتے ہیں:

''فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لیے کفایت ہو، اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادبِ اولیاء کی توفیق دے۔ اور ابن السقا بجہنم اور اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسائتِ ادب (یعنی بے ادبی) پر خاتمہ ہوا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

اے برادر! مقتضائے محبت اتباع وتصدیق ہے نہ نزاع وتکذیب سچا محبّ حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا۔ اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع غوث اعظم مانے گا۔ عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل کہتا (حالانکہ سارے شیعی حضرت علی کو افضل اور حضرات شیخین کو مفضول کہتے ہیں) اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا "کَفٰی بِیْ وِزْراً اَنْ اُحِبَّهٗ ثُمَّ اُخَالِفَهٗ" یعنی! امیر المؤمنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے۔ مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے

محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ واقعی تکذیب ومخالفت اگر چہ بزعم عقیدت ومحبت ہو اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین آمین"۔

تین واقعے: غوث اعظم کی بلندی شان کے تعلق سے تین واقعے اور بھی ملاحظہ کیجئے، جنہیں مجدد اعظم نے مذکورہ رسالہ میں ضمنی طور پر بیان فرمایا ہے اور جن سے غوث اعظم کی قدرت واختیار اور تصرفات پر خاصی جھلک پڑتی ہے۔

(۱) حضرت غوث اعظم سے جس نے جو مانگا عطا کیا

"بہجۃ الاسرار شریف میں ہے۔ ایک روز عارف باللہ ابو الخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے، حضور نے ارشاد فرمایا۔ ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں۔ سب نے اپنی اپنی دینی ودنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی عرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قطبیت پاؤں۔ حضور نے فرمایا: "ہم ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں" عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ اسی میں حضرت ابو عمرو حضرت خباز اور حضرت ابو الغیث یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا:

"قُطِبَ الشَّيْخُ خَلِيْلُ الصَّرْصَرِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسَبْعَةِ اَيَّامٍ"

حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے"۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قطب خود کون ہے؟ خادم تیرا چیلا تیرا

(۲) حضرت غوث نے مری مرغی کو زندہ کیا

"امام جلیل عبد اللہ بن اسعد یافعی قدس سرہ الشریف مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں۔ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں۔ انہیں سے یہ بھی ہم

[illegible]

نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن'' میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں۔ اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہاں کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پرنور سے ظہور میں آئیں۔ اس کتاب میں ان میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں۔ وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقہ مقری ابوالحسن علی بن یوسف لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کتاب بہجۃ الاسرار شریف) میں اپنی پانچ سندوں سے عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں، عارفین باللہ کی ایک جماعت سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے، میں اللہ کے لیے اور حضور کے لیے اس پر اپنے حقوق سے درگذری، حضور نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا۔ ایک روز ان کی ماں آئیں۔ دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہو گیا ہے۔ اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا۔ جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے، عرض کی اے میرے مولیٰ! حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور پُرنور نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قُومِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ جی اٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جلائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی۔ حضور اقدس نے فرمایا، جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو چاہے کھائے۔''

قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت

(۳) حضرت غوث اعظم نے چیل کو مار کر پھر زندہ کر دیا

''انہیں سب عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلّاتی ہوئی گزری، ان کی آواز سے حاضرین کے دل مشوش ہوئے۔ حضور نے ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے۔ فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف۔ پھر حضور نے کرسی وعظ سے

اتر کراس چیل کو اٹھا کراس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ فوراً وہ چیل زندہ ہو کر سب کے سامنے اڑتی چلی گئی۔

قادر اقدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی

مردہ را جانے دہی وزندہ را بے جاں کنی ؎۱"

(یعنی اے قدرت رکھنے والے (غوث اعظم) آپ قدرت وطاقت رکھتے ہیں آپ جو چاہیں کریں۔ مردہ کو زندہ کریں چاہے زندہ کو مردہ کریں۔۱۲۔ ع)

نور ششم

ان عبارات کے بیان میں جنھیں مجدد اعظم نے کسی مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے نقل فرمائی ہے اور جن سے شان غوث اعظم ظاہر ہوتی ہے۔

غوث اعظم اور اتباع شریعت:

کچھ بناوٹی صوفی اور نام کے اہل طریقت، شریعت کے مخالف ہیں، کہتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت شریعت سے جدا چیز ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ طریقت مقصد اصلی ہے اور اس مقصد اصلی کے لیے علمائے شریعت سدِ راہ اور رکاوٹ ہیں۔ اور علمائے شریعت وارث ونائب انبیاء نہیں بلکہ علمائے حقیقت وطریقت ہی وارث ونائب ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ طریقت کو پالینے کے بعد شریعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ "العیاذ باللہ العظیم" اس باطل خیال کا رد مجدد اعظم قدس سرہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی اقوال سے کیا ہے۔ سیدنا غوث اعظم کے ان فرامین سے واضح ہوجاتا ہے کہ ڈھونگی صوفیوں کی بات غلط وباطل محض ہے اور شریعت سے ہٹ کر الگ طریقت کا وجود ہو ہی نہیں سکتا، وہ طریقت ہی نہیں جسکی بنیاد میں شریعت نہ ہو بلکہ وہ شیطان لعین کا طرفہ وتماشا ہے۔ اس لیے شریعت کی

۱؎ رسالہ مذکورہ مشمولہ فتاوی رضویہ نہم ص ۱۳۶ ناشر مکتبہ رضا بیسلپور پیلی بھیت

حفاظت اور ملت بیضا کی پیروی بہر تقدیر فرض ہے، اس کے بغیر زندقہ و گمراہی ہے۔

مجدد اعظم ''مقال عرفاء'' میں نقل فرماتے ہیں۔

''**قول اوّل**: حضور پرنور سید الافراد، قطب الارشاد غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''غیرِ خدا[1] کو موجود نہ دیکھ۔ اس کے ساتھ ہو تو اس کی باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو اور اس کے ہر امر و نہی کی حفاظت کر۔ اگر حدود شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا۔ اور اپنی خواہش نفسانی چھوڑ اس لیے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے''۔ (طبقات الاولیاء امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی، جلد اوّل مطبع مصر، صفحہ:۱۳۱)''

مذکورہ حدیث غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد تحفظ شریعت و اعزاز علماء کے سلسلہ میں مجدد اعظم کا یہ خصوصی نوٹ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں: ''سعادت مند کے لیے حضور پرنور سید الاولیاء غوث العرفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہی ارشاد کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرما دیا ہے۔ وللہ الحمد''

''**قول دوم**: حضور پرنور غوث الثقلین غیاث الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن و حدیث پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور ناپسندیدہ ہوں تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کسی کو دوست رکھے نہ دشمن۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دے گی خدا کی راہ سے'' (طبقات کبریٰ، صفحہ:۱۳۰)

قول سوم: حضور پرنور سیدنا غوث الاغواث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اَلْوَلَايَةُ ظِلُّ النُّبُوَّةِ وَ النُّبُوَّةُ ظِلُّ الْاُلُوْهِيَّةِ وَ كَرَامَةُ الْوَلِيِّ اسْتِقَامَةُ

[1] یہاں حضرت مجدد اعظم نے طبقات الاولیاء کی عربی عبارت بھی نقل فرمائی ہے میں نے مصلحۃً واختصاراً حذف سے کام لیا اسی طرح بقیہ روایتوں میں بھی

فِعْلِہٖ عَلٰی قَانُوْنِ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم"

ولایت پرتَوِ نبوت ہے اور نبوت پرتَوِ الوہیت۔ اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔ (بہجۃ الاسرار شریف امام اجل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر شطنوفی قدس سرہ مطبع مصر، صفحہ:۳۹)

قول چہارم: حضور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شرع وہ حکم ہے کہ جس کے صولتِ حکم کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسّیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئی ہیں۔ دونوں جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔ (بہجۃ الاسرار شریف، صفحہ:۴۰)

قول پنجم: حضور پرنور سیدنا باز اشہب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، شریعت پاکیزۂ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درختِ دینِ اسلام کا پھل ہے۔ شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں۔ شرع کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے۔ خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔ (بہجۃ مبارکہ، صفحہ:۴۹)

قول ششم: حضورپُرنور سیدالاولیاء قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اَقْرَبُ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی لُزُوْمُ قَانُوْنِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَ الْاِسْتِمْسَاکُ بِعُرْوَۃِ الشَّرِیْعَۃِ"

"اللہ عزوجل کی طرف سب سے زیادہ قریب راستہ قانونِ بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔ (بہجۃ منورہ، صفحہ:۵۰)

قول ہفتم: حضور پرنور سیدنا وارث المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشیں ہو۔ جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا

سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اپنے ساتھ شریعت الٰہیہ کی شمع لے لے“ (بہجۃ مطہرہ، صفحہ:۵۳) [1]

مذکورہ عبارات میں غور فرمایئے۔ مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہ اپنے آقا و مولیٰ کو کن کن القاب و آداب سے یاد کرتے ہیں۔ سیدھے سادے عامیانہ انداز میں اور عام لوگوں کی طرح محض نام ہی پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ حضور کے القاب و اوصاف کا بار بار ذکر کرتے ہیں اور اچھے پیرائے میں کرتے ہیں...... کبھی تو حضور پر نور، سید الافراد، قطب الارشاد، غوث اعظم و قطب عالم سے اور کبھی غوث الثقلین و غیاث الکونین سے، کبھی سیدنا سے تو کبھی غوث الاغواث سے، کبھی محی الدین و محبوب جیسے بے مثل القاب سے تو کبھی باز اشہب جیسے بے نظیر خطاب سے اور کبھی سید الاولیاء و قطب الکونین سے تو کبھی وارث مصطفیٰ و غوث الاولیاء سے یاد کرتے ہیں۔ گویا وہ نئے نئے القاب و خطاب سے اپنے پیر و مرشد کو یاد کرکے ہر مرتبہ نئی لذت و چاشنی محسوس کرتے ہیں اور اس سے وہ اپنے اندر ایک انوکھا قلبی سرور پاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ آداب شیخ بجالانے کا اور عشق و شیفتگی کا جو مزاج اور اپنے محسنوں و آقاؤں کی مدح و ستائش و منقبت خوانی کا جو جذبۂ ادب امام احمد رضا قدس سرہ کے یہاں ملتا ہے دوسری جگہ ناپید نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

کیا خوب کہا:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول بالے میری سرکاروں کے (حدائق بخشش)

اسی لیے استاذ گرامی حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی دار القلم دہلی خامہ فرسا ہیں،

”نائب غوث الوریٰ حضرت فاضل بریلوی کو قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات برکات سے بے پناہ عشق اور والہانہ لگاؤ تھا اور آپ کی مجلس میں بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ حضرت غوث الوریٰ کا نام لیا جاتا۔ قلبی وابستگی اور ربط و تعلق خاطر ہی کا فیض تھا کہ بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی برکتیں آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ فگن رہتیں اور دل کی آنکھوں سے ان کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے۔

[1] مقال عرفاء باعزاز الشرع والعلماء معروف بہ شریعت و طریقت از ص ۳۵ تا ۳۷۔

اور انعام واکرامِ قادریت کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ آپ کو بارگاہ غوث الوریٰ سے نائب غوث الوریٰ کا عظیم ترین اعزاز بخش دیا گیا''۔[1]

غوث اعظم کا زندوں کی طرح قبر میں تصرف فرمانا:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۶۱ھ) کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے۔ تادم تحریر آٹھ سو ساٹھ (۸۶۰) سال کا عرصۂ دراز ہوگیا مگر آپ آج بھی اپنے روضۂ اطہر میں زندہ ہیں اور زندوں کی طرح اپنے اختیار وقدرت کو بروئے کار لاکر تصرف فرماتے ہیں۔ فریادیوں کی فریاد سنتے اور مدد بہم پہنچاتے ہیں۔ مردے کی حیات اور ان کی سماعت کے ثبوت پر استدلال کرتے ہوئے شیخ محقق دہلوی کی کتاب شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے امام احمد رضا قدس سرہ نقل فرماتے ہیں۔

''یکے از مشائخ عظام گفتہ است، دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفہائے شاں در حیات خود یا بیشتر، شیخ معروف (کرخی) وعبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودو کس دیگر را از اولیاء شمردہ''[2]

(**ترجمہ:** مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ (علی قرشی) نے فرمایا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف فرماتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں فرماتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ (۱) شیخ معروف کرخی (۲) شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے دو اولیائے کرام کو بھی گنایا (یعنی شیخ عقیل اور حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی۔ ۱۲-ع۔)

مذکورہ عبارت سے جہاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت ظاہر ہوتی ہے وہیں مردوں کی حیات اور ان کی سماعت بھی۔ مجدد اعظم اپنے اس

---

[1] امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۸۱۔

[2] رسالہ حیات الموات مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۸۹ یہ روایت قلائد الجواہر مترجم کے ص ۱۳۵ پر اور بہجۃ الاسرار شریف مترجم کے ص ۴۳۹ پر بھی مندرج ہے۔

مدعیٰ ''حیات موتیٰ وسماعِ اموات'' پر نیز انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء عظام کوندا، ان سے توسل وطلب دعاء کے ثبوت پر ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

سیدی جمال مکی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے:

''مجھ ا؎ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یَـا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَـا عَلِیُّ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا، ہاں۔ اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع وشئی مرغوب ہے، جسکا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمنِ انصاف اور بے شک وہ برکت اولیائے کرام سے محروم ہے۔

شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیاء واولیاء سے فریاد کرتے ہیں، اس کا شرع میں کیا حکم ہے؟ امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ انبیاء ومرسلین واولیاء وعلمائے صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت واستمداد (مدد چاہنا) جائز ہے۔

علامہ خیر الملۃ والدین رملی حنفی استاذ صاحب درمختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں۔

لوگوں کا کہنا یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔ ۲؎

اسی لیے مجدد اعظم قدس سرہ ایک مقام پر قلمبند فرماتے ہیں۔

''ولہذا یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا بے تخصیص مکان وقید زمان جائز ہوا۔ اور شاہ ولی اللہ اور ان کے اکابر نے یا علی یا علی کا وظیفہ کیا'' ۳؎

ہر فیض تین شخصیتوں ہی کی نسبت سے ملتا ہے۔

مجدد اعظم قدس سرہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی کتاب ہمعات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ا؎ اصل میں عربی عبارت بھی مندرج ہے۔

۲؎ یہاں پر بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ترجمہ کے ساتھ عربی عبارت لکھی ہیں۔ عربی عبارت فتاوی رضویہ چہارم کے مذکورہ رسالہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ ۳؎ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۳۲۱۔

" اسی میں ہے،

"امروز اگر کسے رامناسبت بروح خاص پیدا شود واز انجا فیض بردارد غالباً بیروں نیست از آنکہ ایں معنیٰ بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا بہ نسبت حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

(آج اگر کسی کو کسی خاص بزرگ کی روح سے مناسبت اور لگاؤ پیدا ہوتا ہے اور اس روح سے اسے فیض وفائدہ پہنچتا ہے تو غالب یہی ہے کہ یہ فیض پیغمبر اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہوتا ہے یا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یا حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے پہنچتا ہے۔۱۲-ع)

پھر انہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کی مذکورہ کتاب کے حوالہ سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زندوں کے مثل تصرف کرنے کو واضح کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

"در اولیاءِ امت واصحاب طرق کسیکہ بعدہ تمام راہ جذب باکد وجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ درآنجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند ولہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبور خود مثل احیاء تصرف می کنند" [۱] (اولیائے امت اور اصحاب سلاسل میں سب سے زیادہ قوت روحانیت رکھنے والا شخص جس کی طرف جذب وسلوک اور طریقت کی تمام راہیں زیادہ مؤکد طریقے پر مائل ہیں اور جس کا اس مقام میں اکمل طریقہ پر قدم جما ہوا ہے، وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی لیے مشائخ کرام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی قبر مبارک میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔)

اور ملفوظاتِ مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

"التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نہ شدہ کہ توجہ مبارکِ آں حضرت بحال مبذول نیست" [۲] (معلوم ہے کہ حضور غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سلسلہ طریقۂ علیہ قادریہ کے متوسلین ومریدین کے حال کے ساتھ بہت التفات وتوجہ رکھے ہوئے ہیں اور توجہ

[۱] فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۰۷۔

[۲] رسالہ حیاۃ الموات مشمولہ فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۰۸

فرماتے رہتے ہیں۔ اس سلسلۂ علیہ قادریہ والوں میں سے اب تک کسی ایسے شخص سے ملاقات نہ ہوئی جس کے حال پر آنحضرت (غوث اعظم) کی توجہ مبذول نہ ہوئی ہو اور آپ نے اس پر عنایت و بخشش نہ کی ہو۔۱۲ع)

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں:

''حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت (مرزا جانجاں نے) کہا، حضور کے جس متوسل سے ملاقات ہوئی توجہ والا اس کے حال پر مبذول ہوئی''۔[1]

مجدد اعظم پھر فتاویٰ رضویہ جلد چہارم کے صفحہ:۳۱۱ پر رقمطراز ہیں:

''شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ محدث ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں'' ''دو سال کما بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ متوجہ می شد ذوق ایں راہ از آنجا پیدا کرد''۔ (محدث ابراہیم کردی کم و بیش دو سال بغداد میں ٹھہرے رہے اور سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اطہر پر متوجہ رہے۔ آپ کو طریقت کی اس راہ کا ذوق و شوق اور طبیعت وہیں سے پیدا ہوئی)

نیز رقمطراز ہیں:

اسی میں (انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ) اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا۔

''می فرمودند یکبار حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را در یقظہ دیدم اسرار عظیم دراں محل تعلیم فرمودند'' شیخ ابوالرضا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیداری میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اس مقام پر حضرت نے مجھے بڑے اسرار و رموز کی تعلیم فرمائی[2]

---

[1] رسالہ حیاۃ الموات مشمولہ فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۲۰

[2] معلوم ہوا کہ حضور غوث اعظم کو یہ تصرف وقدرت حاصل ہے کہ بعد وفات بھی اپنے متوسلین کی امداد فرماتے ہیں اور نہ صرف خواب میں بلکہ بیداری میں تشریف لا کر تعلیم و تربیت اور رہنمائی فرماتے ہیں۔

مرزا جانجاناں صاحب فرماتے ہیں:

از حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوکس طریقہ گرفتند یکے طریقہ قادری اخذ کرد و دیگرے طریقہ نقشبندیہ اختیار نمود۔ ایشاں فرمودند کہ روح مبارک حضرت غوث اعظم تشریف آوردہ صورت مثالی مرید خاندان خود را ہمراہ بردند و حضرت خواجہ نقشبند تشریف فرما شدہ صورت مثالی معتقد خود را با خود بردند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ [1]

(حضرت شیخ عبدالاحد سے دو شخص نے سلوک کا طریقہ لیا اور مرید ہوئے۔ ایک نے سلسلۂ قادریہ کو اختیار کیا اور دوسرے نے طریقۂ نقشبندیہ کو۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صورت مثالی میں تشریف لائے اور اپنے سلسلۂ وخاندان کے مرید کو اپنے ہمراہ لے کر چلے گئے اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ بھی صورت مثالی میں تشریف لائے اور اپنے معتقد کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔۱۲ع)

حضور سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کو غوث الثقلین، غوث اعظم اور قطب الاقطاب جیسے ناموں سے یاد کرنے سے وہابیہ کو چڑھ ہے اس پر مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہ کا قلم جوش میں آجاتا ہے اور قہر الٰہی کی بجلی بن کر ان دشمنان اولیاء پر ٹوٹ پڑتے ہیں چنانچہ اسی فتاویٰ رضویہ چہارم میں تذئیل کے تحت لکھتے ہیں،

''نواب صدیق حسن خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال رسالہ ''تقصار جیود الاحرار'' میں تصریح کرتے ہیں کہ ''غوث الثقلین وغوث اعظم وقطب الاقطاب کہنا شرک سے خالی نہیں۔'' میں کہتا ہوں نواب بہادر نے یہاں خدا جانے کس خیال سے ایسا گرا ہوا لفظ لکھا، ورنہ بیشک تمام وہابیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم لگائیں، غوث اعظم وغوث الثقلین تو بہت اجل واعظم ہے۔ آخر غوث کے کیا معنیٰ، ''فریاد کو پہنچنے والا'' جب ان کے نزدیک استمداد وفریاد شرک تو فریادرس کہنا کیونکر شرک صریح نہ ہوگا۔ اب دیکھئے کہ ان حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہوگیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ومیاں اسمٰعیل دہلوی نے حضور غوث اعظم

---

[1] فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۱۲ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الثقلین لکھا دیکھو (مقال ۳۸ و ۷۸)۔ شاہ ولی اللہ امام معتمد اور شیخ ابو الرضا ان کے جد امجد اور مرزا جاں جاناں ان کے ممدوح اوحد اور ان کے پیر سلسلہ شیخ عبد الاحد نے غیاث الدین حضور غوث الثقلین کو غوث اعظم کہا دیکھو۔ (مقال ۶۱ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۶ و ۷۷) شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا: ''برخی [1] از اولیاء مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ۔'' تنبیہ: ۔ذرا یہ ''مسجود خلائق'' کا لفظ بھی پیش نظر رہے جس نے شرک کا پانی سر سے گزار دیا۔ میاں اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں کہا: ''طالبانِ [2] نافہم دانند کہ مانیز ہم پایۂ حضرت غوث الاعظم شدیم'' انہیں بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کو قطب الاقطاب لکھا دیکھو (مقال :۷۹) اور ہاں مولوی اسحٰق صاحب تو رہے ہی جاتے ہیں، جنہوں نے ماۃ مسائل کے جوابِ سوالِ دہم میں کہا ''ولایت و کرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہ''۔

غرض مذہب طائفہ (وہابیہ) عجب مذہب مہذب ہے جس کی بناء پر تمام ائمہ و عمائد طائفہ بھی سو سو طرح مشرک کافر بنتے ہیں، "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" [3]

عبارات بالا میں سے ایک عبارت یہ گزری کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ میرے نانا شیخ ابو الرضا محمد نے خواب میں نہیں بیداری میں حضرت غوث اعظم کو دیکھا اور ان سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ اولیاء کرام مثل حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیداری میں بھی تشریف لا سکتے ہیں اور تصرف فرما سکتے ہیں نہ

[1] ترجمہ:۔ حضرت برخی مسجود خلائق اولیاء میں سے ہیں اور لوگوں کے دلوں کے محبوب ہو چکے ہیں جیسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ تعالیٰ سرہ مسجود خلائق اور دلوں کے محبوب ہیں۔

[2] ترجمہ:۔ نا سمجھ طالب لوگ یہ جانتے ہیں کہ ہم بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم پایہ و ہم رتبہ ہو گئے ہیں (حالانکہ یہ جاننا سراسر غلط ہے)

[3] رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات مشمولہ فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۲۱ ۔ ۳۲۲۔

کہ محض خواب میں مگر وہابیہ کو اس سے انکار ہے چنانچہ وہابیت سے متاثر مولوی خرم علی نے اپنے دل کے چور کو شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی کتاب مستطاب "القول الجمیل" کے ترجمہ میں آخر ظاہر کر ہی دیا۔ اس لیے شاہ صاحب موصوف کی ایک عبارت اور اس سے محدث عالم امام احمد رضا قدس سرہ کے استدلال کا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔

محدث عالم موصوف لکھتے ہیں:

"القول الجمیل میں ہے:

تَأَدَّبَ شَيْخُنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ مِنْ اَرْوَاحِ الْاَئِمَّةِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ وَ الْخَواجَه بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٍ نَقْشبَنْد والخواجه مُعِيْنِ الدِّيْن بِنْ حَسَنِ الْچِشْتِيْ وَ اِنَّهٗ رَآهُمْ وَ اَخَذَ مِنْهُمُ الْاِجَازَةَ وَ عَرَفَ نِسْبَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهَا مِمَّا اَفَاضَ مِنْهُمْ عَلٰى قَلْبِهٖ وَكَانَ يَحْكِيْ لَنَا حِكَايَتَهَا رَضِيَ اللّٰهُ تعالىٰ عَنْهُ وعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

(یعنی ہمارے مرشد شیخ عبد الرحیم نے ائمہ کرام حضور غوث اعظم وخواجہ نقشبند وخواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح طیبہ سے آداب طریقت سیکھے اور ان سے اجازتیں لیں اور ہر ایک کی نسبت جوان سرکاروں سے ان کے دل پر فائض ہوئی جدا جدا پہچانی اور ہم سے ان کی حکایت بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ان حضرات سے راضی ہو)

محدث عالم سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ نے اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد اس کے ذیل میں یوں نوٹ لگایا:

"مولوی خرم علی صاحب نے اِنَّهٗ رَآهُمْ کے ترجمہ میں لفظ "خواب میں دیکھا" اپنی طرف سے بڑھا دیا جس پر کلام شاہ ولی اللہ میں اصلاً دلیل نہیں مگر ارواح عالیہ کا فیض بخشنا، اجازتیں دینا، نسبتیں عطا فرمانا مجبورانہ مسلم رکھا"[۱]

واضح رہے کہ حضرت شاہ عبد الرحیم والد محترم حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہما اور ان مشائخ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی وفات کے درمیان کم از کم پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

[۱] فتاوی رضویہ چہارم ص ۳۱۱۔

ان عبارات سے فکر رضا مندرجہ ذیل امور ثابت کرنا چاہتی ہے۔

(۱) حضور پرنور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی قدس سرہ الرحمانی اور دیگر خاصان خدا علیہم رحمۃ المولیٰ کی شان عظمت نشان یہ ہے کہ بعد وفات آج بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندہ کی طرح تصرف کرتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ۔

(۲) حضور پیران پیر روشن ضمیر علیہ الرحمۃ والرضوان کو غوث الثقلین (جن وانس کے مددگار) وغوث اعظم (سب سے بڑے مددگار) اور قطب الاقطاب کہنا جائز و درست ہے۔

(۳) ان کے تصرفات واختیارات اور کرامات آج بھی اسی طرح جاری ہیں جیسے ظاہری حیات میں۔

(۴) ان سے مدد مانگنا اور حل مشکلات چاہنا جائز و درست ہے۔ ہرگز بدعت وشرک نہیں جیسا کہ وہابیہ اور دیوبندیہ کا گمان باطل ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں کو لفظ ''یا'' اور ''اے'' کے ذریعہ پکارنا جائز اور بزرگان دین کا معمول رہا ہے۔لہٰذا اسے ناجائز کہنے والے سخت غلطی پر ہیں۔

(۶) ان بزرگوں کے لیے مسافت کا قرب وبعد کوئی معنیٰ نہیں رکھتا لہٰذا کوئی قریب سے پکارے وفریاد کرے یا دور سے بہر صورت وہ سنتے اور فریادرسی کرتے ہیں۔

(۷) حضور دستگیر سیدنا غوث الثقلین وغیرہ قدس اللہ اسرارہم اگرچہ اپنی قبر میں لیٹے رہیں اور لاکھ حجابات و پردے حائل ہوں پھر بھی کسی کی فریاد سننے اور فریادرسی کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں (کیونکہ یہ نور الٰہی سے دیکھتے ہیں اور نور الٰہی کے سامنے حجابات اور مسافت کے قرب وبعد کی کوئی حیثیت نہیں۔

حدیث میں سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ" (مؤمن کامل (ولی ومحبوب بارگاہ) کی فراست ودانائی سے ڈرو اس لیے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)

(۸) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثقلین یعنی جن وانس پر قطبیت وامامت حاصل ہے اور جس کسی کو فیوض وبرکات مل رہے ہیں آپ ہی کے توسط سے مل رہے ہیں [۱] اور یہ سلسلہ قریباً نو سو سال سے جاری ہے اور تا ظہور امام مہدی جاری رہے گا۔

(۹) غوث اعظم کے سلسلہ میں مرید ہونا اور آپ سے عقیدت ومحبت رکھنا آخرت میں کام آنے والا بہترین توشہ ہے اس غرض کے تحت مجدد اعظم آپ کو اپنا قبلہ دین وکعبۂ ایمان [۲] سمجھتے ہوئے یوں استغاثہ کرتے ہیں۔

غوث اعظم بمن بے سر وساماں مددے
قبلۂ دین مددے، کعبہ ایماں مددے

(۱۰) قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ الرحمانی کی توجہ عنایت اپنے چاہنے والوں کی طرف مبذول ومائل ہے۔

(۱۱) حضرت پیر لا ثانی شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کی طرف توجہ ورجوع کرنے یا آپ کی قبر انور کے پاس معتکف ہونے سے راہ سلوک اور طریقت کا ذوق وطبیعت ملتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے استاذ حضرت ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کو ملی۔

(۱۲) پیر پیراں میر میراں حضرت شاہ جیلاں علیہ الرحمۃ اپنے ماننے

---

[۱] اس مسئلہ کو مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہ نے فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۳۰۸، ۳۰۹ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب تذکرۃ الموتی اور حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کی مکتوبات سے مفصلاً ذکر کیا ہے۔ اور قدرے الملفوظ سوم کے ص ۵۷ و ص ۱۲۱ پر قلمبند فرمایا ہے۔

[۲] مندرج شعر فتاوی رضویہ چہارم ص ۲۴۳ پر مندرج کر کے امام اہل سنت نے غوث اعظم قدس سے فریاد کی ہے

والے کے صرف خواب ہی میں نہیں آتے بلکہ اس کی بیداری میں بھی تشریف لاکر امداد کرتے اور تعلیم و تربیت فرماتے ہیں۔

(۱۳) مردوں کا سننا، زیارت کرنے والے کو جاننا، دیکھنا اور پہچاننا بھی ثابت ہوا۔

(۱۴) یہ بھی ثابت و واضح ہوا کہ ان مسائل کا اقرار خود وہابیوں اور دیوبندیوں کے معتمد لوگوں نے بھی کیا ہے مثلاً حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہم الرحمۃ والرضوان، مولوی اسحٰق دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی۔ اس لیے وہابیوں اور دیوبندیوں کو یارسول اللہ کہنے، یا غوث اعظم اور یاعلی کہنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ ان شواہد کے بعد یارسول اللہ و یاغوث اعظم کہنے والوں پر شرک و بدعت کی مشین گن یا توپ چلانا کسی عقلمند کو زیب نہیں دیتا۔ مگر کیا کہیے گا۔ خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

فرض چھوڑ کر نفل ادا کرنے والے کا عمل مقبول نہیں

بعض لوگ روپے وغیرہ کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جو فرض قطعی ہے۔ اور نفل صدقہ و خیرات خوب لٹاتے ہیں اسی طرح کچھ لوگ روزہ اور دیگر نفل کام بہت کرتے ہیں مگر فرائض سے سخت غافل ہیں۔ ظاہر ہے کہ فرض کی ادائیگی کے بغیر کوئی نفل کیونکر مقبول ہوگا؟ ہرگز امید قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے ایک رسالہ ہی بنام "اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوہ" لکھ ڈالی ہے۔ فرض کو چھوڑ کر نفل ادا کرنے والے کے عمل مقبول نہ ہونے پر مجدد اعظم قدس سرہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلنشیں پیغام اور آپ کی روایت کردہ احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حضور پرنور سیدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابومحمد عبد

القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب ''فتوح الغیب شریف'' میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: ''اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمت گاری میں موجود رہے'' پھر حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں۔

''ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا ہو، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہوگیا۔ (حمل ضائع ہوگیا) اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی، یعنی جب پورے دنوں پر اسقاط ہو تو محنت تو پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا۔ حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی۔ اب نہ حمل نہ بچہ نہ امید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ والی کو ہوتی، ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ **"فَاِنِ اشْتَغَلَ بِالسُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ لَمْ یُقْبَلْ مِنْهُ وَاُهِیْنَ"** یعنی فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہوگا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا''۔[1]

---

[1] رسالہ اعزالاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوۃ مشمولہ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۴۳۷۔

نور ہفتم

ثنائے غوث اعظم در کلام مجدد اعظم

(۱) قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے، پلاتا ہے تجھے پیارا اللہ تیرا، چاہنے والا تیرا	حضور غوثِ اعظم کی شانِ محبوبیت ۲۵۴
(۲) بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا	ہر خطہ پر غوث اعظم کی حکومت ۲۱۶
(۳) ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جیّد تو نہ ہو سیدِ جیّدِ ہر دہر ہے مولا تیرا	غوث اعظم ہر زمانہ کے عمدہ سردار ہیں ۲۱۸
(۴) سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا	آپ کا آفتاب ہدایت کبھی غروب نہ ہوگا ۲۲۱
(۵) مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا	غوث اعظم کا مرغا تا قیامت بانگ دیتا رہے گا ۲۲۳
(۶) جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا	سارے اولیاء آپکا ادب بجالاتے ہیں ۲۲۶
(۷) بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم نہ ہوا ہے نہ ہوگا کوئی ہمتا تیرا	غوث اعظم کے مثل کوئی ولی نہ ہوا ۲۲۹
(۸) سارے اقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا	کعبہ آپ کے در کا طواف کرتا ہے ۲۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشریح اشعار

گذشتہ صفحات کو زیب نظر کر لینے کے بعد قارئین نے بخوبی محسوس کر لیا ہوگا کہ امام احمد رضا ایک سچے اور پکے عاشقِ غوث الوریٰ کا نام ہے جس نے بارگاہ غوثیت میں ہمیشہ منقبت و مدحت کا خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اپنے خواجہ تاشوں کو یہ تأثر دیا ہے کہ ''یاغوث کہتے کہتے ہو جاتے ہیں غوث'' کے نسخہ پر ہر حال میں عمل ہونا چاہیئے۔ اور امام احمد رضا قدس سرہ کی زندگی کا یہ پہلو بھی بڑا ہی تابناک ہے کہ انہوں نے صرف نثر میں ہی مقام غوث اعظم کو اجاگر کر کے ثنائے غوث اعظم کی برکات سے حظ وافر نہ پایا ہے بلکہ نظم کی شکل میں بھی آپ کی شان محبوبیت، فضل وکمال، جود ونوال، حسن وجمال، فیضان کرم اور شان بے مثلیت کی منقبتیں کہہ کر آپ کے ثنا خوانوں میں اپنا چہرہ لکھوایا اور سرفہرست اپنا نام درج کروایا ہے۔ آپ کی مشہور زمانہ دیوان ''حدائق بخشش'' میں کمالِ عشق ومحبت اور سوز وگداز کی یہ پرکیف لڑی آبدار موتیوں کی طرح جگمگا رہی ہے۔

یہ وہ واقعی موتی ہیں جن کو دیکھنے کے بعد جمشید پور کے ایک قدیم شاعر و مفکر مناظر اہلسنت بے ساختہ کہہ اٹھے کہ ''سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زندگی تصنیف وتالیف اور دینی خدمات میں اس قدر مصروف و مشغول ہونے کے باوجود اتنے اشعار کہے ہیں، معلوم نہیں کہاں سے انہیں کلام کہنے کا موقع مل جاتا تھا'' بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ شاعری فرصت، عدم مصروفیت اور گوشہ تنہائی کو چاہتی ہے مگر امام احمد رضا قدس سرہ کی شاعری کوئی عام شاعری نہ تھی جو کسی فرصت کی متقاضی ہوتی بلکہ عشق رسالت پناہی اور محبت محبوب سبحانی کی شاعری تھی۔ نعتِ رسول اور منقبتِ غوث کی شاعری تھی اور عشق کا ساز بجانے کے لیے فرصت درکار نہیں ہوا کرتی عشق خود فرصت کا موقع نکال لیتا ہے۔

مجدد اعظم موصوف نے شانِ غوث الوریٰ میں مدحت سرائی کے کئی قصیدے کہے ہیں لیکن مطبوعہ حدائق بخشش میں حقیر کے شمار کے مطابق یہ شعری جواہر پارے پانچ سو اکاون تک پہنچتے ہیں مگر مناقب کے ان اشعار میں سے صرف سترہ کی تشریح یہاں مطلوب ہے۔ کُل

پر قلم اٹھانا ایک لمبے سفر اور طوالت کا متقاضی تھا اس لیے صرف اسی قدر کی تشریح پر اکتفاء کیا گیا۔ تا کہ ۱۷ر کی تاریخ سے مناسبت بھی حاصل ہو جائے۔ کیونکہ ایک روایت کے مطابق حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ۱۷ر ربیع الآخر ہی ہے۔ اور قلم اٹھانے سے قبل یہ خیال گزرا کہ صرف ان ہی اشعار کی تشریح کروں جن کے معنیٰ کی طرف سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اشارہ کیا ہے۔ حسن اتفاق کہ منقبت کے صرف سترہ اشعار ملے جن کے معنیٰ کی طرف حاشیہ حدائق میں یا کسی دوسرے مقام پر آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ وہ اشعار و تشریحات یہ ہیں۔

(۱) قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے　　پیارا اللہ تیرا، چاہنے والا تیرا

حضور غوث اعظم کی شان محبوبیت

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ ''کچھ لوگوں نے غوث اعظم سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جیسے آپ روزہ رکھتے ہیں ہم لوگ بھی رکھتے ہیں، جیسے آپ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے اور آپ کی طرح ریاضت وعبادت بھی کرتے ہیں لیکن آپ جیسے حالات ہم بالکل نہیں دیکھتے (آپ کی طرح ہم پر حالات منکشف نہیں ہوتے آخر ایسا کیوں) تب آپ نے فرمایا:

تم نے اعمال میں میری مزاحمت کی ہے تو کیا خدا کی نعمتوں میں مزاحمت کر سکتے ہو۔ واللہ میں کبھی نہیں کھاتا یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے! کھاؤ!! اور میں کبھی پانی نہیں پیتا حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے (اللہ کی طرف سے) کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے، پیو! اور میں کوئی کام نہیں کرتا حتی کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کام کرو'' [۱]

اسی بہجۃ الاسرار میں ایک جگہ ہے: ''مجھ کو رات دن میں ستر دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھ کو اپنے لیے پسند کیا تا کہ تو میری نظر کے سامنے پرورش پائے۔ (اللہ کی طرف سے) مجھے کہا جاتا ہے کہ اے عبد القادر! تم کو میرے حق کی قسم ہے، کھاؤ! میرے حق کی قسم ہے، پیو۔ میرے حق کی قسم ہے، کلام کرو۔ تم کو میں نے ہلاکت سے بے خوف و مامون کر دیا ہے'' [۲]

---

[۱] (الف) بہجۃ الاسرار شریف اردو ص ۱۶۸ ناشر مکتبہ جام نور دہلی (ب) قلائد الجواہر اردو ص ۱۰۲ باہتمام نور پبلشنگ ہاؤس فراش خانہ دہلی۔ [۲] (الف) بہجۃ الاسرار شریف اردو ص ۵۲ (ب) اخبار الاخیار اردو ص ۴۲

ان عبارات کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر چاہتا اور آپ کو اس قدر محبوب رکھتا ہے کہ اگر آپ کسی وجہ سے نہ کھائیں پئیں تو آپ کو قسمیں دیدے کے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے ثنائے سرکار قادریت میں اس مفہوم کو نظم کی صورت میں یوں ڈھالا ہے۔ شعر

قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے، پلاتا ہے تجھے　　پیارا اللہ تیرا، چاہنے والا تیرا

اور اس شعر کے تحت اپنی دیوان ''حدائق بخشش حصہ اوّل'' کے حاشیہ میں یوں تحریر فرمایا، سیدنا (غوث اعظم) فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مرامی فرماید **يَا عَبْدَ الْقَادِرِ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ كُلْ وَبِحَقِّيْ عَلَيْكَ أَشْرَبْ الخ ١٢ منه**"

یعنی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے عبدالقادر! میرے اس حق کی قسم جو تم پر ہے! تم کھاؤ۔ اور میرے اس حق کی قسم، جو تم پر ہے پیو! الخ۔

تشـــریح شعـــر: مذکورہ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ سیدنا محدث بریلوی موصوف فرماتے ہیں، یا سیدنا محی الدین جیلانی! آپ کی شان محبوبیت کبریٰ کے اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ سے پیار و محبت فرمانے والا اور آپ کو چاہنے والا (محبوب رکھنے والا) آپ کا پیارا اللہ آپ کو قسمیں دے دے کر کھلاتا اور پلاتا ہے۔ یعنی اگر چہ آپ کو شدت کی بھوک و پیاس لگی ہو مگر اس وقت تک آپ نہیں کھاتے ہیں جب تک کہ آپ کو آپ کا خدا قسمیں دے کر نہ کھلائے اور اس وقت تک نہیں پیتے ہیں جب تک کہ قسمیں دے کر نہ پلائے۔ تو جب اللہ رب العزت آپ کو قسمیں دے دے کر کھلاتا پلاتا ہے اور اس وقت تک آپ نہیں کھاتے پیتے جب تک کہ حکم الٰہی نہ ہو تو آپ کی کتنی عظیم شان ہے اور آپ محبوبیت کے کس درجہ پر فائز ہیں؟ اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا　　اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ہر خطہ پر غوث اعظم کی حکومت:

(۲) بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن
کون سے چک پہ، پہنچتا نہیں، دعویٰ تیرا

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ابتدائے دور میں) اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا...... پھر ایک مدت کے بعد ان سب سے فرمایا،

میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک، اس کے میدان و آبادی، جنگل و سمندر، نرم زمین و پہاڑی والی زمین میرے سپرد کی گئی ہے...... راوی کہتا ہے کہ:

کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا جو آپ کے پاس نہ آیا ہو اور آپ کی قطبیت کے سبب آپ کو سلام نہ کہا ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"[1]

اسی طرح کچھ اضافہ کے ساتھ تحفۂ قادریہ صفحہ: ۳۸ میں بھی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف عراق کے اولیائے کرام نے قطب الاقطاب اور غوث الاغواث تسلیم نہ کیا اور صرف عراق ہی کی سرزمین آپ کو (اللہ و رسول کی طرف سے) سونپی نہ گئی بلکہ پوری کائنات کے اولیاء و عوام نے تسلیم کیا اور بحر و بر (سمندر و خشکی) شہر و قریٰ (شہر و دیہات) سہل و حزن (نرم زمین اور سخت پہاڑیاں) اور دشت و چمن (جنگل و باغ) آپ کو سپرد اور آپ کے زیر نگیں کر دیئے گئے اور ہر چک (حصۂ زمین) پر آپ کا دعویٰ پہنچتا ہے۔ مشرق و مغرب کا کوئی خطۂ ارض ایسا نہیں جس پر آپ کا تصرف و اختیار اور حکومت و قدرت نہ ہو۔ اور کسی چک (حصۂ زمین) کا کوئی ولی نہیں جس پر آپ کو دعویٰ و استحقاق نہ ہو۔

اس تاریخی حقائق میں غواصی کر کے مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ

---

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۵۷۔

یوں نغمہ سرا ہوئے۔ شعر

کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن

اور اصل واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں حاشیہ لگایا۔

''حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اوائل مرا اصحاب رامی فرمود کہ اولیائے عراق مرا تسلیم کردہ اند۔ بعد از مدتے فرمود، این زمان جمیع زمین شرق و غرب و برو بحر و سہل و جبل مرا تسلیم کردہ اند و ہیچ ولی از اولیاء نماند دراں وقت مگر آنکہ بر شیخ آمد و تسلیم کرد مرا اورا بہ قطبیت ۱۲'' (تحفۂ قادریہ)

ترجمہ: حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغاز میں فرمایا کہ مجھ کو اولیائے عراق نے مان لیا۔ ایک مدت کے بعد فرمایا، اب مجھے مشرق و مغرب، بحر و بر اور نرم زمین و پہاڑ کے تمام لوگوں نے تسلیم کر لیا اور اس وقت کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے آپ کو قطب نہ مانا ہو۔

معانی: مذکورہ شعر میں ''بحر و بر'' کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں سمندر اور خشک زمین یعنی خشک و تر، "قُرىٰ" "قَرْيَة" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں گاؤں، دیہات، بستی...... "سَهْل" نرم زمین کو کہتے ہیں...... "حُزَنْ" "حُزْنَة" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں، سخت پہاڑ...... "دَشت" جنگل اور ''چمن'' باغ کو کہتے ہیں...... چک: ہندی یا سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں، حصۂ زمین، قطعہ، خطۂ ارض...... اس کا استعمال اردو میں عام طور پر ہوتا ہے۔ جیسے کچھ گاؤں کا نام ہی ہے۔ چک قاضی نظام، چک مجاہد (ضلع ویشالی میں) اسی طرح قاضی چک وغیرہ۔

''پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا'' یہ جملہ استفہام انکاری کے طور پر ہے۔ یعنی ضرور ہر چک پر آپکا دعوائے ملکیت پہنچتا ہے۔

تشریح: سیدنا اعلیٰ حضرت کے مذکورہ شعر کا اب مطلب یہ ہوا کہ اے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو ہر خطۂ ارض پر استحقاقِ ملکیت و حق

تصرف حاصل ہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ پوری روئے زمین کے آپ وارث ووالی ہیں۔ خواہ بحرو بر ہو، شہر وگاؤں، نرم زمین و پہاڑ ہو خواہ بیابان و چمنستان ہو، سب پر آپ کی حکومت وملکیت کا جھنڈا گڑا ہوا ہے۔ کوئی حصہ زمین نہیں جس پہ آپ کا دعویٰ نہ پہنچتا ہو۔

(۳) ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو سیدِ جیّدِ ہر دہر ہے مولا تیرا

غوث اعظم ہر زمانہ کے عمدہ سردار ہیں

حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے، "اِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّداً فَاَنَا جَیِّدٌ" اگر میرا مرید جید (عمدہ اور با کمال) نہیں تو کیا ہوا، میں تو جید (عمدہ و با کمال) ہوں۔

قلائد الجواہر میں حضرت علامہ محمد یحییٰ تادنی رقمطراز ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میرا ہاتھ میرے مریدین پر اس طرح سایہ فگن ہے، جس طرح آسمان زمین پر سایہ فگن ہے۔ اگر چہ میرے ارادتمند عالی مرتبت (وعمدہ) نہیں ہیں لیکن میں تو عالی مرتبت ہوں۔ خدا کی قسم! میرے قدم اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ میں ان سب کو لے کر جنت میں داخل نہ ہو جاؤں" [۱]

اور بہجۃ الاسرار شریف میں حضرت علامہ ابوالحسن شطنوفی قدس سرہ رقمطراز ہیں کہ حضور سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

مجھے معبود کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا سایہ زمین پہ اگر میرا مرید عمدہ (وجید) نہیں تو میں تو عمدہ (اور جید) ہوں" [۲]

ان عبارات کا خلاصہ یہ نکلا کہ ہمارے مولا حضور غوث اعظم ہر زمانہ کے اور ہر دہر کے سید جید یعنی عمدہ سردار ہیں اور آپ یہ بشارت دے رہے ہیں کہ اے میرے مرید اگر تو کسی

---

[۱] قلائد الجواہر اردو ص ۵۲۔

[۲] بہجۃ الاسرار اردو ص ۲۹۴۔

سخت مصیبت و پریشانی میں گھر گیا ہے اور بلک بلک کر رو رہا ہے اور یہ سوچ رہا ہے کہ میں جید و اچھا اور عمدہ نہیں ہوں تو تو ہرگز اپنی ناکامی پر یوں نہ بلک اس لئے کہ تو اگر جید و عمدہ نہیں ہے تو نہ سہی میں تو ہر دہر و زمانے کا جید و عمدہ سردار اور تمہارا اعالی مرتبت مولا و آقا ہوں۔ میں تمہاری مصیبت کو دور کر دوں گا اور تمہیں عمدہ و باکمال بنادوں گا۔

اس مفہوم میں طوطیٔ نغمہ سرا بلبل رنگیں رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ بارگاہ غوثیت میں یوں مدح خواں وفریاد کناں ہوئے۔ شعر

ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو　　سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

اور اس کے تحت حدائق بخشش کے حاشیہ میں فرمایا:

''اشارہ بقول اورضی اللہ تعالیٰ عنہ "اِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّداً فَاَنَا جَیِّدٌ"

یعنی میرے اس شعر میں اشارہ ہے حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی طرف کہ آپ نے فرمایا ہے۔

اگر میرا مرید جید و عمدہ اور باکمال و عالی مرتبت نہیں ہے تو نہ سہی میں تو جید و عمدہ اور باکمال و عالی مرتبت ہوں (لہٰذا میں اپنے ادنیٰ مرید کو جید یعنی عمدہ و اچھا اور باکمال بنادوں گا)

مذکورہ شعر میں لفظ ''ہیں'' کلمۂ تنبیہ وممانعت ہے یعنی باز آجا، خبردار، ہوشیار، "بِلَکْنَا" کے معنیٰ ہیں رونا، بے قرار و بیتاب ہونا، اب نہ بلک کے معنیٰ ہوئے نہ رو نہ بے قرار ہو......

''جید'' کے معنیٰ اچھا، عمدہ، باکمال اور عالی مرتبت کے ہیں۔ سید سردار اور آقا کو کہتے ہیں اور دہر کے معنیٰ زمانہ......

شعر کا مطلب: خبردار! اے رضا!!! اپنے جید و اچھا نہ ہونے پر اس قدر بلک بلک کر نہ رو اور بے قرار نہ ہو، اگر تو خود جید و باکمال نہیں تو نہ سہی تیرے آقا و مولا (غوث اعظم) تو سارے زمانہ کے اچھے، عمدہ اور باکمال سردار ہیں بلکہ سارے زمانے کے اچھے لوگوں کے سید و آقا ہیں اور تو انہیں کا مرید

وغلام ہے، پھر گھبرانے اور بلکنے کی کیا بات ہے وہ تجھے ضرور جہنم اور ہر بلا ومصیبت سے نجات دلائیں گے، وہ تمہاری مدد فرمائیں گے اور جنت میں ساتھ لے جائیں گے۔ اگر تو جید نہیں ہے تو وہ جید کر دیں گے۔

واضح رہے کہ مذکورہ شعر کے دوسرے مصرعے میں سیدنا اعلیٰ حضرت نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر زمانے کا اچھا اور باکمال شخصیتوں کا سردار کہا ہے...... اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا ہے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (میرا یہ قدم سارے ولیوں کی گردن پر ہے)...... اور آپ کا یہ فرمان عالیشان علی الاطلاق ہے یعنی یہ فرمان کسی خاص زمانے کی قید کے ساتھ مقید نہیں، یہاں کسی ایک زمانے کے ساتھ تخصیص کی گنجائش نہیں ہے بلکہ سارے زمانے کے ولیوں کی گردن پر آپ کا قدم مبارک ہے اور ہر زمانے کے ولیوں کے اوپر آپ کو افضلیت و برتری حاصل ہے اور ان تمام جید و باکمال کے سید و آقا ہیں خواہ یہ اولیاء آپ کی حیات ظاہری سے پہلے کے ہوں یا آپ کے دور کے یا آپ کے پردہ فرمانے کے بعد۔ سب پر مطلقاً آپ کو افضلیت حاصل ہے۔ مگر وہ محبوبان خدا جن کی تفضیل (افضل ہونے) پر دلیل خصوص وارد ہو چکی ہے جیسے صحابۂ کرام اور بعض تابعین عظام کہ ان کی افضلیت پر دلیل خاص آچکی ہے لہٰذا یہ محبوبان بارگاہ اس سے مستثنیٰ (الگ) ہیں ان کے آپ سردار نہیں اور نہ ان پر آپ کو فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی لیے اس مصرع کے تحت حاشیہ میں مجدد اعظم قدس سرہ لکھتے ہیں:

"علیٰ وِزَانِ قَوْلِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عنه قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ وَ الْمَعْنٰی اِطْلَاقُ التَّفْضِیْلِ اِلَّا مَنْ خُصَّ بِدَلِیْلٍ کَمَا حَقَّقْنَا فِی الْمُجِیْزِ الْمُعَظَّمِ شرح مدیحنا الأکسیر الأعظم"۔

یعنی یہ جو ہم نے کہا ہمارے مولا غوث اعظم ہر زمانے کے اچھے سردار اور ساری عمدہ و باکمال شخصیتوں کے آقا ہیں یہ حضور ہی کے فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کے مطابق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ کو ہر زمانے کے ولیوں پر مطلقاً (بلا کسی

قید کے) فضیلت و برتری حاصل ہے خواہ قبل کے اولیاء ہوں یا ہمعصر یا بعد کے مگر وہ لوگ جن کی افضلیت پر دلیلِ خصوص وارد ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں اس کی تحقیق پیش کر دی ہے۔

(۴) سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

آپ کا آفتاب ہدایت کبھی غروب نہ ہوگا

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی قصیدے ہیں۔ یقیناً یہ قصیدے آپ کی علوِ مرتبت اور عظمت شان کو واضح کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک قصیدہ بائیہ ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
اَبَداً عَلیٰ اُفُقِ الْعُلیٰ لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے افق (آسمان) پر رہے گا، غروب نہ ہوگا۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بارہ امام علی الترتیب غوثیت کبریٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور جس کسی کو بھی فیوض و برکات پہنچتے رہے انہیں کے وسیلے و واسطے سے پہنچتے رہے یہاں تک کہ جب حضور سیدنا غوث اعظم اس فرش گیتی پر تشریف لائے تو اس غوثیتِ کبریٰ کا منصب آپ کو سپرد ہوا، آپ غوث اعظم بنائے گئے اور اب جس کو فیوض و برکات ملتے ہیں آپ ہی کے توسط سے ملتے ہیں اور یہ سلسلہ تا ظہور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاری رہے گا۔ اور جسکو بھی ولایت و محبوبیت ملتی ہے وہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے وسیلے سے ملتی ہے۔ آپ اس راہ میں اصل اور بقیہ جتنے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور دیگر اولیائے کرام ہیں خواہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے ہوں یا جو بعد میں ہوئے یا ہوں گے سب آپ کے نائب ہیں۔ اور اب اس راستے میں فیوض و برکات جتنے بھی قطبوں

دولیوں یا عام لوگوں کو پہنچتی ہیں وہ آپ ہی کے ذریعے سے پہنچتی ہیں، کیونکہ فیض وہدایت کی مرکزیت کا منصب اب ان کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔

تو اب حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا فرمان کا حاصل یہ ہوا کہ گزشتہ اغواث واقطاب اور اولیاء کرام کے فیضان کے سورج نے اپنے اپنے دور میں خوب چمک کر اپنے جلوے دکھائے، کائنات پر فیضان ہدایت وارشاد کی کرنیں پھیلائیں اور فیوض وبرکات کے دریا بہائے مگر اب چونکہ یہ منصب ان سب کے تو سط سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد ہو گیا اور آپ آفتاب رشد وہدایت اور منبع فیوض وبرکات بنائے گئے تو آپ سے پہلے کے اولیاء کرام جو فیضانِ رشد وہدایت کرتے تھے ان کے ذریعہ سے اب وہ ملنا ختم ہو گیا، ان اگلوں کے رشد وہدایت کے سورج ڈوب چکے، یہ ضرور چمکتے تھے مگر چمک کر ڈوب گئے مگر غوث اعظم کے فیضان ہدایت کا سورج افق نور پہ ہمیشہ رہے گا، غروب نہ ہوگا، کیونکہ آفتاب رشد وہدایت ومنبع فیوض وبرکات آپ بنا دیئے گئے ہیں، جس کو جو ملے گا اب آپ سے ملا کرے گا۔ اس لیے یہ کہنا صحیح و بجا ہوگا کہ اگلوں کے سورج چمکتے تھے مگر چمک کر ڈوب گئے یعنی رشد وہدایت اور برکتوں کا فیضان ان سے ملنا ختم ہو گیا اور اے سیدنا غوث اعظم آپ کا مہر (ہدایت کا سورج) بلند آسمان پر ہمیشہ رہے گا یعنی آپ کے فیضان رشد وہدایت کا سورج آسمان نور وہدایت پر ہمیشہ ہمیش چمکتا وجگمگاتا رہے گا، کبھی نہ ڈوبے گا۔

اس مفہوم کو سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے شعر میں یوں کہہ کر ثنائے غوث اعظم بجالائے۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے، چمک کر ڈوبے　　افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

اور اس کے حاشیہ میں فرمایا:

آنچہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شعر

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا　　اَبَداً عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: سیدنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، میرے اس شعر میں ترجمانی ہے حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا شعر کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے (شعر کا ترجمہ) اگلے اولیاء کاملین کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج بلندی کے افق (آسمان) پر ہمیشہ رہے گا۔ کبھی غروب نہ ہوگا۔

معانی: سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شعر میں لفظ "**اُفُق**" ہے جس کے معنیٰ ہیں، آسمان کا کنارہ، مجازاً یہاں اس سے مراد "آسمان" ہے۔ "**نور**" کے معنیٰ روشنی، اب افق نور کا مطلب ہوا نور ہدایت کا آسمان، اور "**مہر**" کے معنیٰ ہیں، سورج

تشریح شعر: اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شعر کا مفہوم یہ نکلا کہ: یا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگلے اولیاء کاملین کے رشد وہدایت کے سورج اپنے اپنے دور میں چمکتے رہے اور فیوض وبرکات سے مالا مال کرتے رہے مگر چمک کر ڈوب گئے لیکن آپ کے رشد وہدایت اور فیوض وبرکات کا سورج آسمان نور پہ ہمیشہ تابندہ اور چمکتا رہے گا کبھی نہ ڈوبے گا۔

(۵) مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

غوث اعظم کا مرغا تا قیامت بانگ دیتا رہے گا

عارف باللہ حضرت تاج الدین ابوالوفاء قدس سرہ نے حقیقت کا انکشاف اور پیش گوئی کرتے ہوئے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک محفل میں فرمایا تھا:

كُلُّ دِيكٍ يَصِيحُ وَ يَسكُتُ إِلَّا دِيكُكَ فَإِنَّهُ يَصِيحُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ترجمہ: ہر مرغ بولتا ہے اور چپ ہو جاتا ہے مگر اے عبدالقادر آپ کا مرغ قیامت تک بانگ دیتا اور بولتا رہیگا۔

یاد رہے کہ حضرت ابوالوفاء تاج العارفین قدس سرہ کی تاریخ وفات ۵۰۱ھ ہجری ہے

جبکہ حضور پرنور سید غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۴۷۰ھ میں اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی ہے[۱] حضرت تاج العارفین اپنے دور میں مشائخ عراق کے سرداروں میں سے تھے، آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں[۲]

اس لیے حضور غوث اعظم کی شان میں آپ کا مذکورہ مدحیہ جملہ کہنا بہت معنیٰ رکھتا ہے اور اس میں بھی آپ نے مذکورہ جملہ بطور پیشین گوئی فرمایا تھا اور اس وقت کہا تھا جب حضور غوث اعظم کی جوانی کا عالم تھا اور ابھی آپ سے مقام غوثیت وقطبیت کا ظہور نہ ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت تاج العارفین قدس سرہٗ کی وفات شریفہ (۵۰۱ھ) کے بعد آپ نے اپنے منصب قطبیت وغوثیت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس وقت حضور غوث اعظم صرف بتیس سال کے رہے ہوں گے۔

بہجۃ الاسرار شریف میں حضرت تاج العارفین قدس سرہٗ کے مذکورہ فرمان عالیشان کا واقعہ یوں مذکور ہے۔

"تاج العارفین ابو الوفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرما رہے تھے اور شیخ عبدالقادر ان کی مجلس کی طرف آئے اور وہ ان دنوں جوان تھے اور بغداد میں اوّل ہی داخل ہوئے تھے، تب تاج العارفین نے اپنے کلام کو قطع کیا اور شیخ عبدالقادر کے نکالنے کا حکم دیا، پھر وہ نکالے گئے اور تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر شیخ عبدالقادر مجلس میں داخل ہوئے، پھر تاج العارفین نے حکم دیا کہ ان کو نکال دو، پھر نکالے گئے اور تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر شیخ عبدالقادر تیسری بار داخل ہوئے تب تاج العارفین کرسی سے اتر پڑے، ان سے معانقہ کیا، ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اہل بغداد! ولی اللہ (غوث اعظم) کے لیے کھڑے ہو جاؤ! میں نے ان کے نکالنے کا حکم کچھ ان کی اہانت کی وجہ سے نہیں دیا تھا، بلکہ اس لیے کہ تم ان کو پہچان لو۔ اور معبود کی عزت کی

---

[۱] قلائد الجواہر اردو ص ۵۲۔ [۲] بہجۃ الاسرار اردو ص ۲۹۴۔

قسم! ان کے سر پر صناجق (تاج) ہے۔[1] ان کی زلفیں مشرق ومغرب سے گزر جائیں گی۔ پھران سے کہا:

''اے عبدالقادر! اب ہمارا وقت قریب ہے اور عنقریب تمہارا وقت آئے گا اور عراق تم کو دیں گے''۔

اے عبدالقادر! ہر مرغ (مرغا) بولتا ہے اور چپ ہو جاتا ہے مگر تیرا مرغ قیامت تک بولتا اور بانگ دیتا رہے گا''[2]

اسی طرح یہ واقعہ قلائد الجواہر میں بھی مذکور ہے:

ان عبارات کا حاصل یہ ہوا کہ رشد وہدایت کے سب مرغ (اولیاء کرام) بولتے ہیں اور بول کے چپ رہ جاتے ہیں ہاں اگر کوئی ہمیشہ بولتا رہے گا تو وہ حضور غوث اعظم کا مرغ ہے کہ آپ کا مرغ ایسا اصیل اور اچھی نسل والا ہے کہ ہمیشہ نوا سنج رہے گا اور بانگ دیتا رہے گا۔

حضرت تاج العارفین کے اس فرمان عالیشان کو عاشق غوث الوریٰ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنی نظم کے الفاظ کی لڑی میں یوں پرویا۔

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

اور اس کے تحت حاشیہ میں فرمایا:

ترجمۂ: ''آنچہ سیدی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہٗ لسیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت

''كُلُّ دِيْكٍ يَصِيْحُ وَ يَسْكُتُ إِلَّا دِيْكُكَ فَإِنَّهٗ يَصِيْحُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ''

''ہر خروس بانگ کند وخاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است''

یعنی میرا یہ شعر حضرت سیدی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہ کے اس قول کا ترجمہ ہے جو انہوں نے ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عبدالقادر! ہر مرغا

---

[1] قلائد الجواہر اردو میں اس مقام پر یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔''خدا کی قسم ان کے سر پر تاج ہے۔ان کا دائرہ مشرق ومغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ قلائد الجواہر ص ۸۴۔ [2] بہجۃ الاسرار اردو ص ۴۲۷۔

بانگ دیتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے سوائے تمہارے مرغا کے کہ وہ قیامت تک بانگ میں ہے۔

معانی: مذکورہ شعر میں ایک لفظ "**اصیل**" ہے جس کے معنیٰ ہیں اچھی نسل والا (مرغا) اور ''نواسنج'' کے معنیٰ ہیں آواز دینے والا۔

مطلب یہ ہے کہ اے شیخ عبد القادر جیلانی دنیا کے تمام مرغ اپنے اپنے وقت میں بولتے اور بانگ دیتے ضرور ہیں مگر وہ چپ ہو جاتے ہیں اور ان کی آواز بند ہو جاتی ہے لیکن آپ کا مرغا کہ وہ اچھی نسل والا ہے ہمیشہ نواسنج و آواز لگا تا رہے گا۔

مطلب: راقم السطور گدائے قادری کہتا ہے کہ حضرت تاج العارفین کے فرمان اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہما کے مذکورہ شعر کا مطلب وہی ہونا چاہیے جو گذشتہ شعر کی تشریح میں گزرا کہ گذشتہ اولیائے کاملین اس فرش گیتی پر تشریف لاتے رہے اور ہر ایک نے رشد و ہدایت کا کام کیا اور مقام قطبیت پر فائز رہے۔ مگر ان کا یہ منصب ایک وقت متعین کے لیے تھا وہ اپنے اپنے وقت میں فیضانِ رشد و ہدایت کر کے خاموش ہو گئے اور چلے گئے، اب ان کے فیضان کا سلسلہ جاری نہیں اور منصب غوثیت ان کے سپرد نہیں بلکہ انہیں کے صدقے میں حضور سیدنا غوث اعظم کے حصہ میں آ گیا، آپ کا فیضان رشد و ہدایت اور منصبِ غوثیت قیامت (ظہور امام مہدی) تک جاری و باقی رہے گا۔ گذشتہ اولیائے کرام کے دربار سے ملنے والے فیوض و برکات اب کسی کو ملیں گے تو غوثیت مآب ہی کے توسط سے ملیں گے۔

(٦) جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے   سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

سارے اولیاء آپ کا ادب بجالاتے ہیں

حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا

کَانَ اَوْ یَکُوْنُ اِلَّا ھُوَ مُتَاَدِّبٌ مَعَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ" (اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو ولی بنایا خواہ پہلے آچکا یا بعد میں ہوگا وہ ضرور شیخ عبدالقادر جیلانی کا ادب رکھتا ہے اور وہ قیامت تک آپ کا ادب واحترام بجالائے گا)۔

زبدۃ الآثار میں ہے:

شیخ ابو محمد قاسم بن عبید بصری نے بتایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ:

''وہ اس وقت کے ''فرد الاحباب'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبۂ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک کہ حضرت غوث پاک کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ حضرت غوث اعظم کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینے میں حضرت غوث پاک کا ادب بدرجۂ اتم موجود نہ ہو'' ۱؎

اور بہجۃ الاسرار میں ہے:

شیخ ابو محمد نے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ کیا ان دوستوں کے لیے کوئی مرد یکتا (فرد الاحباب) ہے کہ جس کے حکم کی طرف ہر وقت وہ رجوع کرتے ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا، ہمارے اس وقت میں کون ہیں؟ کہا کہ وہ شیخ عبدالقادر ہیں۔ میں نے کہا، مجھ کو شیخ عبدالقادر کے حال کی خبر سناؤ! فرمایا: وہ اس وقت فرد الاحباب اور قطب الاولیاء ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے تو شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجے پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر کو اس سے زیادہ خوشگوار پلایا ہے۔ کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال بخشا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سر (بھید) دیا ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے، جو گزر چکا یا آئندہ ہوگا، وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' ۲؎

۱؎ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار اردو ص ۳۹۔ ۴۰ مترجم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔

۲؎ بہجۃ الاسرار شریف ص ۵۱۵۔ ۵۱۶۔

فرمان حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخیر کے جملے کو ذہن میں رکھئے اور اس کے تناسب میں حضور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا مندرجہ ذیل مدحیہ شعر ملاحظہ کیجئے، عرض کرتے ہیں:

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے　　سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

اور اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''ترجمۂ ارشاد حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا کَانَ أَوْ یَکُوْنُ إِلَّا وَھُوَ مُتَأَدِّبٌ مَعَہٗ إِلَی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ"

یعنی میرا یہ شعر حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی اپنا ولی بنایا خواہ وہ پہلے گزر چکا یا بعد میں ہوگا وہ ضرور غوث اعظم کا قیامت تک (دل میں) احترام وادب کرے گا'' کا ترجمہ ہے۔

ان ارشادات عالیہ سے واضح ہوا کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اولیاء کے نزدیک محبوب ہیں۔ آپ سے عشق ومحبت کئے بغیر اور آپ کا ادب واحترام بجالائے بغیر کسی کو چارۂ کار نہیں ہے۔ حضرت خضر کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ گذشتہ اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بھی جب آپ کا ادب واحترام بجالاتے رہے اور آج بھی بجالاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور مجدد اعظم قدس سرہ کے کلام نے یہ ثابت کردیا کہ حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی کی شان اس قدر رفیع وبلند ہے کہ آئندہ آنے والے اولیاء کرام بھی عالم ارواح میں آپ کا ادب بجالاتے ہیں۔ یہیں سے یہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جو آپ کا ادب نہیں کرے گا اور آپ کی محبت اپنے دل میں نہیں رکھے گا وہ ولی نہیں ہوسکتا۔

اور اگر کوئی ولی آپ کے ادب ومحبت سے روگردانی کرے گا تو اس کی ولایت سلب کرلی جائے گی۔

مخفی نہیں کہ محدث بریلوی قدس سرہٗ کے اشعار کے تناظر میں یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ آپ کا ہر شعر یا تو کسی حدیث کی ترجمانی ہوتا ہے یا حضور غوث اعظم یا دیگر مشائخ کرام کے فرمان کا نچوڑ ہوتا ہے یا کسی تاریخی واقعہ کی عکاسی کرتا ہے۔ مجدد موصوف کسی لایعنی بات کو بعض دیگر شعراء کی طرح کبھی اپنا فنی جامہ نہیں پہناتے۔ اس سے مجدد اعظم قدس سرہٗ کی احادیث وسیر اور تواریخ وسوانح پر گہری نظر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۷) بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم نہ ہوا ہے نہ ہوگا کوئی ہمتا تیرا

غوث اعظم کے مثل کوئی ولی نہیں ہوا

مقام حریم اور صریفین کے دو عظیم بزرگ اور نادر روزگار ولی ہیں جنہیں شاہانِ صریفین وحریم کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت ابوالسعود احمد بن ابوبکر حریمی ہیں اور دوسرے ابوعمرو عثمان صریفینی ہیں۔ ان دونوں اولیاء کرام نے بقسم کہا کہ:

وَاللّٰهِ مَا أَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَلَا يُظْهِرُ إِلَى الْوَجُوْدِ مِثْلَ الشَّيْخِ مُحِيِّ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رضى الله تعالىٰ عنه [۱]

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مثل نہ کوئی ولی عالم وجود میں ظاہر کیا اور نہ کرے گا۔

بہجۃ الاسرار شریف میں ایک مقام پر ہے:

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی نے کہا، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے نہیں ظاہر کیا اور وجود میں مثل شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہیں ظاہر کرے گا۔ [۲]

کچھ اسی طرح حضرت ابومحمد عبدالحق حریمی کی بھی کئی روایتیں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تعلق سے بہجۃ الاسرار شریف میں مندرج ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ شاہان صریفین وحریم بقسم (قسم کے ذریعہ تاکید پیدا

---

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۵۱ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی بحوالہ بہجۃ الاسرار۔
[۲] بہجۃ الاسرار اردو ص ۶۲ مترجم احمد علی شاہ لاہوری۔

کرکے) کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل وہمتا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس تناظر میں مجدد اعظم قدس سرہٗ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یوں مدح خواں ہوئے۔ شعر:

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم نہ ہوا ہے، نہ ہوگا کوئی ہمتا تیرا

اوراس کے تحت حاشیہ میں شاہان صریفین وحریم کی یوں وضاحت کرتے ہیں۔

''یعنی حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی وابومحمد عبدالحق حریمی کہ ہر دواز اولیائے معاصرین حضور سیدنا بودہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔۱۲

ترجمہ: یعنی شاہان صریفین وحریم سے مراد حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی اور ابومحمد عبدالحق حریمی ہیں کہ یہ دونوں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اولیاء کرام میں سے ہیں (اوران دونوں نے قسم کھا کر کہا کہ حضور غوث اعظم کا مثل وہمتا نہ ہوا، نہ ہوگا)۔

واضح رہے کہ صرف یہی مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ہمارے سردار حضور محی الدین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے مثل و بے ہمتا ہونے کی شہادتیں نہ دیں بلکہ بے شمار اولیاء کبار نے گواہیاں دی ہیں۔

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ حضرت شیخ مکارم النہر خالصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ،

''میری دونوں آنکھوں نے کسی شخص کو شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نہ دیکھا''[1]

قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت شیخ کا ایک شاگرد عمر حلاوی بغداد سے باہر چلا گیا اور جب چند سال غائب رہ کر واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہوگئے تھے؟ اس نے کہا، میں مصر وشام اور بلاد مغرب میں گھومتا پھرا، جہاں میں نے تین سو ساٹھ مشائخ کرام

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص۵۹۰۔

سے ملاقات کی، لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا جو علم وفضل میں حضرت شیخ کا ہم پلہ (ہم مثل) ہو اور سب کو یہی کہتے سنا کہ حضرت موصوف (شیخ عبدالقادر) ہمارے شیخ و پیشوا ہیں"۔ ۱؎

(۸) سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

کعبہ آپ کے در کا طواف کرتا ہے

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عربی و فارسی زبان میں کئی قصیدے کہے ہیں جو آپ کی رفعت شان اور عظمت و بلندی کو واضح کرتے ہیں۔ عام طور پر وہ قصائد نایاب ہیں۔ "مظہر جمال مصطفائی" میں آپ کے گیارہ عربی قصیدے نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک قصیدہ "بائیہ" بھی ہے۔ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے:

قَالَتِ الْاَوْلِيَاءُ جَمْعاً بِعَزْمٍ اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنَامِ
قُلْتُ كُفُّوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِى اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِىْ وَ غُلَامِىْ

ترجمہ: سارے ولیوں نے کہا کہ یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں۔

میں نے (غوث اعظم نے ان سے) کہا ٹھہرو اور میری بات سنو! بے شک قطب تو میرا خادم اور غلام ہے ۲؎ یعنی جو بھی قطب ہوگا وہ میرا خادم و غلام اور ماتحت ہی رہے گا۔

پھر فرمایا

كُلُّ قُطْبٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَ اَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِخِيَامِىْ

ترجمہ: ہر قطب بیت اللہ (کعبہ شریف) کا سات بار طواف کرتا ہے۔ اور میں وہ ہوں کہ بیت اللہ (کعبہ شریف) میرے خیموں (گھروں) کا طواف کرتا ہے۔ ۳؎

۱؎ قلائد الجواہر مترجم ص ۵۴۔ ۲؎ مظہر جمال مصطفائی ص ۱۳۹ مرتبہ نصیر الدین ہاشمی قادری ناشر ناز پبلشنگ ہاؤس پہاڑی بھوجلہ دہلی۔ ۳؎ حوالہ مذکورہ۔

صاحب کشف وکرامات حضور غوث اعظم کے یہ وہ اشعار ہیں جن کو مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہٗ نے بھی اپنی مایہ ناز کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ذکر کیا ہے۔

ان اشعارِ غوث اعظم سے ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطبیت وغوثیت میں بے مثل وبے نظیر ہیں۔ اقطاب ودیگر اولیاء کرام آپ کے مرتبے کے مساوی وبرابر ہرگز نہیں ہوسکتے ہیں۔ آپ کے اور زمانے کے اقطاب کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیونکہ مذکورہ فرمان میں صراحت ہے کہ قطب خود آپ کا خادم وغلام ہے اور جو بھی قطب ہوگا وہ آپ کا خادم وچیلا ہی ہوگا۔ اور اس لیے بھی کوئی قطب آپ کے مساوی المرتبت نہیں ہوسکتا کہ دنیا کے سارے اقطاب تو کعبے کا طواف کرتے اور چکر لگاتے ہیں مگر کعبہ خود آپ کے درِ والا (بلند دربار) کا طواف کرتا ہے۔ اور یہ شان کسی دوسرے ولی کی نہیں۔ لہٰذا کچھ بے عقل لوگ جو سارے اقطاب کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی المرتبت جانتے ہیں وہ سخت غلطی اور دھوکے میں ہیں۔ ان سے ان کو نسبت دینا ہی باطل ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار کی ترجمانی کرتے ہوئے اور بے عقلوں کی مذکورہ بکواس کا رد کرتے ہوئے مجدد اعظم قدس سرہ یوں لب کشا ہوئے:

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی　　قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا
سارے اقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف　　کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

اور ان کے تحت حاشیہ میں یوں رقمطراز کی:

''ردِّ آں بے خرد آنکہ ہمہ اقطاب را با سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساوی المرتبت دانند وایں دو شعر ترجمۂ آں اشعار است کہ از حضور سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل می کنند کما ذکرنا فی المجیر المعظم'' ۱۲۔

ترجمہ: یعنی میرے ان اشعار میں اس بے خرد کا رد ہے جو تمام اقطاب کو ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی المرتبت وبرابر جانتے ہیں اور میرے یہ دونوں شعر ان اشعار کا ترجمہ ہیں جو حضور سیدنا غوث

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں، جیسا کہ ہم نے ان سب کو مجیر معظم میں نقل کر دیا ہے۔

اپنے درِ والا (بلند دربار اور بلند رتبہ چوکھٹ) اور اپنے مزار مقدس کے پاس آنے اور طواف کرنے کے سلسلہ میں دوسرے مقامات پر بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغام دیا ہے، انہیں قصائد میں فرماتے ہیں:

طُف بِحَالِیْ سَبْعاً وَ لُذْ بِذِمَامِیْ — وَ تَجَرَّدْ لِزَوْرَتِیْ کُلَّ عَام

میری دوکانِ شرابِ محبت کا سات بار طواف کر، اور میرے ذمۂ کرم کی پناہ لے اور میری زیارت کے لیے ہر سال گھر بار چھوڑ کر آ۔

ضَرِیْحِیْ بَیْتُ اللّٰہِ مَنْ جَاءَ زَارَہٗ — یُھَرْوِلْ لَہٗ یُحْظٰی بِعِزٍّ وَّ رِفْعَۃٖ

میری قبر اللہ کا گھر ہے، جو اس کی زیارت کو آئے گا اور سعی کرے گا عزت و بلندی سے بہرہ ور ہوگا۔

حُجُّوْا اِلَیَّ فَدَارِیْ کَعْبَۃٌ نُصِبَتْ — وَ صَاحِبُ الْبَیْتِ عِنْدِیْ وَ الْحِمیٰ حَرَمِیْ

تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا ہے اور گھر والا میرے پاس ہے اور محفوظ چراگاہ میرا حرم ہے۔[1]

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات پر عاشقوں نے عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالمعالی مسلمی جو عظیم عاشق غوث الوریٰ مانے جاتے ہیں اور جن کی کتاب تحفۂ قادریہ کو سیدنا اعلیٰ حضرت بھی اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں:

حاجئ بغداد گیلانم از شوق حضرتش — گہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلاں میروم

میں بغداد شریف اور جیلان معلیٰ کا حاجی ہوں، جناب (غوث اعظم) کے شوق میں کبھی جانب بغداد اور کبھی جیلان کی طرف جا رہا ہوں۔[2]

---

[1] مظہر جمال مصطفائی ص ۱۳۵۔
[2] مظہر جمال مصطفائی ص ۱۰۴۔

فرمانِ غوث اعظم کا مطلب

اب سوال یہ ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مذکور کا مطلب کیا ہے اورانہوں نے اپنے درِ والا اور مزار مقدس کو بیت اللہ و کعبہ کیونکر فرمایا ہے؟......اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح بیت اللہ (کعبہ مقدسہ) تجلیات الٰہی اور رحمت خداوندی کے ورود کا مقام ہے، اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضۂ پاک (مزار مقدس) تجلیات الٰہی ورحمت و برکت الٰہی کا مخزن ہے۔ کیونکہ اس میں آپ جو کہ صفات الٰہی کے مظہر کامل واتم ہیں، جلوہ فرما ہیں۔ اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

''جو کوئی میری قبرانور کی زیارت کو آئے گا خدائے تعالیٰ اس کو عزت و بزرگی عطا فرمائے گا کیونکہ میری قبر انور درحقیقت اللہ کا گھر ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے ظہور کا مقام ہے۔

سارے اولیاء واقطابِ جہاں مساوی المرتبت و برابر نہیں بلکہ سب کا درجہ متفاوت ومختلف ہے اوران میں حضور سیدنا غوث اعظم سب کے سرداراور سب سے بالا واعلیٰ ہیں، اس سلسلے میں حضرت شیخ محقق عبدالحق بخاری ثم دہلوی قدس سرہ (م۱۰۵۲) کا یہ فرمان عالیشان کافی ہے۔آپ اخبارالاخیار میں رقمطراز ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت سے تمام بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ صرف خلف صادق (غوث اعظم) کے حصہ میں آیا اور یہ کتنی بڑی دولت ہے۔ اگر چہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث بکثرت تھے۔لیکن جو کچھ خلف صادق کو ملا وہ کسی اور کو نہ مل سکا۔ دولت و مال میں تمام ورثاء کو برابر مقررہ حصہ ملتا ہے لیکن وراثت حال وکیف (ولایت ومحبوبیت) میں ایک کو دوسرے کے برابر حصہ نہیں ملا کرتا۔ کیونکہ حال وکیف اور مراتب وہ دولت ہے جس کے مستحق ہی کو یہ دولت دی جاتی ہے۔

اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلف صادق قطب الاقطاب ہیں، اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ خلف صادق شہنشاہ اور آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ سید سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقۂ کفار کو یکسر ختم کر دیا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے، "الشیخ یُحیِ وَ یُمِیتُ" (شیخ عبد القادر مردوں کو زندہ کرتے ہیں زندوں کو مردہ کرتے ہیں) [1]

(۹) مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر   کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

سارے سلسلے پر غوث اعظم کا فیضان

یہ امر مسلم ہے کہ حضور سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا سارے سلسلوں پر فیضان ہے۔ کسی سلسلہ کا سلسلۂ قادریہ پر احسان نہیں مگر سلسلۂ قادریہ کا سارے سلسلوں پر احسان ہے۔ اس کا اعتراف سارے مشائخ و اہل خرد نے کیا ہے اور مصنفین نے اپنی گرانقدر کتابوں میں درج کیا ہے۔

چنانچہ تذکرۂ مشائخ قادریہ میں مولانا عبد المجتبیٰ مرحوم لکھتے ہیں:

سلسلۂ چشتیہ پر قادری فیضان

"جناب محمد صادق المتخلص بہ مشربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب محبوب المعانی میں لکھا ہے کہ مخدوم دین و دنیا حضرت سید محمد گیسو دراز المشہور بہ بندہ نواز قدس سرہٗ (م ۸۲۵ھ) نے لطائف الغرائب نامی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز زبان فیض ترجمان، قطب عالم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ (۷۵۷ھ م) سے میں نے سنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت غوث الثقلین، قطب الکونین، شیخ العالم، سید ابو محمد محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہنے پر مامور ہوئے تو جتنے اولیاء اللہ زمین

[1] اخبار الاخیار مصنفہ شیخ محقق عبد الحق دہلوی قدس سرہ خاتمۂ کتاب ص ۶۱۳_۶۱۴۔

پر تھے، سبھوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اطاعت کی۔ اس وقت امام السالکین، قطب العارفین خواجہ معین الحق والدین (م ۶۳۳ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان تھے اور ملک خراسان کے پہاڑوں کے دامن میں مجاہدہ وریاضت میں مشغول تھے۔ جب اس اعلان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کوسنا تو اپنی گردن مبارک جھکا دی کہ پیشانی مبارک زمین سے لگ گئی اور فرمایا "قَدَمُكَ عَلٰی رَاسِیْ وَ عَیْنِیْ" یعنی آپ کا قدم مبارک میرے سر اور آنکھوں پر۔ اسی وقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نور باطن سے مطلع ہوکر تمام اولیاء اللہ کی مجلس میں روبرو فرمایا:

"فرزند خواجہ غیاث الدین سنجری اطاعت میں تمام اولیاء اللہ سے سبقت لے گیا، اس حسن ادب وتواضع سے خدائے جل وعلا اور رسول کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کیا، عنقریب وہ صاحبِ ولایتِ ملکِ ہندوستان ہوگا" اور ایسا ہی ہوا......

سیر العارفین میں ہے کہ جب (حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ) قصبہ ہارون (نواح نیشاپور میں واقع ہے) میں پہنچے تو حضرت شیخ عثمان ہارونی (م ۶۱۷ھ) کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوکر مرید ہوئے۔ قریب ڈھائی سال مرشد برحق کی خدمت میں ریاضت ومجاہدہ کرنے کے بعد خرقۂ خلافت پاکر بغداد شریف کی جانب سفر اختیار فرمایا، پہلے قصبۂ جیل پہنچے اور حضرت غوث الثقلین کی خدمت فیض درجت سے مشرف ومعزز ہوئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں پانچ مہینے سات دن صحبت اکسیر میں رہ کر افاضات صوری ومعنوی اور کسب نور باطن کرکے فیضیاب ہوئے۔

گلزار ابرار میں حضرت خواجہ بزرگوار کے حالات میں لکھا ہے کہ:

"نخست بدامن کوہ جودی کہ از بغداد ہفت کوچ راہ دوراست، اسوۃ العرفاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی را دریافت وباندازۂ برات ازلی فیض اندوخت"۔

(یعنی پہلے حضرت خواجہ نے کوہ جودی کے دامن میں جو کہ بغداد سے سات

کوچ کی دوری پر ہے وہاں نمونۂ عارفین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ لگایا اور سعادت ازلی کے مطابق ان سے فیض اٹھایا)

اور آئین اکبری میں مرقوم ہے کہ:

''بصحبت خواجہ عثمان چشتی رسید و بریاضت گری برنشست وخرقۂ خلافت یافت، سپس درتکاد وپیر طلبی بر آمد واز شیخ عبد القادر جیلی وبسیار بزرگاں فیض اندوخت''

یعنی حضرت خواجہ عثمان چشتی کی صحبت میں پہنچے اور ریاضت ومجاہدہ میں بیٹھے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلی اور دیگر بہت سے بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔

الحاصل طریقۂ عالیہ قادریہ کو سلسلۂ مکرمہ چشتیہ پر زمانۂ حضرت غوث الثقلین سے فخر وشرف حاصل ہے اور ایک جہاں اس بات کا قائل ہے۔ حضرت آدم بنوری نقشبندی قدس سرہ نکات الاسرار میں لکھتے ہیں کہ:

ایک روز محفل قدس مشاکل حضرت شیخ فرید الدین محمد گنج شکر (۶۹۰ھ) قدس سرہٗ کی مجلس میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا تو حضرت شیخ گنج شکر قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

''پیر کے پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع رقاب اولیاء میں داخل "فَمَنْصَبِیْ اَنْ اَقُوْلَ عَلٰی حَدَقَةِ عَیْنِیْ" کے شرف سے مشرف ہوئے'' (یعنی حضرت خواجہ ان اولیاء کرام میں داخل ہیں جنہوں نے گردنیں غوث اعظم کے لیے جھکائی تھیں اور آپ نے یہ کہا تھا کہ یا غوث اعظم میرا منصب یہ ہے کہ کہوں کہ آپ کا قدم میری گردن ہی پر نہیں بلکہ آنکھوں پر ہے)

اور اسرار السالکین ملفوظ جناب شیخ جنید نبیرۂ شیخ فرید الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں لکھا ہے کہ:

''حضرت سلطان المشائخ، برہان الاتقیاء شیخ نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ) قدس سرہ العزیز بھی جناب فیض مآب غوثیہ محبوبیہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور حضرت سید عمر (غوث پاک کے پوتے کے لڑکے) علیہ الرحمۃ سے خرقۂ خلافت پہنا اور مقام محبوبیت سے مشرف ہوئے۔

اس لیے جناب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رتبۂ محبوبیت ملا اس میں فیضِ خلافت خاندان عالیہ قادریہ شامل ہے''

سہروردیہ پر فیض قادریت

صاحب محبوب المعانی نے نقل کیا ہے کہ والدہ ماجدۂ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ:

''خدائے تعالیٰ نے اس ضعیفہ کو مال و دولت کی کثرت عطا فرمائی ہے لیکن فرزند صالح جو توشۂ آخرت ہے اس سے محروم ہوں، آپ کی دعاء سے اللہ تعالیٰ میری آرزو برلائے گا اور فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ بعدۂ حضرت نے دعاء کی تو غیب سے ندا آئی کہ اس ضعیفہ کی قسمت میں فرزند نہیں ہے۔ اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوئے تو تیسری بار حضرت محبوب سبحانی مقبول بارگاہ ربانی نے اپنا خرقۂ مبارکہ جسم مطہر سے نکال کر ہوا میں پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ، جب تک میرا معروضہ قبول نہ ہوگا یہ خرقۂ فقر نہ پہنوں گا؟ اس وقت زیارت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور سرکار نے خرقہ ہوا سے لیکر اپنے دست مبارک سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند! درگاہ الٰہی بے نیاز ہے، ہر وقت کہاں مقام ناز ہے؟ محبوب سبحانی نے عرض کیا، **یَا جَدِّیْ!** اس مقام میں میں تنہا تھا، اب مجھ پر شفقت پدری سایہ گستر ہے۔ مجھ کو امید قوی ہوگئی ہے کہ اس عورت کو فرزند عطا ہوگا۔ تو اسی درمیان مژدۂ غیب آیا کہ اے محبوب! تیرا معروضہ قبول ہوا اور ہم نے

سائلہ کو فرزند عطا کیا۔ حضرت نے اس ضعیفہ سے فرمایا کہ تیرا مدعا بر آیا، جا تجھے فرزند ہوگا۔ چند ہی مہینوں کے بعد وہ ضعیفہ حاملہ ہوئیں۔ بعد تمام ایام حمل کے اسکو لڑکی پیدا ہوئی، اس لیے چند روز کے بعد اس لڑکی کو سرخ پارچہ پہنا کر حضرت کی خدمت میں لا کر عرض کی کہ، بشارت تو فرزند کی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے؟ حضرت نے فرمایا، یہ لڑکی کیونکر ہوگی، اس ارشاد کے بعد تمام کپڑا اس بچی کے جسم سے نکالا اور توجہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا، یہ تو فرزند ہے...... فی الفور علامت مردانگی ظاہر ہوئی اور ارشاد ہوا کہ، یہ فرزند میرا ہے اور اس کا نام میں نے شیخ شہاب الدین عمر رکھا ہے، اس کی عمر طویل ہوگی، ابرو اور پستان دراز ہوگا۔

کہتے ہیں کہ ان کے بھوں کے بال اتنے دراز تھے کہ جناب شیخ الشیوخ (شہاب الدین) کتابت کے وقت سر پر ڈال لیتے تھے اور پستان اتنے دراز تھے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو پر رکھ لیتے تھے۔ حسن صورت وسیرت میں نہایت مستحسن اور پیشوائے اہل زمانہ تھے۔

نفحات الانس میں ہے کہ جناب شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) قدس سرہ العزیز نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بابرکت میں بڑا مرتبہ اور مقام حاصل کیا اور حضرت غوث الثقلین نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ:

أنت آخر المشهورين بالعراق (تو عراق کے اندر مشہور لوگوں میں سب سے آخری ہوگا) اور فرمایا کہ ''یہ لڑکا سر حلقۂ اولیاء اور ان کے مریدوں سے بزرگ اور صاحب ارشاد ہوں گے''...... چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ آپ سے آپ کا سلسلہ بہت ہی ترویج پایا۔ سلسلۂ سہروردیہ جو اب تک جاری ہے، آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور آپ بھی بدرجۂ کامل واکمل سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیضیاب ہوئے ہیں''

نقشبندیہ پر بارش انوار

محبوب المعانی میں مذکور ہے کہ شیخ عارف عبد اللہ بلخی نے اپنی مشہور کتاب ''خوارق

الاحباب فی معرفۃ قطب الاقطاب'' میں قطب العباد، غوث البلاد حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد نقشبند بخاری قدس اللہ سرہٗ کے حالات میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ:

''میں نے خواجۂ خواجگان، زبان فیض بیان سرمست سے سنا ہے اور وہ بعض قلندران دیرینہ سال اور عارفانِ صاحب کمال سے جو بلدۂ شریفہ بخارا میں رہتے تھے، نقل کرتے ہیں ایک روز حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند مصاحبوں کے ساتھ بالائے بام جلوہ فرما تھے، ناگاہ آپ نے بخارا کی جانب نظر کر کے فرمایا کہ:

''میرے بعد جب ایک سو ستاون سال گزرے تو مرد ''محمد'' ہوگا جس کا مشرب قلندری ہوگا۔ وہ میدان وجود میں خوش خرام ہوگا۔ بہاء الدین اس کا لقب و نام ہوگا اور میری دولت و نعمت اس کو ملے گی'' حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت نقشبند قدس سرہ نے حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے التفاتِ بسیار اور شفقت بے شمار کے بعد اسم ذات (اَللّٰہُ) کے شغل کی تلقین کی، مگر تصور نقش اسم اعظم (اَللّٰہُ) کا حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آئینہ دل پر نہیں جمتا تھا، آپ کی جمعیت خاطر میں انتشار تھا جس کی وجہ سے آپ گھبراتے تھے، یہاں تک کہ ایک دن آپ جنگل کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں، یہاں تک کہ آپ سے قریب ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے خواجہ بہاء الدین نقشبند! مجھے اسم اعظم (اللہ) حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی سے پہنچا ہے۔ اس لیے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تو ان کی جناب میں اپنے کو رجوع کرتا کہ تیرا کام برآئے اور تو اپنی مراد کو پائے۔ چنانچہ اسی شب کو موافق رہنمائی جناب خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انگشتہائے مبارک جو نقش اسم ذات (اللہ) کے مانند ہیں، خواجہ نقشبند کو دکھائیں۔ اس کو دیکھتے ہی فوراً نقش نقش پنجۂ مبارک سرکار غوث اعظم کا نقش اسم ذات ظاہر

وباطن میں حضرت خواجہ نقشبند کے منقش ہوگیا......اس کے بعد اسکی کیفیت یہ ہوئی کہ ہر شی نظر اقدس میں نقش اسم ذات میں محسوس ہونے لگی اور کمخاب بافی میں گلوکاری کی جگہ اسی نقش اسم کی گلوکاری ہوئی۔

چنانچہ جب اس ذکر پاک کی دیار و بلاد میں شہرت کی کثرت ہوئی تو بعض ہمراز نے اس امر کا استفسار کیا، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا،

"یہ فیض میرے اوپر اس شب سے طاری ہوا جس شب کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور ہر لحظہ میرے احوال وکیفیات میں آپ کی توجہات وبرکات سے زیادتی ہوئی اور آپ ہی کی توجہ میرے اس اسم کی شہرت کا ذریعہ ہے"۔

حضرت حق پسند، خواجہ نقش بند قدس سرہٗ العزیز سے "قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کی کیفیت دریافت کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجۂ خواجگان خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کے زمانے میں تھے، اپنی گردن کو ان کے قدم مبارک کے نیچے کیا اور پھر فرمایا: "قَدَمُهٗ عَلٰی عَیْنِیْ اَوْ عَلٰی بَصَرِ بَصِیْرَتِیْ" (حضور غوث اعظم کا قدم میرے ماتھے کی آنکھوں پر ہے یا بصیرت والی آنکھ پر)

اور مولانا جامی قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ بزرگ حضرت عبداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں ہیں اور خواجۂ بزرگوار پیشوائے طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

> "کوئی ولی متقدمین ومتاخرین میں سے باقی نہ تھا جو اپنی گردن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے نہ رکھا ہو" [1]

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ خانقاہ چشت کے چشم وچراغ اور اجمیر معلیٰ کے تاجدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، تاجدار بخارا حضرت خواجہ محمد نقشبند بخاری اور تاجدار

[1] تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ از ص ۲۴۳ تا ۲۴۷ ملخصاً مصنفہ مولانا عبدالمجتبیٰ مرحوم ناشر اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ بخشی مسجد۔ اندھرا پل۔ بنارس۔

عراق حضرت شہاب الدین سہروردی قدست اسرارہم پر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض کرم کی بارش ہوئی اور ولایت وروحانیت کے مزرع (کھیت) خواہ مقام چشت ہو یا بخارا، خواہ عراق ہو یا اجمیر معلیٰ ہر ایک پر حضور پیران پیر روشن ضمیر قدس سرہ کے فیضان کرم کے بادل نے اپنا جھالا (موسلا دھار بارش) برسایا ہے اور ان مقاموں میں سے ہر کشت (ولایت کی کھیت) آپ کے فیض کے جھالوں (موسلا دھار بارشوں) سے سیراب ہوئی ہے۔اور روحانیت وولایت کی کوئی کان وکشت نہیں جس پر آپ کا جھالا برسا نہ ہو۔

اس کو مجدد اعظم عاشق غوث الوریٰ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے شعر میں یوں کہا:

شعر:مزرعِ چشت وبخارا وعراق واجمیر کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور اس شعر کے لفظ"بخارا" کے تحت حاشیہ میں رقم فرمایا:"حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز بخاری است"اور لفظ عراق کے تحت فرمایا:

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہٗ از اولیائے عراق است۔سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورا فرمود،انت آخر المشھورین بالعراق،۱۲-منہ

یعنی مزرع بخارا (سرزمین بخارا) سے مراد حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہ ہیں اور سرزمین عراق کے مزرع (عراق کا کھیت) سے مراد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی ہیں جو اولیائے عراق میں سے ہیں اور جن کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت دی تھی کہ،

تو عراق کے تمام مشہور بزرگوں اور ولیوں میں آخری ہوگا (تیرے بعد تیرے پایہ کا شہرت یافتہ کوئی نہ ہوگا)......

معانی: مذکورہ شعر میں مزرع کے معنیٰ ہیں،کھیت یعنی ولایت وروحانیت کا کھیت وسرزمین جہاں اولیاء اللہ رہتے ہوں اور جہاں سے ولایت وبزرگی تقسیم ہوتی ہو۔چشت ایک جگہ کا نام ہے۔جہاں بڑے بڑے بزرگان دین رہ چکے ہیں اور جہاں سے سلسلۂ چشتیہ چلا ہے۔حضرت خواجہ مودود چشتی

(م ۵۲۷ھ) خواجہ حاجی شریف زندنی (م ۶۱۲ھ) خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۱۷ھ) اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدست اسرارہم اسی مزرع چشت کی پیداوار ہیں۔ موجودہ جغرافیہ کے مطابق افغانستان میں ہرات کے قریب یہ مقام واقع ہے...... بخارا ایک مشہور شہر ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی حضرت محمد نقشبند قدس سرہ یہیں کے رہنے والے ہیں، عہ اس لیے بھی آپ کو عراقی کہا جاتا ہے کہ غوث اعظم نے عراق کی سلطنت سونپی تھی...... اجمیر سے سارے لوگ واقف ہیں۔ یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ آرام فرما ہیں اور جس کو اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے مرکز بنایا تھا۔

اب سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے مندرجہ بالا شعر کا مطلب یہ نکلا کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی! چشت و بخارا اور عراق و اجمیر جیسے مقدس مقامات جو اس کھیت کے مانند ہیں جو بہتر سے بہتر فصل اُگائے اور جہاں سے اللہ تعالیٰ نے خواجگان چشت اور خواجہ بہاء الدین بخاری، خواجہ شہاب الدین عراقی اور خواجہ معین الدین اجمیری جیسی شخصیتوں کو دنیا کی ہدایت کے لیے منصۂ شہود پر لایا، ان پر بھی آپ کے ابر کرم کا جھالا (موسلا دھار بارش) برسا ہے، وہ آپ سے سیراب ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی کشت (کھیت) ایسی نہیں جس پر آپ کا جھالا نہ برسا ہو بلاشبہ ہر مقام پر آپ کی بارش انوار و فیوض ہوئی ہے۔ اس لیے آپ کی شان عظیم ہے اور آپ کا رتبہ بلند۔

اسی لیے دوسرے مقام پر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یوں مدح سرائی کی۔

کس گلستاں کو نہیں؟ فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
بخارا وعراق وچشت واجمیر تیری لَو شمعِ ہر محفل ہے یا غوث

عہ عراقی:- اسی ملک کے حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور

ثابت ہوا کہ سارے سلاسل کے مشائخ کرام اوران کے مریدین ومتوسلین پر حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ کا فیض واحسان ہے اور ہرایک آپ کی طرف آئل وراجع ہے مگر سلسلۂ قادریہ اوراس کے بانی حضور محبوب سبحانی پر کسی کا احسان نہیں۔ اس لیے سب سے اعلیٰ وبالا سلسلۂ قادریہ ہے۔

۱۰۔اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تونہیں یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

غوث اعظم سے محبت رکھنے والا ہی محبوب ہوسکتا ہے

سارے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں مگر یہ مسلم حقیقت ہے کہ سبھی محبوبین بارگاہ خداوندی میں یکساں وبرابر نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت وفوقیت ہے۔ ان میں سے کوئی زیادہ عالی مرتبت ہے تو کوئی اس سے کم۔ جیسے رسولوں کے بارے میں ارشاد قرآنی ہے، "**تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ**" (یہ وہ رسول ہیں جن میں کے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی) اسی طرح اولیاء کرام میں سب یکساں نہیں ہیں۔ ان سب کے مقابلے میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ سب سے اعلیٰ وبلند ہے۔آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کے چاہنے والے کو بھی محبوب اور مقرب بارگاہ بنا دیا جاتا ہے۔آپ کی رفعت کا عالم یہ ہے کہ ولایت وروحانیت کا جو نیا یعنی کپڑا آپ کے لیے تنگ وچھوٹا پڑ جائے اور تنگی کے سبب اتارنے کے قابل ہو جائے اسے سو اولیاء کرام بفراغت یعنی باطمینان پہن واوڑھ سکتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ ولایت وبزرگی کے وہ مقامات جن سے آپ گزر چکے ہیں اور وہ اب آپ کے لیے تنگ پڑ چکے ہیں ان میں سو دیگر اولیائے کرام سما سکتے ہیں بلکہ سماتے ہیں اور یہی ان کے لیے کافی ہوتا ہے۔اور جب آپ کے تقدس اور عظمت شان کا یہ حال ہے تو آپ کے برابر کوئی ولی کیسے ہوسکتا ہے۔اس لیے جو لوگ کہ تمام اولیاء کرام کو یکساں وبرابر سمجھتے ہیں یا تمام محبوبان خدا کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر وبرابر جانتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں......

اس مفہوم کو مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی منقبت کی نظم میں یوں کہا:

اشعار۔ اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تو نہیں یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اُوڑھیں تنگ ہوکر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

اوراس کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

''رد جاہلانیکہ ہمہ محبوبان را ہمسرِ حضرت سیدنا دانند رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

ترجمہ: مندرجہ بالا شعر میں ان جاہلوں کا رد ہے جو تمام محبوبان خدا کو ہمارے سردار حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر اور برابر سمجھتے ہیں۔

معانی: دوسرے شعر میں ''سو فرد'' کا لفظ ہے جس سے مراد ایک سو اولیاء کرام ہیں۔ اور ''سراپا'' کا مطلب ہے، سر سے پاؤں تک...... اور ''بفراغت اوڑھنے'' کے معنیٰ ہیں اطمینان و آرام کے ساتھ پورے بدن کو کپڑا سے چھپانا۔ تنگ بمعنی چھوٹا ''اترنے کو ہو'' کا مطلب ہے کہ کپڑا اپنے چھوٹا پن کی وجہ سے استعمال کے قابل نہ رہے اور اتارنے کے لائق ہو جائے۔ اور ''نیما'' کے معنیٰ ہیں چھوٹا کپڑا۔

خلاصہ: مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اپنے اس مدعیٰ پر کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر و ہم رتبہ کوئی نہیں، مذکورہ اشعار میں دو دلیلیں پیش فرمائی ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ آپ کی عظمتِ شان یہ ہے کہ آپ کو چاہنے والے اور آپ سے پیار و محبت کرنے والے کو محبوب بارگاہ بنا دیا جاتا ہے اور جو آپ سے دشمنی کرے اسے مردود بارگاہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ رتبہ سب کو حاصل نہیں تو پھر آپ کے برابر بھی کوئی نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ولایت اور قرب خاص کے ایسے ایسے مقامات عالیہ کو طے فرما چکے ہیں اور محبوبیت کی ایسی ایسی چادریں اوڑھ چکے ہیں کہ ان تک دوسروں کی رسائی

مستبعد ہے۔ بلکہ آپ ان سے گزر کر ایسے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو چکے ہیں کہ اب وہ مقامات عالیہ اور قرب خاص کی وہ چادریں آپ کے لیے چھوٹی پڑ رہی ہیں اور آپ کے جسم سے تنگی کے سبب اترنے کے قابل ہوگئی ہیں مگر وہی مقام اور وہی ردائے ولایت دوسرے سوسوا فراد (ولیوں) کے لیے کافی ہیں اور اسی مقام تک وہ اولیاء کرام ابھی محدود ہیں۔ اس لیے آپ کے مقام کو کوئی ولی و محبوب نہیں پا سکتا۔

غوث اعظم کا مقام نہاں خانۂ خاص ہے

جب مجدد اعظم قدس سرہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کسی ولی کے ہم مثل و ہمسر نہ ہونے کا ساز بجا دیا ہے تو اس ساز پر حضرت امام یافعی اور حضرت علاّمہ ابن حجر مکی قدس سرہما کا مندرجہ ذیل نغمہ گایا جانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت علاّمہ ابن حجر اپنی مایہ ناز کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں لکھتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے باب قدرت کے درکات (قرب الٰہی کے صحن اور درجے) میں رہتا ہوں لیکن وہاں آپ کو نہیں دیکھتا۔ اور اسی وقت حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں، راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو درکات میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ حضوری میں رہنے والے کو نہیں دیکھتا اور جو حضوری میں ہوتا ہے وہ مخدع (نہاں خانۂ خاص یا حجرۂ خاص) والے کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے۔ (میں نہاں خانۂ خاص میں رہتا ہوں) اس لیے تو مجھے نہیں دیکھتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ خلعت (رضا کا کپڑا) جو فلاں رات تمہیں دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ دی

گئی اور وہ خلعتِ رضا تھی۔ اور دوسری پہچان یہ ہے کہ فلاں شب کو جو تم کو فلاں شرف و اعزاز عطا کیا گیا تھا وہ میرے ہی ذریعے سے ملا تھا اور وہ شرفِ فتح تھا (فتح کا شرف و اعزاز تھا)۔ اور تیسری علامت یہ کہ منزل درکات (قرب خاص کے درجوں) میں جو خلعت عطا کی گئی تھی وہ خلعتِ ولایت (ولایت کا کپڑا) تھی اور تمہاری تصدیق کے لیے چوتھی علامت یہ ہے کہ منزل درکات میں بارہ ہزار ولیوں کو جو خلعت ولایت دی گئی تھی اور ان کی موجودگی میں تمہیں بھی عطا کی گئی تھی وہ خلعت ولایت کشادہ اور سبز رنگ کی تھی اور جس پر **قُل ھُوَ اللہ** شریف منقش تھی (لکھی ہوئی تھی) وہ میرے ہی ہاتھ سے تمہیں دی گئی تھی۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے خدام اس بزرگ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس بزرگ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا، بیان کیا۔ اس بزرگ نے کہا، شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور وہ سلطانِ وقت اور صاحب تصرف ہیں [1]

فتاویٰ حدیثیہ کی مذکورہ عبارت میں اختصار ہے پورا واقعہ بہجۃ الاسرار اردو صفحہ: ۶۷، قلائد الجواہر اردو صفحہ: ۳۶۷ اور الملفوظ حصہ سوم، صفحہ: ۶۷ پر مرقوم ہے۔

الملفوظ میں واقعہ کی تفصیل یوں ہے:

"حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بزرگ سیدی عبد الرحمٰن طفسونجی نے ایک روز برسرِ منبر فرمایا، "**أَنَا بَيْنَ الْأَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ أَطْوَلُ عُنُقًا**" میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کُلنگ (بگلا، اونچی گردن والا پرندہ) سب میں اونچی گردن۔ وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی ابو الحسن علی بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہیں ناگوار ہوا کہ حضور (غوث اعظم) پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبد الرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا، پھر پیر سے سر تک دیکھا۔ پھر سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا

[1] فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال قائل یعلم الغیب ص۲۲۲

(کہ کیوں آپ اس شخص سے کشتی لڑنے کے لیے تیار نہیں اور کیوں خاموش ہو گئے) فرمایا، میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ اور ان سے فرمایا، گدڑی پہن لو! انہوں نے کہا، فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا، اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی، فاطمہ! میرے کپڑے دو۔ انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔ حضرت عبد الرحمٰن نے دریافت کیا، کس کے مرید ہو؟ فرمایا، میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا...... انہوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو۔ بارہ برس سے قرب الٰہی (درکات) میں حاضر ہوتا ہوں، آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے...... ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا:

طفسونج جاؤ، راستہ میں شیخ عبد الرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبد الرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو دالان میں ہے اسے کیوں کر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہاں خانۂ خاص میں ہو، میں نہاں خانۂ خاص میں ہوں۔ اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کرام کو خلعت عطاء ہوئے تھے، یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے **قُل ھُو اللّٰہ** شریف لکھی تھی۔

یہ سن کر شیخ عبد الرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا: "**صَدَقَ الشَّیۡخُ عَبۡدُ الۡقَادِرِ وَ ھُوَ سُلۡطَانُ الۡوَقۡتِ**"[1] (سچ فرمایا شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور وہ بلاشبہ بادشاہ وقت ہیں)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام مخدع (نہاں خانۂ خاص) ہے، اس تعلق سے آپ نے قصیدہ غوثیہ میں بھی وضاحت فرمائی ہے۔

اَنَا الۡحَسَنِیُّ وَ الۡمِخۡدَعُ مَقَامِیۡ   وَ اَقۡدَامِیۡ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

[1] ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۷۶ و ۷۷۔

ترجمہ: میں حسنی سید ہوں اور میرا مقام مخدع ہے۔اور میرے قدم تمام مردان خدا کی گردن پر ہیں۔

اس تاریخی حوالہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ہمارے سردار محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الربانی کا ہم رتبہ اولیاء میں کوئی نہیں...... بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی دفعہ فرمایا:

"میرے کان بہرے ہوجائیں، میری آنکھیں اندھی ہوجائیں اگر میں نے سیدی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مثل اور کسی کو دیکھا ہو[1] (یعنی آپ بے مثل و بے ہمتا ہیں، آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔آپ کے مثل ہونے کے بارے میں نہ میرے کانوں نے سنا اور نہ آپ کے مثل میری آنکھوں نے دیکھا)

یہی نہیں بلکہ بے شمار مشائخ کرام واولیائے عظام نے قطب الاقطاب سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ الربانی کے بے مثل و بے نظیر اور بے ہمتا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔بہتوں نے پیشین گوئی دی اور بہتوں نے مبنی برحقائق خبریں دیں ہیں۔

(۱۱) گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

غوث اعظم کے قدم کی تابش دیکھ کر اولیاء کی گردنیں جھک گئیں

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک حجرہ (گھر) سے دوسرے حجرہ کی طرف جانے لگیں گے اس وقت جونہی آپ کی چادر مبارک کے نور وتابش کو جنتی لوگ دیکھیں گے، سب سجدے میں گر جائیں گے۔ یہ گمان کر کے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے تجلی فرمائی ہے اور یہ نور وتابش اللہ تعالیٰ ہی کی تجلی ہے، حالانکہ درحقیقت وہ رب تعالیٰ کی

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۶۰۶۔

تجلی نہ ہوگی بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ردائے مبارک کا نور وجلوہ ہوگا۔

(۲) اللہ تعالیٰ قیامت کے حالات کے تعلق سے ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے (کافر ومنافق سجدہ نہ کر سکیں گے۔ کنز الایمان سورۂ نون)

کشف ساق کا جو اس آیت میں تذکرہ ہے اس سلسلہ میں اہل تاویل کے نزدیک دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کے دن پنڈلی کھولی جائے گی سے مراد شدت وصعوبت امر ہے یعنی قیامت میں ایسی شدت وہولناکی ہوگی کہ دہشت وگھبراہٹ میں لوگوں کے کپڑے اٹھ جائیں گے اور پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ساقِ قدرت لوگوں پر ظاہر فرمائے گا۔

اس صورت میں یہ پتہ چلا کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کشف ساق یعنی اپنی ساق قدرت بندوں پر ظاہر فرمائے گا کہ اپنے بندوں پر ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے مومنین اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں چلے جائیں گے مگر کافر ومنافق۔

(۳) بغداد کی سرزمین پر ایک مجمع عام میں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم خداوندی اپنے قدم مبارک کی جھلک دکھائی تھی اور اعلان کیا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ چونکہ آپ مظہر نور الٰہی ہیں اس لیے آپ کے قدم مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہورہا تھا، موجودین اولیاء کرام قدم مبارک کی تابشوں کی تاب نہ لاسکے اور گویا دہشت

زدہ ہوکر یہ سمجھا کہ یہ کشف ساق ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ساقِ قدرت ظاہر فرما کر تجلی فرمائی ہے لہٰذا سب کے سب سجدے میں گر پڑے حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ بندۂ خاص (غوث اعظم) کا جلوہ اور آپ کے قدم مبارک کی تابش و کرشمہ سازی تھی۔

ان تمہیدی عبارتوں سے یہ واضح ہوا کہ جس دن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قدم مبارک کا جلوہ و جھلک دکھائی اس دن بہت سے اولیاء عظام سجدے میں گر پڑے، گردنیں جھک گئیں اور ان کے دل ٹوٹ گئے گویا کمال دہشت کی بنیاد پر ان بزرگوں کے ذہن آیت کریمہ ''یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' کی طرف چلے گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ کشف ساق ہوا ہے (اللہ عزوجل نے اپنی ساقِ قدرت ظاہر فرمائی اور تجلی دکھائی ہے) حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی کیونکہ آج (اس دنیا میں) کشفِ ساق کہاں؟ یہ تو قیامت میں ہی ہوگا، بلاشبہ یہ قدم غوث اعظم کا جلوہ تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بروز قیامت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک کے نور و تابش کو دیکھ کر جنتی لوگ سجدے میں گر پڑیں گے اور ان کے دل ٹوٹ جائیں گے...... حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں منقبت پیش کرتے ہوئے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یوں نغمہ طراز ہوئے۔

شعر: گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے   کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

اور اس کے تحت حاشیہ میں لکھا:

یَقُوْلُ کَاَنَّھُمْ لِکَمَالِ الدَّھَشِ ذَھَبَتْ اَذْھَانُھُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ مَعَ اِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ اِلَّا جَلْوَةَ الْعَبْدِ لَا تَجَلِّی الْمَعْبُوْدِ کَمَا یَسْجُدُ اَھْلُ الْجَنَّةِ حِیْنَ یَرَوْنَ نُوْرَ رِدَاءِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عِنْدَ تَحَوُّلِهٖ مِنْ بَیْتٍ اِلٰی بَیْتٍ رُعْماً مِنْھُمْ اِنَّهٗ تَجَلّٰی لَھُمْ رَبُّھُمْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کَمَا فِی الْحَدِیْثِ ۱۲۔

یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پاک کے نور و جھلک کو دیکھنے کے بعد

اولیائے وقت کی گردنیں جھک گئیں، سجدے میں چلے گئے اور دل دہشت زدہ ہو گئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ گویا کمال دہشت و گھبراہٹ کے سبب ان اولیاء کے اذہان اللہ تعالیٰ کے ارشاد **یوم یکشف عن ساق** کی طرف چلے گئے اور یہ سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ہے، حالانکہ یہ بندہ خاص (غوث اعظم) کا جلوہ تھا نہ کہ اللہ کی تجلی جیسے اہل جنت سجدے میں گر پڑیں گے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک کا نور دیکھیں گے جس وقت کہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے یہ گمان کر کے کہ یہ رب تعالیٰ کی تجلی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

تشریح شعر: سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر میں ''کشف ساق'' کا لفظ ہے۔ کشف ساق یعنی تجلی الٰہی کا ظہور کل قیامت میں ہی ہوگا۔ اس کا ظہور آج کہاں؟ لیکن سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہر نور الٰہی ہیں اس لیے آپ نے بحکم الٰہی جب اپنے قدم مبارک کا جلوہ و جھلک دکھائی کہ جس سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا تو بہت سے اولیاء کرام نے گویا یہ سمجھا کہ یہ کشفِ ساق (تجلی الٰہی کا ورود) ہوا ہے اس لیے سجدے میں گر پڑے۔ مجدد اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یا غوث اعظم آپ کی شان اتنی عظیم اور آپ کا قدم اتنا بلند رتبہ کا ہے کہ بہت سے اولیاء عظام یہ سمجھ کر کہ آج کشفِ ساق ہوا ہے اور یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں جا پڑے۔ ان کی گردنیں جھک گئیں، ان کے سر بچھ گئے، ان کے دل ٹوٹ گئے اور وہ دہشت زدہ ہو گئے حالانکہ یہ کشف ساق اور تجلی الٰہی نہ تھی یہ تو آپ کا قدم تھا۔

یاد رہے کہ جب سیدنا محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کا رتبہ اتنا عظیم و اعلیٰ ہے اور بلند و بالا ہے کہ اس کے انوار و تابش کی عرفائے کاملین تاب نہیں لا سکتے، جس کے سامنے اکابر مشائخ کی گردنیں جھک جاتی ہیں، جس قدم یا تلوے پر اولیاء فخام اپنی آنکھوں کو ملتے ہیں اور جو بلا شبہ تاجِ اہل دل ہے تو آپ کے سرِ مبارک کی بلندیٔ شان پھر

''حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکا دیئے ان میں سے (سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سیدؒ عبد القاھر ابو النجیب سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر، میرے سر پر اور ان میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور یہ کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کے گردن پر حضور کا پاؤں ہے۔ اس کے کہنے اور سر جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے۔ اور انہیں میں سے حضرت سیدی ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے سر مبارک جھکایا اور فرمایا میں بھی انہیں میں ہوں۔ الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا۔ اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن مبارک جھکائی اور کہا سچ فرمایا سچ مانے ہوئے سچے نے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین''۔

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے   کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا
تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہئے   سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا؟ تیرا

کاتب الحروف کہتا ہے اس روایت نے جہاں یہ انکشاف کیا کہ سلسلۂ سہروردیہ کے پیران پیر حضرت ابو النجیب سہروردی، حضرت ابو مدین مغربی اور شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی گردنیں جھکا دیں وہیں مسئلۂ زیر بحث بھی صاف و بے غبار ہو گیا کہ جب حضرت امام رفاعی نے بھی خود اپنی گردن جھکا دی اور غوث اعظم کے قدم ناز کو اپنے اوپر رکھنے والوں میں شامل کر لیا تو غوث اعظم کا آپ سے اور تمام اولیاء سے افضل ہونا ثابت ہو گیا۔

''حضرت سلطان المشائخ، برہان الاتقیاء شیخ نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ) قدس سرہ العزیز بھی جناب فیض مآب غوثیہ محبوبیہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور حضرت سید عمر (غوث پاک کے پوتے کے لڑکے) علیہ الرحمۃ سے خرقۂ خلافت پہنا اور مقام محبوبیت سے مشرف ہوئے۔

اس لیے جناب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رتبۂ محبوبیت ملا اس میں فیضِ خلافت خاندان عالیہ قادریہ شامل ہے''

سہروردیہ پر فیض قادریت

صاحب محبوب المعانی نے نقل کیا ہے کہ والدہ ماجدۂ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ:

''خدائے تعالیٰ نے اس ضعیفہ کو مال و دولت کی کثرت عطا فرمائی ہے لیکن فرزند صالح جو توشۂ آخرت ہے اس سے محروم ہوں، آپ کی دعاء سے اللہ تعالیٰ میری آرزو برلائے گا اور فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ بعدہٗ حضرت نے دعاء کی تو غیب سے ندا آئی کہ اس ضعیفہ کی قسمت میں فرزند نہیں ہے۔ اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوئے تو تیسری بار حضرت محبوب سبحانی مقبول بارگاہ ربانی نے اپنا خرقۂ مبارکہ جسم مطہر سے نکال کر ہوا میں پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ، جب تک میرا معروضہ قبول نہ ہوگا یہ خرقۂ فقر نہ پہنوں گا؟ اس وقت زیارت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور سرکار نے خرقہ ہوا سے لیکر اپنے دست مبارک سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند! درگاہ الٰہی بے نیاز ہے، ہر وقت کہاں مقام ناز ہے؟ محبوب سبحانی نے عرض کیا، **یَا جَدِّیْ!** اس مقام میں میں تنہا تھا، اب مجھ پر شفقت پدری سایہ گستر ہے۔ مجھ کو امید قوی ہوگئی ہے کہ اس عورت کو فرزند عطا ہوگا۔ تو اسی درمیان مژدۂ غیب آیا کہ اے محبوب! تیرا معروضہ قبول ہوا اور ہم نے

سائلہ کو فرزند عطا کیا۔ حضرت نے اس ضعیفہ سے فرمایا کہ تیرا مدعا بر آیا، جا تجھے فرزند ہوگا۔ چند ہی مہینوں کے بعد وہ ضعیفہ حاملہ ہوئیں۔ بعد تمام ایامِ حمل کے اسکو لڑکی پیدا ہوئی، اس لیے چند روز کے بعد اس لڑکی کو سرخ پارچہ پہنا کر حضرت کی خدمت میں لا کر عرض کی کہ، بشارت تو فرزند کی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے؟ حضرت نے فرمایا، یہ لڑکی کیونکر ہوگی، اس ارشاد کے بعد تمام کپڑا اس بچی کے جسم سے نکالا اور توجہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا، یہ تو فرزند ہے...... فی الفور علامت مردانگی ظاہر ہوئی اور ارشاد ہوا کہ، یہ فرزند میرا ہے اور اس کا نام میں نے شیخ شہاب الدین عمر رکھا ہے، اس کی عمر طویل ہوگی، ابرو اور پستان دراز ہوگا۔

کہتے ہیں کہ ان کے بھوں کے بال اتنے دراز تھے کہ جناب شیخ الشیوخ (شہاب الدین) کتابت کے وقت سر پر ڈال لیتے تھے اور پستان اتنے دراز تھے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو پر رکھ لیتے تھے۔ حسن صورت و سیرت میں نہایت مستحسن اور پیشوائے اہل زمانہ تھے۔

نفحات الانس میں ہے کہ جناب شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) قدس سرہ العزیز نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بابرکت میں بڑا مرتبہ اور مقام حاصل کیا اور حضرت غوث الثقلین نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ:

أنت آخر المشهورين بالعراق (تو عراق کے اندر مشہور لوگوں میں سب سے آخری ہوگا) اور فرمایا کہ "یہ لڑکا سر حلقۂ اولیاء اور ان کے مریدوں سے بزرگ اور صاحب ارشاد ہوں گے"...... چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ آپ سے آپ کا سلسلہ بہت ہی ترویج پایا۔ سلسلۂ سہروردیہ جو اب تک جاری ہے، آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور آپ بھی بدرجۂ کامل واکمل سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیضیاب ہوئے ہیں"

نقشبندیہ پر بارش انوار

محبوب المعانی میں مذکور ہے کہ شیخ عارف عبد اللہ بلخی نے اپنی مشہور کتاب "خوارق

الاحباب فی معرفۃ قطب الاقطاب'' میں قطب العباد، غوث البلاد حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد نقشبند بخاری قدس اللہ سرہٗ کے حالات میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ:

''میں نے خواجۂ خواجگان، زبان فیض بیان سرمست سے سنا ہے اور وہ بعض قلندران دیرینہ سال اور عارفانِ صاحب کمال سے جو بلدۂ شریفہ بخارا میں رہتے تھے، نقل کرتے ہیں ایک روز حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند مصاحبوں کے ساتھ بالائے بام جلوہ فرما تھے، ناگاہ آپ نے بخارا کی جانب نظر کر کے فرمایا کہ:

''میرے بعد جب ایک سو ستاون سال گزرے تو مرد ''محمد'' ہوگا جس کا مشرب قلندری ہوگا۔ وہ میدان وجود میں خوش خرام ہوگا۔ بہاء الدین اس کا لقب و نام ہوگا اور میری دولت و نعمت اس کو ملے گی'' حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت نقشبند قدس سرہ نے حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے التفاتِ بسیار اور شفقت بے شمار کے بعد اسم ذات (اَللّٰہُ) کے شغل کی تلقین کی، مگر تصور نقش اسم اعظم (اَللّٰہُ) کا حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آئینہ دل پر نہیں جمتا تھا، آپ کی جمعیت خاطر میں انتشار تھا جس کی وجہ سے آپ گھبراتے تھے، یہاں تک کہ ایک دن آپ جنگل کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں، یہاں تک کہ آپ سے قریب ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے خواجہ بہاء الدین نقشبند! مجھے اسم اعظم (اللہ) حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی سے پہنچا ہے۔ اس لیے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تو ان کی جناب میں اپنے کو رجوع کرتا کہ تیرا کام برآئے اور تو اپنی مراد کو پائے۔ چنانچہ اسی شب کو موافق رہنمائی جناب خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انگشتہائے مبارک جو نقش اسم ذات (اللہ) کے مانند ہیں، خواجہ نقشبند کو دکھائیں۔ اس کو دیکھتے ہی فوراً نقش نقش پنجۂ مبارک سرکار غوث اعظم کا نقش اسم ذات ظاہر

وباطن میں حضرت خواجہ نقشبند کے منقش ہوگیا......اس کے بعد اسکی کیفیت یہ ہوئی کہ ہر شی نظر اقدس میں نقش اسم ذات میں محسوس ہونے لگی اور کمخاب بافی میں گلوکاری کی جگہ اسی نقش اسم کی گلوکاری ہوئی۔

چنانچہ جب اس ذکر پاک کی دیار وبلاد میں شہرت کی کثرت ہوئی تو بعض ہمراز نے اس امر کا استفسار کیا، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا،

''یہ فیض میرے اوپر اس شب سے طاری ہوا جس شب کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور ہر لحظہ میرے احوال وکیفیات میں آپ کی توجہات وبرکات سے زیادتی ہوئی اور آپ ہی کی توجہ میرے اس اسم کی شہرت کا ذریعہ ہے''۔

حضرت حق پسند، خواجہ نقش بند قدس سرہٗ العزیز سے "**قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ**" کی کیفیت دریافت کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجۂ خواجگان خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کے زمانے میں تھے، اپنی گردن کو ان کے قدم مبارک کے نیچے کیا اور پھر فرمایا: "**قَدَمُهٗ عَلٰی عَیْنِیْ أَوْ عَلٰی بَصَرِ بَصِیْرَتِیْ**" (حضور غوث اعظم کا قدم میرے ماتھے کی آنکھوں پر ہے یا بصیرت والی آنکھ پر)

اور مولانا جامی قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ بزرگ حضرت عبداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں ہیں اور خواجۂ بزرگوار پیشوائے طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

> ''کوئی ولی متقدمین ومتاخرین میں سے باقی نہ تھا جو اپنی گردن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے نہ رکھا ہو'' [1]

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ خانقاہ چشت کے چشم وچراغ اور اجمیر معلیٰ کے تاجدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، تاجدار بخارا حضرت خواجہ محمد نقشبند بخاری اور تاجدار

---

[1] تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ از ص ۲۴۳ تا ۲۴۷ ملخصاً مصنفہ مولانا عبدالمجتبیٰ مرحوم ناشر اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ بخشی مسجد۔ اندھرا پل۔ بنارس۔

عراق حضرت شہاب الدین سہروردی قدست اسرارہم پر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض کرم کی بارش ہوئی اور ولایت وروحانیت کے مزرع (کھیت) خواہ مقام چشت ہو یا بخارا، خواہ عراق ہو یا اجمیر معلیٰ ہر ایک پر حضور پیران پیر روشن ضمیر قدس سرہ کے فیضان کرم کے بادل نے اپنا جھالا (موسلا دھار بارش) برسایا ہے اور ان مقاموں میں سے ہر کشت (ولایت کی کھیت) آپ کے فیض کے جھالوں (موسلا دھار بارشوں) سے سیراب ہوئی ہے۔ اور روحانیت وولایت کی کوئی کان وکشت نہیں جس پر آپ کا جھالا برسا نہ ہو۔

اس کو مجدد اعظم عاشق غوث الوریٰ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے شعر میں یوں کہا:

شعر: مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور اس شعر کے لفظ ''بخارا'' کے تحت حاشیہ میں رقم فرمایا: ''حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز بخاری است'' اور لفظ عراق کے تحت فرمایا:

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہٗ از اولیائے عراق است۔ سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورا فرمود، انت آخر المشہورین بالعراق، ۱۲- منہ

یعنی مزرع بخارا (سرزمین بخارا) سے مراد حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہ ہیں اور سرزمین عراق کے مزرع (عراق کا کھیت) سے مراد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی ہیں جو اولیائے عراق میں سے ہیں اور جن کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت دی تھی کہ،

تو عراق کے تمام مشہور بزرگوں اور ولیوں میں آخری ہوگا (تیرے بعد تیرے پایہ کا شہرت یافتہ کوئی نہ ہوگا)......

معانی: مذکورہ شعر میں مزرع کے معنیٰ ہیں، کھیت یعنی ولایت وروحانیت کا کھیت وسرزمین جہاں اولیاء اللہ رہتے ہوں اور جہاں سے ولایت وبزرگی تقسیم ہوتی ہو۔ چشت ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں بڑے بڑے بزرگان دین رہ چکے ہیں اور جہاں سے سلسلۂ چشتیہ چلا ہے۔ حضرت خواجہ مودود چشتی

(م۵۲۷ھ) خواجہ حاجی شریف زندنی (م ۶۱۲ھ) خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۱۷ھ) اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدست اسرارہم اسی مزرع چشت کی پیداوار ہیں۔ موجودہ جغرافیہ کے مطابق افغانستان میں ہرات کے قریب یہ مقام واقع ہے...... بخارا ایک مشہور شہر ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی حضرت محمد نقشبند قدس سرہ یہیں کے رہنے والے ہیں،عـه اس لیۓ بھی آپ کو عراقی کہا جاتا ہے کہ غوث اعظم نے عراق کی سلطنت سونپی تھی...... اجمیر سے سارے لوگ واقف ہیں۔ یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ آرام فرما ہیں اور جس کو اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے مرکز بنایا تھا۔

عـه عراق:- اسی ملک کے حضرت شہاب الدین سہروردی رہنے والے تھے۔ اور

اب سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے مندرجہ بالا شعر کا مطلب یہ نکلا کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی! چشت و بخارا اور عراق و اجمیر جیسے مقدس مقامات جو اس کھیت کے مانند ہیں جو بہتر سے بہتر فصل اُگائے اور جہاں سے اللہ تعالیٰ نے خواجگان چشت اور خواجہ بہاء الدین بخاری، خواجہ شہاب الدین عراقی اور خواجہ معین الدین اجمیری جیسی شخصیتوں کو دنیا کی ہدایت کے لیے منصۂ شہود پر لایا، ان پر بھی آپ کے ابر کرم کا جھالا (موسلا دھار بارش) برسا ہے، وہ آپ سے سیراب ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی کشت (کھیت) ایسی نہیں جس پر آپ کا جھالا نہ برسا ہو بلاشبہ ہر مقام پر آپ کی بارش انوار و فیوض ہوئی ہے۔ اس لیے آپ کی شان عظیم ہے اور آپ کا رتبہ بلند۔

اسی لیے دوسرے مقام پر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یوں مدح سرائی کی۔

کس گلستاں کو نہیں؟ فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
بخارا وعراق وچشت واجمیر تیری لَو شمعِ ہر محفل ہے یا غوث

ثابت ہوا کہ سارے سلاسل کے مشائخ کرام اور ان کے مریدین ومتوسلین پر حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ کا فیض واحسان ہے اور ہر ایک آپ کی طرف آئل وراجع ہے مگر سلسلۂ قادریہ اور اس کے بانی حضور محبوب سبحانی پر کسی کا احسان نہیں۔ اس لیے سب سے اعلیٰ وبالا سلسلۂ قادریہ ہے۔

۱۰۔اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تو نہیں   یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

غوث اعظم سے محبت رکھنے والا ہی محبوب ہوسکتا ہے

سارے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں مگر یہ مسلم حقیقت ہے کہ سبھی محبوبین بارگاہ خداوندی میں یکساں وبرابر نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت وفوقیت ہے۔ ان میں سے کوئی زیادہ عالی مرتبت ہے تو کوئی اس سے کم۔ جیسے رسولوں کے بارے میں ارشاد قرآنی ہے، "**تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ**" (یہ وہ رسول ہیں جن میں کے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی) اسی طرح اولیاء کرام میں سب یکساں نہیں ہیں۔ ان سب کے مقابلے میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ سب سے اعلیٰ وبلند ہے۔آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کے چاہنے والے کو بھی محبوب اور مقرب بارگاہ بنا دیا جاتا ہے۔آپ کی رفعت کا عالم یہ ہے کہ ولایت وروحانیت کا جو نیا یعنی کپڑا آپ کے لیے تنگ وچھوٹا پڑ جائے اور تنگی کے سبب اتارنے کے قابل ہو جائے اسے سو اولیاء کرام بفراغت یعنی باطمینان پہن واوڑھ سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ولایت وبزرگی کے وہ مقامات جن سے آپ گزر چکے ہیں اور وہ اب آپ کے لیے تنگ پڑ چکے ہیں ان میں سو دیگر اولیائے کرام سما سکتے ہیں بلکہ سماتے ہیں اور یہی ان کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور جب آپ کے تقدس اور عظمت شان کا یہ حال ہے تو آپ کے برابر کوئی ولی کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لیے جو لوگ کہ تمام اولیاء کرام کو یکساں وبرابر سمجھتے ہیں یا تمام محبوبان خدا کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر وبرابر جانتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں......

اس مفہوم کو مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی منقبت کی نظم میں یوں کہا:

اشعار۔ اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تو نہیں یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اُوڑھیں تنگ ہوکر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

اور اس کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

''رد جاہلانیکہ ہمہ محبوبان راہمسرِ حضرت سیدنا دانند رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

ترجمہ: مندرجہ بالا شعر میں ان جاہلوں کا رد ہے جو تمام محبوبان خدا کو ہمارے سردار حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر اور برابر سمجھتے ہیں۔

معانی: دوسرے شعر میں ''سوفرد'' کا لفظ ہے جس سے مراد ایک سو اولیاء کرام ہیں۔ اور ''سراپا'' کا مطلب ہے، سر سے پاؤں تک...... اور ''بفراغت اوڑھنے'' کے معنیٰ ہیں اطمینان و آرام کے ساتھ پورے بدن کو کپڑا سے چھپانا۔ تنگ بمعنی چھوٹا ''اترنے کو ہو'' کا مطلب ہے کہ کپڑا اپنے چھوٹا پن کی وجہ سے استعمال کے قابل نہ رہے اور اتارنے کے لائق ہو جائے۔ اور ''نیما'' کے معنیٰ ہیں چھوٹا کپڑا۔

خلاصہ: مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اپنے اس مدعیٰ پر کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسر و ہم رتبہ کوئی نہیں، مذکورہ اشعار میں دو دلیلیں پیش فرمائی ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ آپ کی عظمتِ شان یہ ہے کہ آپ کو چاہنے والے اور آپ سے پیار و محبت کرنے والے کو محبوب بارگاہ بنا دیا جاتا ہے اور جو آپ سے دشمنی کرے اسے مردود بارگاہ کردیا جاتا ہے۔ یہ رتبہ سب کو حاصل نہیں تو پھر آپ کے برابر بھی کوئی نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ولایت اور قرب خاص کے ایسے ایسے مقامات عالیہ کو طے فرما چکے ہیں اور محبوبیت کی ایسی ایسی چادریں اوڑھ چکے ہیں کہ ان تک دوسروں کی رسائی

مستبعد ہے۔ بلکہ آپ ان سے گزر کر ایسے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو چکے ہیں کہ اب وہ مقامات عالیہ اور قرب خاص کی وہ چادریں آپ کے لیے چھوٹی پڑ رہی ہیں اور آپ کے جسم سے تنگی کے سبب اترنے کے قابل ہوگئی ہیں مگر وہی مقام اور وہی ردائے ولایت دوسرے سوسوا فراد (ولیوں) کے لیے کافی ہیں اور اسی مقام تک وہ اولیاء کرام ابھی محدود ہیں۔ اس لیے آپ کے مقام کو کوئی ولی و محبوب نہیں پا سکتا۔

غوث اعظم کا مقام نہاں خانۂ خاص ہے

جب مجدد اعظم قدس سرہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کسی ولی کے ہم مثل و ہمسر نہ ہونے کا ساز بجادیا ہے تو اس ساز پر حضرت امام یافعی اور حضرت علامہ ابن حجر مکی قدس سرہما کا مندرجہ ذیل نغمہ گایا جانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت علامہ ابن حجر اپنی مایہ ناز کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں لکھتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے باب قدرت کے درکات (قرب الٰہی کے صحن اور درجے) میں رہتا ہوں لیکن وہاں آپ کو نہیں دیکھتا۔ اور اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں، راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو درکات میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ حضوری میں رہنے والے کو نہیں دیکھتا اور جو حضوری میں ہوتا ہے وہ مخدع (نہاں خانۂ خاص یا حجرۂ خاص) والے کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے۔ (میں نہاں خانۂ خاص میں رہتا ہوں) اس لیے تو مجھے نہیں دیکھتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ خلعت (رضا کا کپڑا) جو فلاں رات تمہیں دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ دی

گئی اور وہ خلعتِ رضا تھی۔ اور دوسری پہچان یہ ہے کہ فلاں شب کو جو تم کو فلاں شرف و اعزاز عطا کیا گیا تھا وہ میرے ہی ذریعے سے ملا تھا اور وہ شرفِ فتح تھا (فتح کا شرف و اعزاز تھا)۔ اور تیسری علامت یہ کہ منزل درکات (قربِ خاص کے درجوں) میں جو خلعت عطا کی گئی تھی وہ خلعتِ ولایت (ولایت کا کپڑا) تھی اور تمہاری تصدیق کے لیے چوتھی علامت یہ ہے کہ منزل درکات میں بارہ ہزار ولیوں کو جو خلعت ولایت دی گئی تھی اور ان کی موجودگی میں تمہیں بھی عطا کی گئی تھی وہ خلعت ولایت کشادہ اور سبز رنگ کی تھی اور جس پر **قُل ھُوَ اللّٰہ** شریف منقش تھی (لکھی ہوئی تھی) وہ میرے ہی ہاتھ سے تمہیں دی گئی تھی۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے خدام اس بزرگ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس بزرگ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا، بیان کیا۔ اس بزرگ نے کہا، شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور وہ سلطانِ وقت اور صاحب تصرف ہیں[1]

فتاویٰ حدیثیہ کی مذکورہ عبارت میں اختصار ہے پورا واقعہ بہجۃ الاسرار اردو صفحہ: ۶۷، قلائد الجواہر اردو صفحہ: ۳۶۷ اور الملفوظ حصہ سوم، صفحہ: ۶۷ پر مرقوم ہے۔

الملفوظ میں واقعہ کی تفصیل یوں ہے:

"حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بزرگ سیدی عبد الرحمٰن طفسونجی نے ایک روز برسر منبر فرمایا، **"أَنَا بَيْنَ الْأَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ أَطْوَلُ عُنُقًا"** میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کُلنگ (بگلا، اونچی گردن والا پرندہ) سب میں اونچی گردن۔ وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی ابو الحسن علی بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہیں ناگوار ہوا کہ حضور (غوث اعظم) پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبد الرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا، پھر پیر سے سر تک دیکھا۔ پھر سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا

---

[1] فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال قائل یعلم الغیب ص۲۲۲

(کہ کیوں آپ اس شخص سے کشتی لڑنے کے لیے تیار نہیں اور کیوں خاموش ہو گئے) فرمایا، میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ اور ان سے فرمایا، گدڑی پہن لو! انہوں نے کہا، فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا، اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی، فاطمہ! میرے کپڑے دو۔ انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے دریافت کیا، کس کے مرید ہو؟ فرمایا، میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا...... انہوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو۔ بارہ برس سے قرب الٰہی (درکات) میں حاضر ہوتا ہوں، آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے...... ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا:

طفسونج جاؤ، راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو دالان میں ہے اسے کیوں کر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہانخانۂ خاص میں ہو، میں نہانخانۂ خاص میں ہوں۔ اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کرام کو خلعت عطاء ہوئے تھے، یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے **قُل ھُو اللہ** شریف لکھی تھی۔

یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا: "**صَدَقَ الشَّیخُ عَبدُ القَادِرِ وَ ھُوَ سُلطَانُ الوَقتِ**"[۱] (سچ فرمایا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور وہ بلاشبہ بادشاہ وقت ہیں)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام مخدع (نہانخانۂ خاص) ہے، اس تعلق سے آپ نے قصیدہ غوثیہ میں بھی وضاحت فرمائی ہے۔

اَنَا الحَسَنِیُّ وَ المِخدَعُ مَقَامِی   وَ اَقدَامِی عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

[۱] ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۷۶ و ۷۷۔

ترجمہ: میں حسنی سید ہوں اور میرا مقام مخدع ہے۔اور میرے قدم تمام مردان خدا کی گردن پر ہیں۔

اس تاریخی حوالہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ہمارے سردار محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الربانی کا ہم رتبہ اولیاء میں کوئی نہیں...... بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ شیخ ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی دفعہ فرمایا:

"میرے کان بہرے ہوجائیں، میری آنکھیں اندھی ہوجائیں اگر میں نے سیدی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مثل اور کسی کو دیکھا ہو۔[1] (یعنی آپ بے مثل و بے ہمتا ہیں، آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔ آپ کے مثل ہونے کے بارے میں نہ میرے کانوں نے سنا اور نہ آپ کے مثل میری آنکھوں نے دیکھا)

یہی نہیں بلکہ بے شمار مشائخ کرام واولیائے عظام نے قطب الاقطاب سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ الربانی کے بے مثل و بے نظیر اور بے ہمتا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ بہتوں نے پیشین گوئی دی اور بہتوں نے مبنی برحقائق خبریں دیں ہیں۔

(۱۱) گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

غوث اعظم کے قدم کی تابش دیکھ کر اولیاء کی گردنیں جھک گئیں

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک حجرہ (گھر) سے دوسرے حجرہ کی طرف جانے لگیں گے اس وقت جونہی آپ کی چادر مبارک کے نور وتابش کو جنتی لوگ دیکھیں گے، سب سجدے میں گر جائیں گے۔ یہ گمان کر کے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے تجلی فرمائی ہے اور یہ نور وتابش اللہ تعالیٰ ہی کی تجلی ہے، حالانکہ درحقیقت وہ رب تعالیٰ کی

[1] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۶۰۶۔

تجلی نہ ہوگی بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ردائے مبارک کا نور وجلوہ ہوگا۔

(۲) اللہ تعالیٰ قیامت کے حالات کے تعلق سے ارشاد فرماتا ہے:

يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّ يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کرسکیں گے (کافر ومنافق سجدہ نہ کرسکیں گے۔ کنز الایمان سورۂ نون)

کشف ساق کا جو اس آیت میں تذکرہ ہے اس سلسلہ میں اہل تاویل کے نزدیک دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کے دن پنڈلی کھولی جائے گی سے مراد شدت وصعوبت امر ہے یعنی قیامت میں ایسی شدت وہولنا کی ہوگی کہ دہشت وگھبراہٹ میں لوگوں کے کپڑے اٹھ جائیں گے اور پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ساقِ قدرت لوگوں پر ظاہر فرمائے گا۔

اس صورت میں یہ پتہ چلا کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کشف ساق یعنی اپنی ساق قدرت بندوں پر ظاہر فرمائے گا کہ اپنے بندوں پر ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے مومنین اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں چلے جائیں گے مگر کافر ومنافق۔

(۳) بغداد کی سرزمین پر ایک مجمع عام میں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم خداوندی اپنے قدم مبارک کی جھلک دکھائی تھی اور اعلان کیا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ چونکہ آپ مظہر نور الٰہی ہیں اس لیے آپ کے قدم مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہورہا تھا، موجودین اولیاء کرام قدم مبارک کی تابشوں کی تاب نہ لاسکے اور گویا دہشت

زدہ ہوکر یہ سمجھا کہ یہ کشف ساق ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ساقِ قدرت ظاہر فرما کر تجلی فرمائی ہے لہٰذا سب کے سب سجدے میں گر پڑے حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ بندۂ خاص (غوث اعظم) کا جلوہ اور آپ کے قدم مبارک کی تابش وکرشمہ سازی تھی۔

ان تمہیدی عبارتوں سے یہ واضح ہوا کہ جس دن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قدم مبارک کا جلوہ و جھلک دکھائی اس دن بہت سے اولیاء عظام سجدے میں گر پڑے، گردنیں جھک گئیں اور ان کے دل ٹوٹ گئے گویا کمال دہشت کی بنیاد پر ان بزرگوں کے ذہن آیت کریمہ ''یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' کی طرف چلے گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ کشف ساق ہوا ہے (اللہ عزوجل نے اپنی ساقِ قدرت ظاہر فرمائی اور تجلی دکھائی ہے) حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی کیونکہ آج (اس دنیا میں) کشفِ ساق کہاں؟ یہ تو قیامت میں ہی ہوگا، بلاشبہ یہ قدم غوث اعظم کا جلوہ تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بروز قیامت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک کے نور و تابش کو دیکھ کر جنتی لوگ سجدے میں گر پڑیں گے اور ان کے دل ٹوٹ جائیں گے...... حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں منقبت پیش کرتے ہوئے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یوں نغمہ طراز ہوئے۔

شعر: گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے   کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

اوراس کے تحت حاشیہ میں لکھا:

یَقُوْلُ کَأَنَّھُمْ لِکَمَالِ الدَّھْشِ ذَھَبَتْ أَذْھَانُھُمْ إِلیٰ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ مَعَ إِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ إِلَّا جَلْوَةَ الْعَبْدِ لَا تَجَلِّی الْمَعْبُوْدِ کَمَا یَسْجُدُ أَھْلُ الْجَنَّةِ حِیْنَ یَرَوْنَ نُوْرَ رِدَاءِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عِنْدَ تَحَوُّلِهٖ مِنْ بَیْتٍ إِلیٰ بَیْتٍ رُغْماً مِنْھُمْ إِنَّهٗ تَجَلّیٰ لَھُمْ رَبُّھُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ کَمَا فِی الْحَدِیْثِ ۱۲۔

یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پاک کے نور و جھلک کو دیکھنے کے بعد

اولیائے وقت کی گردنیں جھک گئیں، سجدے میں چلے گئے اور دل دہشت زدہ ہو گئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ گویا کمال دہشت و گھبراہٹ کے سبب ان اولیاء کے اذہان اللہ تعالیٰ کے ارشاد **یوم یکشف عن ساق** کی طرف چلے گئے اور یہ سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ہے، حالانکہ یہ بندہ خاص (غوث اعظم) کا جلوہ تھا نہ کہ اللہ کی تجلی جیسے اہل جنت سجدے میں گر پڑیں گے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک کا نور دیکھیں گے جس وقت کہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے یہ گمان کر کے کہ یہ رب تعالیٰ کی تجلی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

تشریح شعر: سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر میں ''کشف ساق'' کا لفظ ہے۔ کشف ساق یعنی تجلی الٰہی کا ظہور کل قیامت میں ہی ہوگا۔ اس کا ظہور آج کہاں؟ لیکن سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہر نور الٰہی ہیں اس لیے آپ نے بحکم الٰہی جب اپنے قدم مبارک کا جلوہ و جھلک دکھائی کہ جس سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا تو بہت سے اولیاء کرام نے گویا یہ سمجھا کہ یہ کشفِ ساق (تجلی الٰہی کا ورود) ہوا ہے اس لیے سجدے میں گر پڑے۔ مجدد اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یا غوث اعظم آپ کی شان اتنی عظیم اور آپ کا قدم اتنا بلند رتبہ کا ہے کہ بہت سے اولیاء عظام یہ سمجھ کر کہ آج کشفِ ساق ہوا ہے اور یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں جا پڑے۔ ان کی گردنیں جھک گئیں، ان کے سر بچھ گئے، ان کے دل ٹوٹ گئے اور وہ دہشت زدہ ہو گئے حالانکہ یہ کشف ساق اور تجلی الٰہی نہ تھی یہ تو آپ کا قدم تھا۔

یاد رہے کہ جب سیدنا محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کا رتبہ اتنا عظیم واعلیٰ ہے اور بلند و بالا ہے کہ اس کے انوار و تابش کی عرفائے کاملین تاب نہیں لا سکتے، جس کے سامنے اکابر مشائخ کی گردنیں جھک جاتی ہیں، جس قدم یا تلوے پر اولیاء فخام اپنی آنکھوں کو ملتے ہیں اور جو بلا شبہ تاجِ اہل دل ہے تو آپ کے سرِ مبارک کی بلندیٔ شان پھر

آپ کی قدآور شخصیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اسی لیے مجدد اعظم ایک مقام پر یوں عرض کناں ہوئے۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

مذکورہ روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بے خودی میں اگر کسی نبی یا ولی کی بارگاہ میں کوئی مسلمان سجدہ ریز ہو جائے تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
(۱۲) سُم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار منکر فضلِ حضور، آہ! یہ لکھا تیرا

غوث اعظم کا انکار زہر قاتل ہے:

فرش گیتی پر بسنے والے تمام جن وانس سے خطاب کرتے ہوئے حضور غوث الدارین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

تَكْذِيْبُكُمْ لِيْ سُمٌّ قَاتِلٌ لِّاَدْيَانِكُمْ وَ سَبَبٌ لِذَهَابِ دُنْيَاكُمْ وَ اُخْرٰيكُمْ

ترجمہ: تمہارا مجھے جھٹلانا اور میرا انکار کرنا تمہارے دین کے لیے زہر قاتل ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے۔

چنانچہ بہجۃ الاسرار شریف میں علامہ ابوالحسن شطنوفی قدس سرہ شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عظیم کلام کیا کرتے تو اس کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے۔

"تمہیں خدا کی قسم ہے (جب میرا کلام سنا کرو تو) یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں، اس میں کوئی شک نہیں...... بے شک میں بلایا جاتا ہوں تو بولتا ہوں۔ اور دیا جاتا ہوں تو (تمہارے درمیان) تقسیم کرتا ہوں۔ اور مجھے حکم دیا جاتا ہے کسی کام کا تو میں کرتا ہوں اور اس کی ذمہ داری اس پر ہے جو مجھے

حکم دیتا ہے اور دیت عاقلہ پر ہوا کرتی ہے......تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لیے فوری (قتل کر دینے والا) زہر ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کے جانے کا سبب ہے''۔[۱]

اور زبدۃ الآثار اردو کی عبارت یوں ہے۔

''اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لیے زہر ہلاہل ہوگی اور تمہارا یہ اقدامِ نافرمانی تمہیں ایک لحہ میں تباہ کر دے گا۔ میں تمہاری دنیا و عاقبت کو ایک لحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں''۔[۲]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور پیران پیر حضرت روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کچھ بدقسمت لوگ میرے فضل وکمال کے منکر ضرور ہوں گے۔ ایسے بدقسمت کو انکار کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بدقسمت منکرو! تمہارا مجھے اور میرے فضل وکمال کا جھٹلانا وانکار کرنا تمہارے دین وایمان کے لیے زہر ہلاہل ہے جو تمہارے دین وایمان کو فوراً ختم کر دے گا اور تمہاری دنیا وآخرت کو برباد کر دے گا۔ کیونکہ میرے یہ فضائل عظیمہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام کا انکار وتکذیب زہر ہلاہل ضرور ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح کا منکرِ فضل یونہی انکار نہیں کرتا ہے بلکہ اس کا لکھا (قسمت) ہی ایسا ہوتا ہے۔ یعنی روزِ ازل ہی میں اس کی قسمت میں انکارِ فضلِ حضور غوث اعظم لکھا جا چکا تھا اور بد بختِ ازلی ہونا اس کا مقدر ہو چکا تھا اس لیے ایسے بدنصیب کی بدقسمتی پر آہ وافسوس کیا جانا چاہیئے۔ جیسا کہ مجدد اعظم قدس سرہ مندرجہ ذیل شعر میں ایسے منکر فضل حضور پر آہ وافسوس کرتے ہوئے اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسوں کے لیے زہر قاتل ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے (مذکورہ ارشاد کی روشنی میں) فرماتے ہیں۔

منکرِ فضلِ حضور، آہ! یہ لکھا تیرا — سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار

[۱] بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۵۸۔
[۲] زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار ص ۷۷۔ ناشر مکتبہ جام نور دہلی۔

اور اس کے تحت حاشیہ میں قلمبند فرمایا:

قَالَ مَوْلَانَا وَسَیِّدُنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تَکْذِیْبُکُمْ لِیْ سُمٌّ قَاتِلٌ لِاَدْیَانِکُمْ وَسَبَبٌ لِذَھَابِ دُنْیَاکُمْ وَاُخْرٰیکُمْ -۱۲- منہ

ترجمہ: یعنی ہمارے آقا اور ہمارے سردار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تمہارا میری ذات یا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے لیے سم قاتل (ہلاک کر دینے والا زہر) ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے (حضور کے اسی فرمان کی طرف میرے مذکورہ شعر میں اشارہ ہے)۔

معانی: مذکورہ شعر میں "سُمٌّ" کا لفظ ہے جس کے معنیٰ زہر۔ اور قاتل کے معنیٰ ہیں، ہلاک کر دینے والا۔ حضور سے مراد حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ...... "آہ" کلمۂ افسوس ہے...... لکھا کے معنیٰ ہیں۔ قسمت، تقدیر۔

تشریح: اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ: خدا کی قسم! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنا زہر قاتل ہے اس لیے ان کی فضیلت کا انکار ہر گز نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی مومن کرتا ہے لیکن حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال کا انکار کرنے والے کچھ افراد ضرور ہوئے جیسے وہابی وشیعہ لوگ۔ تو ان لوگوں نے فضل حضور کے منکر ہو کر خود سے زہر قاتل کو اپنی حلق کے نیچے اتارا اور اپنے دین، دنیا و آخرت کو تباہ کیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ بد قسمتی و بدبختی ان کا مقدر بن چکی تھی۔ یہ آہ بھرنے اور سخت افسوس کا مقام ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں آپ کے انکارِ فضل و کمال سے بچائے۔

(۱۳) میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجہ تیرا

غوث اعظم تلوار کے دھنی ہیں

محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے،

"أَنَا سَيَّافٌ، أَنَا قَتَّالٌ، أَنَا سَلَّابُ الْأَحْوَالِ"

ترجمہ: میں خوب تلوار چلانے والا (تلوار کا دھنی) ہوں۔ میں بڑا قاتل ہوں۔ میں لوگوں کے احوال کو سلب (ختم) کرنے والا ہوں۔

اخبار الاخیار شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں تلوار باز اور قاتل ہوں [۱] میں عشق خداوندی کی آگ، حال واحوال کو سلب کرنے والا، دریائے بیکراں اور رہنمائے وقت ہوں۔ ملخصاً [۲]

اور بہجۃ الاسرار کے ترجمہ میں اس کی ترجمانی یوں ہے:

میں تلوار اٹھانے والا ہوں۔ میں لڑنے والا ہوں۔ اور تم کو خدا اپنے آپ سے ڈراتا ہے [۳]

مطلب یہ ہے کہ غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں بہت تلوار چلانے والا ہوں، میری تلوار برہنہ اور سونتی ہوئی رہتی ہے۔ میں منکروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہوں اور لوگوں کے احوالِ ولایت کو سلب کر لینے والا ہوں کہ اگر اولیاء ہوں تو ان کی ولایت ختم کر دینے والا ہوں اور اگر عام مسلماں ہوں تو گستاخی کے سبب وہ حرام موت مرنے والے ہیں۔ اس لیے میری تلوار کی زد سے تم لوگ خوف کھاتے رہو اور اپنے کلیجہ میں میرا باک وڈر بسالو!

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیاف یعنی تلوار کے دھنی ہیں اور اپنے خنجر سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔ اس لیے ان تلوار کے دھنی کے خنجر سے ہر شخص کو باک وخوف رکھنا چاہیے۔ ایک طرف تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قدرت کا معاملہ یہ ہے اور دوسری طرف رافضیوں اور وہابیوں کی

---

[۱] اخبار الاخیار اردو ص ۴۲ مترجمین، سبحان محمود ومحمد فاضل۔
[۲] حوالہ مذکورہ۔ [۳] بہجۃ الاسرار اردو ص ۵۹

شرارت وخباثت کا عالم یہ ہے کہ انہیں اگر کسی طرح بظاہر خوف ہو بھی تو حقیقۃً اس سیاف (تلوار کے دھنی) کے خنجر سے باک وڈر نہیں ہے۔ کیونکہ ان خبیثوں کے کلیجہ کو چیر کر دیکھا جائے تو اس کی حقیقت کا پتہ بلاشبہ چل جائے گا۔ اور ان لوگوں کی یہی بے باکی ان کی گمراہیت وہلاکت کا سبب بنی ہے۔ حضور غوث اعظم کی شان سیافی اور وہابی ورافضی کی اس دورخی کی وضاحت کرتے ہوئے مجدد اعظم یوں مخاطب ہیں۔

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجہ تیرا

اوراس کے تحت حاشیہ میں فرمایا:

"قَالَ سَیِّدُنَا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أَنَا سَیَّافٌ، أَنَا قَتَّالٌ، أَنَا سَلَّابُ الْأَحْوَالِ"

ترجمہ: ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، میں تلوار کا دھنی ہوں، زبردست قتل کرنے والا ہوں اور لوگوں کے احوال کو خوب سلب کر لینے والا ہوں۔

تشریح شعر: مجدد اعظم قدس سرہٗ مذکورہ شعر میں فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ اے مخالفِ غوث اعظم ومنکر فضائل غوث اعظم سن! میرے آقا تلوار کے ایسے دھنی ہیں کہ ان کے خنجر سے کوئی بچ نہیں سکتا، ان کے منکر کو فوراً ہلاک ہونا ہے۔ اس کے باوجود اگرچہ بظاہر تو ان کی نیاز مندی کا دم بھر رہا ہے اور ان سے بظاہر ڈرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تیرے دل میں ان کی تلوار کا باک وڈر نہیں ہے۔ تو بے باک ہے۔ اس کا پتہ یوں لگے گا کہ کسی طرح اگر کلیجہ ودل کو چیر کر دیکھنا ممکن ہو اور کوئی اسے چیر کر دیکھے تو معلو ہو جائے گا کہ واقعی تو ان کا نیاز مند نہیں ہے اور تیرے سینے میں ان کا خوف وڈر نہیں ہے۔ تیرا اس طرح بظاہر نیاز مند ہونا وڈرنا اور حقیقت میں بیباک وبے خوف ہونا بلکہ اپنے کلیجے میں ان سے بغض وحسد اور عداوت رکھنا بڑے افسوس اور آہ بھرنے کی بات ہے کیونکہ اس میں

حضرت سیاف (غوث پاک) کے خنجر سے تیری ہلاکت و بربادی ہے اور تیری دنیاو آخرت کی تباہی ہے۔

واضح رہے کہ وہابیوں و دیوبندیوں بلکہ تمام دشمنانِ غوث اعظم کا یہی حال ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ یہ بڑے مکار و تقیہ باز ہوتے ہیں۔ جب سنّیوں کی گرفت میں آنے لگتے ہیں تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم بھی حضور غوث پاک کو مانتے ہیں، ان کے نیاز مند ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں مگر پھر جب کبھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی آتا ہے تو اندر سے جل بھن جاتے ہیں اور عقدہ کشائی ہو جاتی ہے کہ ان کے کلیجے میں حضرت سیاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی خوف وڈر رہے ہی نہیں۔ ان کے دل میں باک وڈر کے بجائے بغض و عداوت اور حسد و کینہ بھرا ہے۔ حالانکہ جب حضور غوث اعظم سیاف (زیادہ تلوار چلانے والے) ہیں اور سلّاب الاحوال ہیں تو ان سے ظاہر و باطن ہر اعتبار سے باک رکھنا چاہیئے تھا مگر بات دراصل یہی ہے کہ غوث اعظم کی تلوار سے قتل ہونا اور سلب احوال سے دوچار ہونا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ اور آج نہیں تو کل حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت میں انہیں آنا ہے۔

منکرینِ فضل غوث کا انجام

(۱۴) سگِ درقہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی　　بند بندِ بدن اے روبہ دنیا تیرا

محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد کی سرزمین پر ہزاروں کے مجمع میں یہ اعلان کیا تھا ''قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ'' میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت محفل میں جتنے اولیاء کرام موجود تھے ان سبھوں نے تو اپنی گردنیں جھکا دی ہی اور یہ کہا ہی کہ بے شک آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہے مگر دوسرے مقامات پر بھی جو اولیاء کرام تھے انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اقرار کیا کہ بیشک آپ کا قدم ہماری گردنوں پر حتی کہ حضرت خواجۂ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی کہا ''بل علیٰ عینی

ورأسی'' (بلکہ میری آنکھوں اور سر پر بھی) لیکن شیخ صنعانی نے اپنی گردن نہیں جھکائی اور حضرت غوث اعظم کے قدم کے نیچے اپنی گردن رکھنے اور حضور کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ سخت ابتلاء میں پڑ گئے۔ اس واقعہ کو بعض بزرگوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔

''اصفہاں کے ایک ولی اللہ شیخ صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ دریائے علم وعرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات وخوارق ان سے بکثرت سرزد ہوئے تھے۔ غوث اعظم کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پرانہوں نے بھی سنا، مگر آنجناب کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متأمل ہوئے، جس پر اسی وقت ان کی ولایت وبصیرت سلب ہوگئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخران کے ایک ارادتمند کی عاجزی وخدمت گزاری کے باعث جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا''

اور بہجۃ الاسرار شریف میں ہے:

''شیخ ابوالکرم نے کہا کہ زمین میں کوئی ولی اللہ نہیں رہا جس نے حاضرین کی طرح سر نہ جھکایا ہو مگر اصفہان کے ایک شخص نے کہ اس نے سر نہیں جھکایا، تو اس کا حال بدل گیا'' [۱]

پوری دنیا حضور غوث اعظم کے زیر نگیں ہے...... سارے اولیاء آپ کے غلام ہیں اور آپ سب کے شیخ وامام...... کسی کو آپ کی اطاعت سے فرار نہیں۔ اس اعتبار سے حضرت شیخ صنعانی قدس سرہ السامی بھی آپ کے غلام وسگِ در ہیں۔ انہیں بھی سگِ در ہونے کا ثبوت اپنے عمل سے دینا چاہیے تھا مگر حضور کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تو ان کا وہ انجام ہوا جسے ایک عالم نے دیکھا۔ لہٰذا دنیا داروں اور غوث اعظم کے فضل کے منکروں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ ان سب کے بدن کا بھی بند بند بکھر کر رہ جائے گا۔

---

[۱] بہجۃ الاسرار شریف اردو ص ۳۳۔

آگے چل کر مجدد اعظم خود حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی مجلس شریف سے دلیل پیش کرتے ہوئے مولانا جامی قدس سرہٗ السامی کی کتاب نفحات الانس شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں،

''مشائخ [1] میں سے ایک (ابوالحسن قرشی) کہتے ہیں کہ میں اور شیخ علی ہیتی شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد شریف کے بزرگوں میں سے ایک (ابوغالب) تشریف لائے اور کہا، اے میرے سردار! (غوث اعظم) آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہیے تو میری طرف سے میرے گھر چلنے کی (اور کھانا کھانے کی) دعوت ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر مجھے اللہ ورسول کی طرف سے اجازت مل گئی تو میں ضرور آؤنگا۔ کچھ دیر تک سر جھکا کر مراقبہ میں رہے پھر فرمایا۔ میں چلتا ہوں اور اپنے خچر پر سوار ہوگئے۔ حضرت شیخ علی ہیتی نے سواری کے داہنے رکاب کو پکڑا اور میں بائیں یہاں تک کہ ہم لوگ اس شخص کے گھر پہنچے دیکھا کہ بغداد کے تمام مشائخ وعلماء اور سردار اس جگہ موجود ہیں۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ اس پر کھانے کی تمام نعمتیں موجود تھیں اور ایک بڑا ٹوکرا (صندوق) جس کا منہ بند ہے دو شخصوں نے لایا اور اسے دستر خوان کے ایک کنارے رکھدیا۔ اس کے بعد دعوت دینے والے شخص (ابوغالب) نے کہا، **بسم اللہ** اجازت ہے۔ درانحالیکہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر جھکائے مراقبے میں تھے۔ نہ آپ نے کچھ کھایا نہ کسی کو اجازت دی اور نہ ہی کسی نے کھایا، "**وَاَھْلُ الْمَجْلِسِ کَاَنَّ عَلٰی رُؤُسِھِمُ الطَّیْرَ ھَیْبَۃً**"

(یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیا وعلماء وعمائد بغداد تھے ہیبت سرکار قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں)''

مجدد اعظم قدس سرہٗ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں علماء ومشائخ کے اس قدر

---

[1] اس مقام پر حضرت نے نفحات الانس کی اصل عبارت نقل فرمائی ہے جو فارسی زبان میں ہے راقم نے لوگوں کی آسانی کے لیے ترجمہ نقل کر دیا ہے۔ اصل عبارت فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۳۴ پر ملاحظہ کریں۔

خشوع وخضوع سے پیش آنے کو واضح کرنے کے بعد تکمیل واقعہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

''مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا ناتمام رہنا دل کو نہیں بھاتا لہٰذا تفریحِ قلوبِ سنت (سنیوں کے دلوں کو خوش کرنے) وغیظ صدور بدعت (بدعتیوں کے سینے کو جلانے) کو تتمہ (تکمیل) روایت نقل کروں۔ (ابوالحسن قرشی) فرماتے ہیں،

''شیخ (غوث اعظم) رضی اللہ عنہ نے مجھے (ابوالحسن قرشی کو) اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکری کو اٹھا کر سامنے لاؤ۔ ہم لوگ اٹھے اور اسے اٹھایا تو بہت وزنی تھی۔ ہم نے اس کو حضرت شیخ کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو کھولو۔ ہم نے کھولا تو اس میں اس شخص (ابوغالب) کا لڑکا موجود تھا جو کہ مادرزاد اندھا تھا۔ اسے گٹھیا وکوڑھ کا مرض تھا اور فالج زدہ تھا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا'' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُعَافیً'' اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ جا ہم نے دیکھا کہ وہ بچہ اٹھ کر دوڑنے لگا اور بینا ہو گیا گویا اور اس کو کسی قسم کی بیماری نہ تھی۔ یہ حال دیکھ کر حاضرین مجلس سے ایک چیخ نکلی۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی بھیڑ سے باہر نکل گئے، اور کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور یہ سارا قصہ ان سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا، شیخ عبدالقادر مادرزاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی۔ مردہ را جانے دہی و درد را درماں کنی'' [۱]

ترجمہ اے قدرت وطاقت والے غوث اعظم آپ قدرت رکھتے ہیں جو چاہیں کریں، مردہ کو زندہ کریں اور درد کی دوا کریں ۱۲۔ ع)

مذکورہ عبارات، انداز بیان پھر واقعہ کے اخیر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں پیارا شعر پیش کرنے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کس قدر محبت وچاشنی اور عقیدت وشیفتگی کے ساتھ سرکار غوث اعظم کا ذکر جمیل

[۱] رسالہ انہار الانوار مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۳۴۔ بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۱۸۳۔۱۸۴۔

کرتے ہیں۔ اور کمال سعادت مندی یہ ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس شہزادے اور لاڈلے کی تعریف وتوصیف، عظمت شان بیان کرنے اور آپ کے تعلق سے مخالفین کی طرف سے ہونے والے اعتراض کا جواب دینے کے صلے میں کچھ نہیں چاہتے، چاہتے ہیں تو صرف عفو وعافیت، محبت وعقیدت، اتباع واطاعت، فلاح دنیا وآخرت وحسن عاقبت۔ اپنے مالک ومولیٰ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہوؤں تو عفو وعافیت اور ایمان وحسن عاقبت کے ساتھ اور حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعشق اور عقیدت واطاعت کے ساتھ جہاں فانی سے جاؤں اور آپ بیکس پناہ کے جھنڈا تلے جگہ پاؤں۔ اپنے مایہ ناز رسالہ ''انہار الانوار'' میں علم وحکمت کا دریا اور لطیف نکتوں کی نہریں بہا کر اخیر میں لکھتے ہیں۔

''یہ ہے جو اس (احمد رضا) گدائے سرکار فیضبار قادریہ پر برکات ونعمات حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فائض ہوا۔ ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

گدائے بینوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجود (بڑی سخاوت والے) عمیم العطا (عام عطا وبخشش والے) کے لطف بے منت (ایسی مہربانی جس کے بعد احسان نہیں جتایا گیا ہو) وکرم بے علت (بے سبب بخشش) سے اس صلے کا طالب کہ عفو وعافیت وحسن عاقبت کے ساتھ اس دار ناپائیدار (دنیا) سے رخصت ہو تو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیز پسر، (پیارا لڑکا) بتول زہرا (حضرت فاطمہ) کے لخت جگر، علی مرتضیٰ کے نور نظر، حسن وحسین کے قرۂ بصر، (آنکھوں کی ٹھنڈک) محیِّ سنتِ ابوبکر وعمر، صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم یعنی حضور غوث صمدانی، قطب ربانی، واہب الآمال ومعطی الامانی حضور پرنور غوث اعظم قطب عالم محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی وحسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ، وَ جَعَلَ حِرْزَنَا فِی الدَّارَیْنِ رِضَاہُ [1] کی محبت وعشق وعقیدت واطاعت پر جائے اور جس دن یَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ [2] کا ظہور ہو۔ یہ سراپا گناہ زیر لوائے (جھنڈا) بیکس پناہ سرکار قادریت ظلّ الٰہ (اللہ کا سایۂ رحمت) جگہ پائے۔'' [3]

[1] ترجمہ: اور دارین میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا وخوشنودی کو ہماری حفاظت کا ذریعہ بنائے۔
[2] ترجمہ: جس دن ہم (اللہ تعالیٰ) ہر انسان کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے (اس دن سے مراد قیامت ہے)
[3] فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۴۷۔ رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار۔

تیسرا رخ

بحث اس کی چل رہی تھی کہ نماز غوثیہ حق و صحیح و جائز و ثابت ہے، اس میں کوئی قباحت و ممانعت شرعی نہیں۔ اس سلسلہ میں مجدد اعظم استدلال کا نیا رنگ لیتے ہوئے رقم فرماتے ہیں،

"بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی (ممانعت وخرابی) نہیں۔ اور خود کونسا طریقۂ دیانت وانصاف ہے کہ جو امر حضور پرنور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء (علماء کے ماویٰ و ملجا) معاذ العرفاء (عارفوں کی پناہ گاہ) وارث الانبیاء ولی الاولیاء، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمّہ، کاشف الغمہ، ملجاء الامۃ، قطب الاعلم، غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاَرْضَاهُ وَجَعَلَ حِرْزَنَا فِي الدَّارَيْنِ رَضَاهُ [۱] ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب (بڑے بڑے شرفاء) (قُدِّسَتْ أَسْرَارُهُمْ وَتُمِّمَتْ أَنْوَارُهُمْ) کہ بالیقین اعاظم علماء (بڑے بڑے) واجلّہ کملاء (جلیل القدر کاملین) تھے اسے بجالائیں اور طبقۃً فطبقۃً اولیاء و علمائے سلسلۂ علیہ عالیہ قادریہ (رُوِّحَ أَرْوَاحُ أَصْحَابِهَا وَأُرْوِيَ قُلُوبُنَا بِنَاهِلِ عُبَابِهَا) [۲] اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء (قابل بھروسہ) و کبار اولیاء (بڑے بڑے) اپنی تصانیف میں اسے نقل و روایت کریں، اجازتیں دیں، اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین (ہٹ دھرم) کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت و حدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اس پر رد و انکار بے اعانت کذب و اختلاق و مکابرۂ و شقاق ثابت کرسکیں۔ ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصول بہتانی کی بنیاد پر بلحاظ اصل مذہب (وہابیوں کے اصل مذہب) شرک قطعی اور فاعلوں (عمل کرنے والوں)، مجوزوں (جائز کہنے والوں) کو معاذ اللہ مشرک، جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر (معاملہ کو آسان کرنا) کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائیے اور انکارِ ارشادِ سید الاولیاء و تضلیل و تفسیق علماء (علماء و اہل معرفت کو فاسق و گمراہ کہنے) و عرفاء کا وبال عظیم گردن پر اٹھائیے۔ [۳]

---

۱ ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو ہم سے راضی کرے اور دونوں جہان میں ان کی رضا کو ہمارے لیے حرز جان و سبب حفاظت بنائے۔ آمین

۲ ترجمہ: اس سلسلہ علیہ والوں کی روحوں کو آرام دیا جائے اور ہمارے دلوں کو ان روحوں کے لبالب سیلاب کے ذریعہ سیراب کیا جائے۔

۳ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۴۳۔

سطور بالا کو بار بار پڑھئے اگر آپ کے سینہ میں دل ہو اور دل میں انبیاء و اولیاء کا عشق ہو تو یقیناً آپ کا دل مچل جائے گا۔ روحِ ایماں جھوم اٹھے گی۔ دیکھئے تو سہی کہ مجدد اعظم اپنے پیران پیر روشن ضمیر، دریائے رحمت و آقائے نعمت کو کن کن القاب و خطاب سے اور کتنے مؤدب انداز میں یاد کرتے ہیں اور عقیدت و محبت کے کیسے کیسے گل بوٹے کھلائے ہیں۔ کبھی اپنے آقا کو محی الملۃ والدین یعنی دین و ملت کو زندہ کرنے والا سے یاد کرتے ہیں تو کبھی مقیم السنۃ یعنی سنت کو قائم فرمانے والا سے۔ کبھی ملاذ العلماء یعنی علماء کی پناہ گاہ تو کبھی معاذ العرفاء یعنی عارفوں کی جائے پناہ سے یاد کرتے ہیں۔ کبھی وارث الانبیاء کہتے ہیں تو کبھی ولی الاولیاء۔ کبھی منبع الارشاد یعنی رشد و ہدایت کے سرچشمہ سے تعبیر کرتے ہیں تو کبھی مرجع الافراد یعنی اولیاء افراد کے مرجع و آقا سے، کبھی امام الائمہ یعنی اماموں کے امام سے ذکر کرتے ہیں تو کبھی مالک الازمۃ (زمام حکومت کے مالک) سے، کبھی کاشف الغمۃ یعنی بدعت و گمراہیت کے بادل چھانٹنے والا سے تو کبھی ملجاٗ الامۃ یعنی امت محمدیہ کے ماویٰ و ملجا، کبھی قطب الاعلم یعنی خوب علم والے قطب سے یاد کرتے ہیں تو کبھی غوثنا الاعظم یعنی ہمارے سب سے بڑے غوث سے۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی عشق و وارفتگی اور محبت و عقیدت تھی جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کا امام بنا دیا، صرف مجدد نہیں، مجدد اعظم بنا دیا پھر تو دور کے سارے حضرتوں پر فائق ہو کر سب کی نظر میں اعلیٰ حضرت ہو گئے اور عاشق غوث الوریٰ سے نائب غوث الوریٰ ہو گئے۔

گیارہ قدم چلتے وقت کی کیفیت:

نماز غوثیہ میں جو گیارہ قدم چلا جاتا ہے اس کی خاص کیفیت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بیان فرمائی ہے جو نہایت ہی ایمان افروز ہے۔ جو ذیل کی عبارت سے واضح ہو جائے گی، نیز گیارہ قدم چلنے میں یہ ہوتا ہے کہ ایک قدم اٹھایا اور یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ والے پورے کلمات کو پڑھتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ بندہ چلتا پھر رکتا ہے پھر چلتا ہے پھر رکتا ہے آخر

اس میں کیا حکمت و مصلحت ہے۔ اس پر بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اپنے ایک رسالہ "أزهارُ الأنوار من صبا صلوٰة الأسرار" میں خاصی روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ رسالہ عربی میں ہے اس کے ایک اقتباس کا ترجمہ حاضر خدمت ہے۔ اس سے قارئین اندازہ لگالیں گے کہ مجدد اعظم کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر عشق و محبت اور عقیدت تھی،......... فرماتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) ''اور چاہیئے کہ گیارہ قدم چلتے وقت ہیبت، خشوع و خضوع اور ادب کی حالت ہو اور میرے (مجدد اعظم کے) نزدیک محبوب و پسندیدہ یہ ہے کہ اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ گویا بغداد شریف میں حاضر ہے اور سرکار بغداد کا روضہ نظروں کے سامنے ہے۔ اور اس روضہ میں سرکار بغداد قبلہ کی طرف رخ کرکے آرام فرما ہیں۔ اور غلام ان آقا (غوث اعظم) کے کرم و بخشش پر اعتماد و بھروسہ کرکے ارادہ کرتا ہے کہ ان کی طرف بڑھے، اتنے میں اپنے گناہوں کے سبب شرم و حیاء طاری ہوئی اور وہ حیران ہوکر ٹھہر جاتا ہے گویا آقا و مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہتا اور ان سے ان کی وسیع سخاوت و بخشش کے واسطے سے سفارش کا طلب گار ہوتا ہے اور اسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بشارت و خوشخبری دیتا ہے "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيدِيْ جَيِّدًا فَأَنَا جَيِّدٌ" (اگر میرا مرید اچھا نہیں ہے تو کیا ہوا میں تو اچھا ہوں) غلام کی یہ حالت اسی طرح رہتی ہے اور حضور غوث اعظم اپنے غلام کی طرف دیکھتے ہوتے ہیں اور اس کی محتاجی اور شرم و حیاء کو جانتے ہیں۔ ایسے میں ان کا عام کرم و بخشش جلوہ بار ہوتا ہے اور گنہگار غلام کی سفارش کرتا ہے۔ گویا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ میں نے اس محتاج و مجبور کو اجازت دی کہ وہ قدموں سے چلے اور اس میں میرا نام یاد کرے اور میرے پاس گناہوں سے نہ ڈرے۔ اس لیے کہ میں اس کے اہم مقصدوں اور ضرورتوں کا دنیا و آخرت میں ضامن و کفیل ہوں تو بندہ خوش ہوجاتا ہے اور وجد و خوشی کے قدموں سے آگے بڑھتا ہے ہر قدم پر "يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَ يَاكَرِيْمَ الطَّرَفَيْنِ اَغِثْنِيْ وَ اَمِدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَا قَاضِيَ

الْحَاجَاتِ" کہتے ہوئے۔ (حضور کو کریم الطرفین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ دونوں جانب سے سید و شہزادۂ رسول ہیں باپ کی طرف سے حسنی سید ہیں اور ماں کی طرف سے حسینی تو دونوں طرف سے آپ کو کرامت و بزرگی حاصل ہے)

پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر آپ کے شہزادے عزت والے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعاء مانگے"[۱]

مندرجہ بالا عبارت میں حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجدد اعظم قدس سرہٗ نے ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا:

"اگر میرا مرید جید یعنی اچھا (وعمدہ) نہیں تو کیا، میں تو جید (وعمدہ) ہوں"

مطلب یہ ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی مرید اگرچہ جید و کامل نہیں، گناہوں میں گرفتار ہے لیکن آپ کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوا ہے تو اسے زیادہ گھبرانے، بلکنے، رونے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اگرچہ جید و عمدہ نہیں مگر اس کا آقا و مولیٰ غوث اعظم قدس سرہٗ تو ہر دہر و زمانے کے سید جید یعنی اچھے و عمدہ سردار ہیں۔ وہ تمہاری سفارش کر کے تمہاری حاجت برآری فرمائیں گے۔ اس مفہوم کو مجدد اعظم قدس سرہٗ نے شعر میں بھی ڈھالا ہے۔ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں، ؎

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو سَیِّدِ جَیِّدِ ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

چنانچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ فرمان کے تحت فتاویٰ رضویہ جلد سوم کے حاشیہ میں مجدد اعظم رقمطراز ہیں:

(ترجمۂ عربی) "امام شطنوفی (رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ) (اللہ تعالیٰ ان کی روح کو آرام پہنچائے) نے بہجۃ الاسرار میں مقتدائے وقت شیخ ابوالحسن علی قرشی سے تخریج کی کہ انہوں نے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک کاغذ و دستاویز دیا گیا کہ جہاں تک میری نگاہ جائے اتنا بڑا تھا۔ اس میں قیامت تک ہونے والے میرے تمام اصحاب اور مریدین کے نام تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیرے لیے

---

[۱] رسالہ ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاوی رضویہ سوم ص ۵۵۱۔۵۵۲۔

ہے۔ اور میں نے مالک، داروغۂ جہنم سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب و مریدین میں سے کوئی ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا) میرے رب کی عزت وجلال کی قسم یقیناً میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہی سایہ فگن ہے جیسے آسمان زمین پر۔ "إِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيْدِيْ جَيِّداً فَأَنَا جَيِّدٌ" اگر میرا مرید جید وعمدہ نہیں تو نہ سہی میں تو جید وعمدہ ہوں۔ اور میرے رب کی عزت وجلال کی قسم! میرے دونوں قدم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ وہ مجھے اور تمہیں (اے مریدو) جنت میں نہ ڈالے۔ الخ اور اللہ کے لیے تمام خوبیاں ہیں جو سارے جہاں کا پروردگار ہے"۔[1]

مجدد اعظم کتاب مذکور ازہار الانور کے اخیر میں صلوٰۃ غوثیہ پڑھ کر گیارہ قدم چلنے کی حکمت کے تعلق سے ایک لطیف وعجیب وغریب نکتہ قلمبند فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

(ترجمۂ عربی) "یہ نکتہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یقیناً ہمارے سردار (غوث اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں طرف میں انتہاءِ مقاصد وکمالِ غایات کو اس طرح پالیا کہ ان کے سیر فی اللہ کے سامنے دوسرے اولیائے کاملین کی سواریاں رکتی نظر آتی ہیں۔

لہٰذا آپ کا قدم مبارک تمام انسانوں اور جنوں کی گردن پر ہوا۔ اور اسی لیے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"انسانوں کے لیے پیر ہیں، جنوں کے لیے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں (یعنی شیخ الکل اور پیران پیر ہوں)۔ میرے درمیان اور دیگر مشائخ وپیران کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ میرا کسی پر قیاس مت کرو اور نہ کسی کا میرے اوپر"۔

اور اسی لیے آپ کے سیر من اللہ کے کمال تک دوسرے کاملین نہ پہنچ سکے۔ نیز اسی لیے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت زیادہ تام ومکمل ہے اور ان کا سلسلہ وطریقہ زیادہ نفع بخش وآسان ہے اور آپ کی کرامتیں زیادہ ظاہر وباہر ہیں حتی کہ آپ کی کرامتوں کا دسواں حصہ بھی ہمارے علم کے مطابق کسی ولی سے منقول نہیں۔

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔[2] "

---

[1] حاشیہ فتاوی رضویہ ص ۵۵۱۔۵۵۲۔ رسالہ ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار۔
[2] ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار مشمولہ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۵۵۴۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ

مندرجہ بالا عبارات میں یہ گزرا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم تمام انسانوں کی اور جنوں کی بلکہ تمام اولیاء اللہ وخاصان خدا کی گردنوں پر ہے خواہ قبل کے ہوں یا بعد کے۔ نیز یہ کہ آپ تمام جن وانسان اور فرشتے کے شیخ وپیر ہیں۔ اور آپ کی ولایت اور سیر فی اللہ کے رتبے کو دیگر بندگان خدا نہیں پہنچ سکے۔ تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا (معاذ اللہ) کہ غوث اعظم انبیاء ومرسلین اور صحابہ سے بھی بڑھ گئے اور (معاذ اللہ) تمام کی گردنوں پر بھی آپ کا قدم ہے اور ان سب سے بھی آپ افضل واعلیٰ اور فائق ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر غلط وباطل اور اجماع کے خلاف ہے۔

اس کا جواب مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مقامات پر سپرد قلم فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یقیناً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام بندگان خدا واولیاء اللہ خواہ وہ آپ کے دور کے ہوں یا قبل کے یا بعد کے، پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے ان تمام کی گردنوں پر آپ کا قدم مبارک ہے مگر انبیاء علیہ السلام وصحابۂ کرام وبعض تابعین خواص وفرشتگان مستثنیٰ ہیں، ان پر کسی طرح غوث اعظم کو فضیلت وفوقیت حاصل نہیں بلکہ ان کے برابر بھی نہیں۔ لیکن اس قول میں کہ میرا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اس قول میں کہ میں تمام جن وانس کا شیخ وپیر ہوں، انبیاء علیہم السلام وصحابۂ کرام وتابعین عظام کے استثناء کی صراحت کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ استثناء کا ذکر کئے بغیر بھی یہ امر واضح ہے کہ انبیاء وصحابہ وبعض تابعین مستثنیٰ والگ ہیں۔ استثناء یعنی الگ سے بیان کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ مسلمانوں کے ذہن ودل میں یہ بات پہلے ہی سے رچی وبسی ہے کہ انبیاء ورُسل، صحابۂ اور تابعین کے برابر کوئی دوسرا خواہ کتنا ہی مرتبۂ کمال کو پہنچ جائے، نہیں ہوسکتا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن خاصان خدا اور اولیاء کی تفضیل اور فوقیت پر دلیل قائم ہوچکی ہے ان پر غوث اعظم کو فضیلت نہیں جیسے انبیاء ورسل کی تمام مخلوقات پر اور صحابہ کی دیگر تمام امتیوں پر اور بعض

تابعین کی بعد والوں پر فضیلت وفوقیت کی بابت نص صریح ودلیل شرع قائم ہوچکی ہے لہٰذا ان حضرات کوغوث اعظم پر فوقیت ہے اوران مستثنیات کو چھوڑ کر دوسروں پر غوث اعظم کو فضیلت ہے۔لہٰذااب کوئی اعتراض نہیں پیدا ہوسکتا۔

''ازہارالانوار'' کے حاشیہ میں مجدداعظم قدس سرہ رقمطراز ہیں،

أَیْ یَجْمَعُ أَوَّلَهُمْ وَآخِرَهُمْ وَلَا حَاجَةَ إِلٰی إِبْدَاءِ اسْتِثْنَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهٗ مَرْكُوْزٌ فِیْ أَذْهَانِ الْمُسْلِمِیْنَ وَكَذَا الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ لِمَا عُرِفَ فِیْ مَحَلِّهٖ وَبِالْجُمْلَةِ فَسَيِّدُنَا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا مَنْ قَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰی اسْتِثْنَائِهٖ" (حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم،صفحہ:۵۵۴)

(یعنی آپ کے قدم کا تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہونا اورآپ کوفضیلت وفوقیت تمام خاصان خدا پر حاصل ہونا،اوّل وآخر تمام ولیوں کوشامل ہے (انبیاء ومرسلین،صحابہ وتابعین اس سے خارج ومستثنیٰ ہیں لیکن) انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے استثناء کے ذکر کی ضرورت یہاں نہیں ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں پہلے ہی سے ان کا مستثنیٰ ہونا رچابسا ہے۔یہی حال صحابہ وتابعین کا ہے۔جیسا کہ یہ مسئلہ اپنی جگہ جانا جاچکا۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء میں افضل ہیں مگران اولیاء سے افضل نہیں جن کے استثناء پردلیل قائم ہوچکی۔۱۲-ع)

راقم السطور گدائے قادری فقیر نوری کہتا ہے کہ مذکورہ قول سرکارغوث اعظم میں استثناء اور قید لگانے کی اس لیے بھی ضرورت نہیں ہے کہ مطلق اولیاء جب عرف میں بولا جاتا ہے توسب لوگ غیرانبیاء وصحابہ وتابعین ہی کوسمجھتے اورمراد لیتے ہیں اولیاء علی الاطلاق بولنے سے ہرگز انبیاء وصحابہ وتابعین کی طرف کسی کا ذہن نہیں جاتا۔اورچونکہ عرف بھی عندالشرع معتبر ہے اس لیے اس کوملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

نور پنجم

مشائخ پر غوث اعظم کی فضیلت

رسالہ "طَرْدُ الْاَفَاعِیْ عَنْ حِمیً هادٍ رَفَعَ الرِّفَاعِیْ" کا جائزہ:

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ امتیازی شان ہمیشہ نمایاں رہی ہے کہ اللہ اور اس کے محبوبین کے خلاف ایک حرف سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ باطل فرقوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جو اعتراض بھی اٹھتا آپ فوری طور پر اپنی سیف قلم سے اس کا سر قلم کر دیتے تھے۔ مشائخ کرام خصوصاً پیر لاثانی محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس کے خلاف اگر کسی نے حرف زنی کی، آپ اسی وقت سینہ سپر ہو جاتے اور مخالفین کے منصوبوں کے سارے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔ آپ کا قلمی شاہکار "طَرْدُ الْاَفَاعِیْ عَنْ حِمیً هادٍ رَفَعَ الرِّفَاعِیْ" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جو ایک طرف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے امثال جلیل القدر مشائخ امت پر غوث اعظم کی فوقیت و برتری اور افضلیت پر دلائل وشواہد سے لبریز منارۂ نور ہے تو دوسری طرف آپ کی منقبت و مدح وستائش کے پھولوں سے سجا ہوا گلدستہ ہے۔ یہاں اسی شاہکار رسالہ کا جائزہ وتلخیص ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

یہ رسالہ آپ نے اس وقت لکھا جبکہ بڑودہ گجرات میں حضرت سید احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین ومتوسلین نے حضرت سیدنا غوث اعظم پر آپ کو فوقیت دینا شروع کر دیا۔ اور قول یہ تراشا کہ معاذ اللہ سیدنا عبد القادر جیلانی اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہ تھے بلکہ سیدنا احمد بن رفاعی غوث الثقلین اور قطب الاقطاب تھے۔ اور یہ بھی تہمت لگائی کہ سیدنا عبد القادر جیلانی، سید احمد بن رفاعی کے دست اقدس پر بیعت تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اس رسالہ میں دلائل وشواہد سے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا غوث اعظم عبد

القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اپنی ظاہری حیات میں غوث الاغواث وقطب الاقطاب تھے بلکہ سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی ہر زمانہ کیلئے غوث الاغواث وقطب الاقطاب ہیں۔ آپ پر سیدنا امام احمد بن رفاعی علیہ الرحمہ والرضوان کو یا اور کسی کو فضیلت وفوقیت دینی یا سیدنا امام رفاعی سے آپ کے مرید ہونے کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

اس رسالہ میں آپ نے سب سے پہلے ایک ابتدائیہ لکھا ہے جس میں واضح کیا ہے کہ فضل دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے وہ جس کو افضل بنائے اسی کو افضل گردانا چاہیے۔ اور وہ جسے مفضول فرمائے اسے مفضول جاننا چاہیے۔ اپنے نسب یا رشتۂ شاگردی یا مریدی کے سبب افضل کو مفضول اور مفضول کو افضل ہرگز نہیں قرار دینا چاہیے، ورنہ وہ بزرگ بھی ناراض وناخوش ہوں گے اور اللہ ورسول کا غضب بھی شریک حال ہو جائے گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ" تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے، جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کو دو ہدایتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مقبولانِ بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی فضیلت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش، اپنے ذاتی علاقۂ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباء واساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل کر ہی لیں، جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو۔ اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے، مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہیے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا وہ کیا اس پر خوش ہوں گے، کہ ہمارے متوسل ہمیں اس

سے افضل بتائیں؟ حاش للہ! وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضب ناک ہوں گے۔ تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے؟''

حضور کا اپنے روضہ سے دست مبارک نکالنا اور غوث اعظم کا اسے بوسہ دینا

حضرت سید احمد بن رفاعی کو سیدنا غوث اعظم پر فضیلت دینے والے نے وجہ یہ بیان کی تھی کہ حضرت احمد بن رفاعی کی شان اتنی عظیم ہے کہ جب آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور ملتجی ہو کر دو اشعار پڑھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر انور سے اپنا دست مبارک نکالا اور حضرت احمد بن رفاعی نے اسے بوسہ دیا اس وقت حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی نے آپ کے دست پر بیعت کی ہے۔

اس پر امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے یہ قدغن لگایا کہ حضور سیدنا غوث اعظم قُدِّسَ سرہ کا حضرت احمد رفاعی کے ہاتھ بیعت ہونے کو بیان کرنا سراسر افترا دروغِ بے فروغ ہے۔ جس کی کوئی جڑ و بنیاد نہیں۔ رہ گیا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت احمد رفاعی کے لیے اپنا دست مبارک باہر نکالنا اور احمد رفاعی کا اسے بوسہ دینا تو بعینہ یہ واقعہ حضور سیدنا غوث اعظم کے لیے بھی ثابت ہے۔ تو اس میں کسی طرح حضرت سید رفاعی کے لیے خصوصیت نہ رہی اور اس سے ہر گز امام احمد رفاعی کی حضور غوث اعظم پر فضیلت لازم نہ آئی بلکہ دقتِ نظر سے کام لیا جائے تو عقدہ کشائی ہوتی ہے کہ یہ نعمت پہلے غوث اعظم کو نصیب ہوئی اس کے بعد آپ کی اتباع میں حضرت احمد رفاعی کو۔

پھر امام احمد رضا نے اپنے اس دعویٰ کو ایک مستند و معتمد کتاب ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر'' کے حوالہ سے مبرہن کیا ہے۔

آپ رقمطراز ہیں:

''حضرت ممدوح (سید احمد رفاعی) قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ

علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا۔

"فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَ هِیَ نَائِبَتِیْ
وَ هٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تُحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ"

ترجمہ: زمانۂ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔ اب جسم کی نوبت ہے کہ حضور بارگاہ ہے۔ حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔

اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے بھی مذکور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے۔ "ذَکَرُوْا اَنَّ الْغَوْثَ الْاَعْظَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ مَرَّةً إِلَی الْمَدِیْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ وَ قَرَأَ بِقُرْبِ الْحُجْرَةِ الشَّرِیْفَةِ هٰذَیْنِ الْبَیْتَیْنِ (فذکرهما کما مرو قال) فَظَهَرَتْ یَدُهٗ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فَصَافَحَهٗ وَ قَبَّلَهَا وَ وَضَعَهَا عَلٰی رَأسِهٖ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه"۔ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا۔ حضرت غوث اعظم نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا"۔

مجدد اعظم فاضل بریلوی دونوں بزرگوں کے واقعے میں تطبیق دیتے ہوئے اور اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ ممکن ہے کہ دونوں بزرگ سے یہ واقعہ رونما ہوا ہو، لکھتے ہیں:

"اور تعدد سے کوئی واقعہ مانع نہیں۔ حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ پانسو نو میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس ۳۸ سال تھی۔ حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہمرکاب تھے، حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں

خورد سال تھے، حضرت کا گیارہواں سال تھا۔ ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں پیش کیے اور ظہور دست اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔ جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کیے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔ بہرحال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ (گھڑا ہوا جملہ کہ) "اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ عنہ نے رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی"، کذب محض، خالص جھوٹ اور افترائے خالص و دروغ بے فروغ (بیکار جھوٹ) ہے۔ اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں۔ "قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ" لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ "فَاِنْ لَّمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ" پھر جب وہ گواہان عادل نہ لا سکیں تو جو ایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ "وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى" خائب و خاسر ہوا جس نے افترا باندھا"[1]

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب حضور غوثیت مآب نے اس وقت حج فرمایا جب کہ حضرت امام رفاعی صرف گیارہ سال کے تھے اور یہ احتمال موجود کہ اسی حج میں حضرت غوثیت مآب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مذکورہ اشعار عرض کیے اور تب حضور نے دست اقدس کو ظاہر فرمایا اور غوثیت مآب بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے تو ہرگز حضرت امام احمد بن رفاعی کی افضلیت ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ تطبیق کی یہ صورت موجود ہے کہ حضرت غوثیت مآب کے بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہونے کے بعد امام رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہو کر حضرت سیدنا غوث اعظم کی پیروی کرتے ہوئے وہ اشعار پڑھے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کرم سے مشرف ہوئے۔ تو جب ثابت کہ حضرت امام رفاعی حضور غوث اعظم کی پیروی میں مذکورہ کرم سے مشرف ہوئے تو کیوں کر

---

[1] رسالہ طرد الافاعی عن حمی ھاد رفع الرفاعی مشمولہ فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۱۳۱۔۱۳۲ ناشر مکتبہ رضا، ایوان عرفان بیسلپور پیلی بھیت

غوث اعظم سے بڑھ سکتے ہیں۔

قطب الاقطاب صرف غوث اعظم ہی ہیں

اب سوال یہ ہے کہ اس دور میں قطب الاقطاب اور غوث الاغواث آیا حضرت امام احمد رفاعی تھے یا سیدنا غوث الاعظم۔ اسے سمجھنے کے لیے قطب الاقطاب اور غوث الاغواث کا معنیٰ سمجھنا چاہئے۔ قطب دو معنیٰ کے لیے بولا جاتا ہے۔ (۱) غوث کے معنی میں آتا ہے (۲) خدمت کرنے والے اور ماتحت رہنے والے کے معنی میں بھی آتا ہے، یعنی اقطاب ان اصحاب خدمت کو کہتے ہیں جو ہر شہر اور ہر لشکر میں رہتے ہیں۔

اسی طرح غوث دو معنی کے لیے آتا ہے (۱) اپنے دورہ میں اصحاب خدمت اقطاب کا افسر و سردار ہوتا ہے اور سارے اقطاب اس کے ماتحت کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ (۲) غوث الاغواث یعنی وہ غوث جو دوروں کے سارے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو۔

اس کے بعد مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں،

"حضرت رفیع رفاعی کی قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی ابن ہیتی رضی اللہ عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطبیت پر فائز ہوئے۔ حضرت علی بن ہیتی کا وصال، وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے۔ پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے۔ اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر اور لشکر میں ہیں۔ شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے، تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے۔ بلکہ غوث کے نیچے جو

آپ کی قدآور شخصیت کا اندازہ کون لگاسکتا ہے۔

اسی لیے مجدد اعظم ایک مقام پر یوں عرض کناں ہوئے۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

مذکورہ روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بے خودی میں اگر کسی نبی یا ولی کی بارگاہ میں کوئی مسلمان سجدہ ریز ہوجائے تواس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
(۱۲)سُم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار منکر فضلِ حضور، آہ! یہ لکھا تیرا

غوث اعظم کاانکارزہرقاتل ہے:

فرش گیتی پر بسنے والے تمام جن وانس سے خطاب کرتے ہوئے حضور غوث الدارین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

تَکْذِیْبُکُمْ لِیْ سُمٌّ قَاتِلٌ لِّاَدْیَانِکُمْ وَ سَبَبٌ لِذَھَابِ دُنْیَاکُمْ وَ اُخْرٰیکُمْ

ترجمہ: تمہارا مجھے جھٹلانا اور میرا انکار کرنا تمہارے دین کے لیے زہر قاتل ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے۔

چنانچہ بہجۃ الاسرار شریف میں علامہ ابوالحسن شطنوفی قدس سرہ شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عظیم کلام کیا کرتے تو اس کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے۔

''تمہیں خدا کی قسم ہے (جب میرا کلام سنا کرو تو) یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں، اس میں کوئی شک نہیں...... بے شک میں بلایا جاتا ہوں تو بولتا ہوں۔ اور دیا جاتا ہوں تو (تمہارے درمیان) تقسیم کرتا ہوں۔ اور مجھے حکم دیا جاتا ہے کسی کام کا تو میں کرتا ہوں اور اس کی ذمہ داری اس پر ہے جو مجھے

حکم دیتا ہے اور دیت عاقلہ پر ہوا کرتی ہے...... تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لیے فوری (قتل کردینے والا) زہر ہے اور تمہاری دنیا وآخرت کے جانے کا سبب ہے''۔ ۱

اور زبدۃ الآثار اردو کی عبارت یوں ہے۔

''اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لیے زہر ہلاہل ہوگی اور تمہارا یہ اقدامِ نافرمانی تمہیں ایک لمحہ میں تباہ کردے گا۔ میں تمہاری دنیا وعاقبت کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں''۔ ۲

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور پیران پیر حضرت روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کچھ بدقسمت لوگ میرے فضل وکمال کے منکر ضرور ہوں گے۔ ایسے بدقسمت کو انکار کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بدقسمت منکرو! تمہارا مجھے اور میرے فضل وکمال کا جھٹلانا وانکار کرنا تمہارے دین وایمان کے لیے زہر ہلاہل ہے جو تمہارے دین وایمان کو فوراً ختم کردے گا اور تمہاری دنیا وآخرت کو برباد کردے گا۔ کیونکہ میرے یہ فضائل عظیمہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام کا انکار وتکذیب زہر ہلاہل ضرور ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح کا منکرِ فضل یونہی انکار نہیں کرتا ہے بلکہ اس کا لکھا (قسمت) ہی ایسا ہوتا ہے۔ یعنی روزِ ازل ہی میں اس کی قسمت میں انکارِ فضلِ حضور غوث اعظم لکھا جاچکا تھا اور بدبخت ازلی ہونا اس کا مقدر ہوچکا تھا اس لیے ایسے بدنصیب کی بدقسمتی پر آہ وافسوس کیا جانا چاہیئے۔ جیسا کہ مجدد اعظم قدس سرہ مندرجہ ذیل شعر میں ایسے منکر فضل حضور پر آہ وافسوس کرتے ہوئے اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسوں کے لیے زہر قاتل ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے (مذکورہ ارشاد کی روشنی میں) فرماتے ہیں۔

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار منکرِ فضلِ حضور، آہ! یہ لکھا تیرا

۱ بہجۃ الاسرار شریف مترجم ص ۵۸۔
۲ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار ص ۷۷۔ ناشر مکتبہ جام نور دہلی۔

اور اس کے تحت حاشیہ میں قلمبند فرمایا:

قَالَ مَوْلَانَا وَسَیِّدُنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تَکْذِیْبُکُمْ لِیْ سُمٌّ قَاتِلٌ لِاَدْیَانِکُمْ وَسَبَبٌ لِّذَھَابِ دُنْیَاکُمْ وَاُخْرٰیکُمْ -۱۲- منہ

ترجمہ: یعنی ہمارے آقا اور ہمارے سردار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تمہارا میری ذات یا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے لیے سم قاتل (ہلاک کر دینے والا زہر) ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے (حضور کے اسی فرمان کی طرف میرے مذکورہ شعر میں اشارہ ہے)۔

معانی: مذکورہ شعر میں "سُمّ" کا لفظ ہے جس کے معنیٰ زہر۔ اور قاتل کے معنیٰ ہیں، ہلاک کر دینے والا۔ حضور سے مراد حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں...... "آہ" کلمۂ افسوس ہے...... لکھا کے معنیٰ ہیں۔ قسمت، تقدیر۔

تشریح: اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ: خدا کی قسم! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنا زہر قاتل ہے اس لیے ان کی فضیلت کا انکار ہرگز نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی مومن کرتا ہے لیکن حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال کا انکار کرنے والے کچھ افراد ضرور ہوئے جیسے وہابی وشیعہ لوگ۔ تو ان لوگوں نے فضل حضور کے منکر ہو کر خود سے زہر قاتل کو اپنی حلق کے نیچے اتارا اور اپنے دین، دنیا و آخرت کو تباہ کیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ بدقسمتی و بدبختی ان کا مقدر بن چکی تھی۔ یہ آہ بھرنے اور سخت افسوس کا مقام ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں آپ کے انکارِ فضل و کمال سے بچائے۔

(۱۴) میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجہ تیرا

غوث اعظم تلوار کے دھنی ہیں

محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے،

"أَنَا سَيَّافٌ، أَنَا قَتَّالٌ، أَنَا سَلَّابُ الْأَحْوَالِ"

ترجمہ: میں خوب تلوار چلانے والا (تلوار کا دھنی) ہوں۔ میں بڑا قاتل ہوں۔ میں لوگوں کے احوال کو سلب (ختم) کرنے والا ہوں۔

اخبار الاخیار شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں تلوار باز اور قاتل ہوں [۱] میں عشق خداوندی کی آگ، حال واحوال کو سلب کرنے والا، دریائے بیکراں اور رہنمائے وقت ہوں۔ ملخصاً [۲]

اور بہجۃ الاسرار کے ترجمہ میں اس کی ترجمانی یوں ہے:

میں تلوار اٹھانے والا ہوں۔ میں لڑنے والا ہوں۔ اور تم کو خدا اپنے آپ سے ڈراتا ہے [۳]

مطلب یہ ہے کہ غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں بہت تلوار چلانے والا ہوں، میری تلوار برہنہ اور سونتی ہوئی رہتی ہے۔ میں منکروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہوں اور لوگوں کے احوالِ ولایت کو سلب کر لینے والا ہوں کہ اگر اولیاء ہوں تو ان کی ولایت ختم کر دینے والا ہوں اور اگر عام مسلماں ہوں تو گستاخی کے سبب وہ حرام موت مرنے والے ہیں۔ اس لیے میری تلوار کی زد سے تم لوگ خوف کھاتے رہو اور اپنے کلیجہ میں میرا باک وڈر بسالو!

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیاف یعنی تلوار کے دھنی ہیں اور اپنے خنجر سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔ اس لیے ان تلوار کے دھنی کے خنجر سے ہر شخص کو باک وخوف رکھنا چاہیے۔ ایک طرف تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قدرت کا معاملہ یہ ہے اور دوسری طرف رافضیوں اور وہابیوں کی

۱۔ اخبار الاخیار اردو ص ۴۲ مترجمین، سبحان محمود و محمد فاضل۔
۲۔ حوالہ مذکورہ۔ ۳۔ بہجۃ الاسرار اردو ص ۵۹

شرارت وخباثت کا عالم یہ ہے کہ انہیں اگر کسی طرح بظاہر خوف ہو بھی تو حقیقۃً اس سیاف (تلوار کے دھنی) کے خنجر سے باک وڈر نہیں ہے۔ کیونکہ ان خبیثوں کے کلیجہ کو چیر کر دیکھا جائے تو اس کی حقیقت کا پتہ بلاشبہ چل جائے گا۔ اور ان لوگوں کی یہی بے باکی ان کی گمراہیت وہلاکت کا سبب بنی ہے۔ حضور غوث اعظم کی شان سیافی اور وہابی ورافضی کی اس دورخی کی وضاحت کرتے ہوئے مجدد اعظم یوں مخاطب ہیں۔

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجہ تیرا

اوراس کے تحت حاشیہ میں فرمایا:

"قَالَ سَیِّدُنَا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، أَنَا سَیَّافٌ، أَنَا قَتَّالٌ، أَنا سَلّابُ الْأَحْوَالِ"

ترجمہ: ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، میں تلوار کا دھنی ہوں، زبردست قتل کرنے والا ہوں اور لوگوں کے احوال کو خوب سلب کر لینے والا ہوں۔

تشریح شعر: مجدد اعظم قدس سرہٗ مذکورہ شعر میں فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ اے مخالفِ غوث اعظم ومنکر فضائل غوث اعظم سن! میرے آقا تلوار کے ایسے دھنی ہیں کہ ان کے خنجر سے کوئی بچ نہیں سکتا، ان کے منکر کو فوراً ہلاک ہونا ہے۔ اس کے باوجود اگرچہ بظاہر تو ان کی نیاز مندی کا دم بھر رہا ہے اور ان سے بظاہر ڈرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تیرے دل میں ان کی تلوار کا باک وڈر نہیں ہے۔ تو بے باک ہے۔ اس کا پتہ یوں لگے گا کہ کسی طرح اگر کلیجہ ودل کو چیر کر دیکھنا ممکن ہو اور کوئی اسے چیر کر دیکھے تو معلو ہو جائے گا کہ واقعی تو ان کا نیاز مند نہیں ہے اور تیرے سینے میں ان کا خوف وڈر نہیں ہے۔ تیرا اس طرح بظاہر نیاز مند ہونا وڈرنا اور حقیقت میں بیباک وبے خوف ہونا بلکہ اپنے کلیجے میں ان سے بغض وحسد اور عداوت رکھنا بڑے افسوس اور آہ بھرنے کی بات ہے کیونکہ اس میں

حضرت سیاف (غوث پاک) کے خنجر سے تیری ہلاکت و بربادی ہے اور تیری
دنیا و آخرت کی تباہی ہے۔

واضح رہے کہ وہابیوں و دیوبندیوں بلکہ تمام دشمنانِ غوث اعظم کا یہی حال ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ یہ بڑے مکار و تقیہ باز ہوتے ہیں۔ جب سنّیوں کی گرفت میں آنے لگتے ہیں تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم بھی حضور غوث پاک کو مانتے ہیں، ان کے نیاز مند ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں مگر پھر جب کبھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی آتا ہے تو اندر سے جل بھن جاتے ہیں اور عقدہ کشائی ہو جاتی ہے کہ ان کے کلیجے میں حضرت سیاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی خوف و ڈر رہے ہی نہیں۔ ان کے دل میں باک و ڈر کے بجائے بغض و عداوت اور حسد و کینہ بھرا ہے۔ حالانکہ جب حضور غوث اعظم سیاف (زیادہ تلوار چلانے والے) ہیں اور سلّاب الاحوال ہیں تو ان سے ظاہر و باطن ہر اعتبار سے باک رکھنا چاہئے تھا مگر بات دراصل یہی ہے کہ غوث اعظم کی تلوار سے قتل ہونا اور سلب احوال سے دوچار ہونا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ اور آج نہیں تو کل حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت میں انہیں آنا ہے۔

منکرینِ فضل غوث کا انجام

(۱۴) سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی بند بندِ بدن اے روبہَ دنیا تیرا

محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد کی سرزمین پر ہزاروں کے مجمع میں یہ اعلان کیا تھا "قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت محفل میں جتنے اولیاء کرام موجود تھے ان سبھوں نے تو اپنی گردنیں جھکا دی ہی اور یہ کہا ہی کہ بے شک آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہے مگر دوسرے مقامات پر بھی جو اولیاء کرام تھے انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اقرار کیا کہ بیشک آپ کا قدم ہماری گردنوں پر حتی کہ حضرت خواجۂ ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی کہا "بل علیٰ عینی

ورأسی'' (بلکہ میری آنکھوں اور سر پر بھی) لیکن شیخ صنعانی نے اپنی گردن نہیں جھکائی اور حضرت غوث اعظم کے قدم کے نیچے اپنی گردن رکھنے اور حضور کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ سخت ابتلاء میں پڑ گئے۔ اس واقعہ کو بعض بزرگوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔

''اصفہاں کے ایک ولی اللہ شیخ صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ دریائے علم وعرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات وخوارق ان سے بکثرت سرزد ہوئے تھے۔ غوث اعظم کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا، مگر آنجناب کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متأمل ہوئے، جس پر اسی وقت ان کی ولایت وبصیرت سلب ہوگئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر ان کے ایک ارادتمند کی عاجزی وخدمت گزاری کے باعث جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا''

اور بہجۃ الاسرار شریف میں ہے:

''شیخ ابوالکرم نے کہا کہ زمین میں کوئی ولی اللہ نہیں رہا جس نے حاضرین کی طرح سر نہ جھکایا ہو مگر اصفہان کے ایک شخص نے کہ اس نے سر نہیں جھکایا، تو اس کا حال بدل گیا'' [1]

پوری دنیا حضور غوث اعظم کے زیر نگیں ہے...... سارے اولیاء آپ کے غلام ہیں اور آپ سب کے شیخ وامام...... کسی کو آپ کی اطاعت سے فرار نہیں۔ اس اعتبار سے حضرت شیخ صنعانی قدس سرہ السامی بھی آپ کے غلام وسگِ در ہیں۔ انہیں بھی سگِ در ہونے کا ثبوت اپنے عمل سے دینا چاہیے تھا مگر حضور کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تو ان کا وہ انجام ہوا جسے ایک عالم نے دیکھا۔ لہٰذا دنیاداروں اور غوث اعظم کے فضل کے منکروں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ ان سب کے بدن کا بھی بند بند بکھر کر رہ جائے گا۔

---

[1] بہجۃ الاسرار شریف اردو ص ۳۳۔

اس مفہوم کو سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ یوں بیان فرماتے ہیں:

سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی بند بندِ بدن اے روبہٗ دنیا تیرا

اور اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اشارہ بقصہٗ صنعانی''

معانی: ''سگ'' کے معنی ہیں کتا...... ''در'' کے معنی دروازہ...... ''سگ در'' دروازہ پر رہنے والا کتا۔ یہاں مراد غلام ہے۔ ''قہر'' کے معنی ہیں، غضب، غلط نگاہ ''بکھرتا ہے'' یعنی ٹکڑا ٹکڑا ہوتا ہے۔ برباد ہوتا ہے۔ ''بند'' کے معنیٰ ہیں جوڑ۔ عضو ''بند بندِ بدن'' جسم کے جوڑ جوڑ...... ''روبہ'' کے معنی آتے ہیں لومڑی۔

تشریح: اب مذکورہ شعر کی تشریح یہ ہوئی کہ اے غوث اعظم کے بزدل دشمن جو دنیا کی لومڑی کی چال چلتا ہے سن لے! حضور غوث اعظم کی شان اتنی عظیم ہے کہ ان کے در کا کتا یا غلام قہر یعنی بری نگاہ سے حضور غوث اعظم کو دیکھے اور ان کی اطاعت قبول نہ کرے تو ان کی ناراضگی کی تلوار سے کٹ کر ٹکڑا ٹکڑا ہو جاتا ہے، اس کے بدن کے جوڑ جوڑ بکھر جاتے ہیں اور وہ برباد ہو جاتا ہے تو تو کس کھیت کی مولی ہے کہ فضلِ حضور کا منکر بنتا ہے۔ تیرا بھی یہی حال ہو جائے گا جیسے شیخ صنعانی کا حال ہوا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ لہٰذا تم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صولت وسطوت سے ڈر اور خوف کھا۔

مندرجہ بالا شعر کا ایک مطلب یہ ہے کہ غوث اعظم کی شان تو عظیم تر ہے اگر ان کے در کا کتا غضب کی نگاہ تیرے اوپر ڈال دے تو تیرے جسم کا بند بند بکھر جائے گا اے دنیا کا شاطر طالب۔ جیسا کہ معتمد کتابوں میں یہ واقعہ آیا کہ آپ کے دربار کے ایک کتا نے شیخ احمد جام کے شیر کو پھاڑ ڈالا (جیسا کہ تلخیص القلائد کے حوالے سے سیرۃ غوث اعظم کے صفحہ ۲۲۹ پر ہے)

(۱۵) غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

دلوں پر غوث اعظم کا قبضہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رب تبارک وتعالیٰ نے یہ شان بخشی ہے کہ انسان اور دیگر مخلوقات کے جسم و جان پر تو آپ کو قدرت واختیار حاصل ہے ہی ان کے خاطر (یعنی دل) پر بھی آپ کا قبضہ ہے۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا:

"إِنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِيَدِيْ إِنْ شِئْتُ صَرَّفْتُهَا عَنِّيْ وَ إِنْ شِئْتُ أَقْبَلْتُ بِهَا إِلَيَّ"

ترجمہ: لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

حضور کے اس فرمان عالیشان سے واضح ہے کہ ہم لوگوں کے دل حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے قبضہ وقدرت میں ہیں اور جب ہمارے دل ان کے قبضے میں ہیں تو ہم بندۂ مجبور وعاجز ہوئے لہٰذا اپنی تمام غرض وغایت اور ضروریات انہیں کو ہمیں سونپ دینا چاہیے تاکہ خاطر پہ قبضہ رکھنے والے آقا ہمارے لاینحل مسائل کو سکنڈوں میں حل فرمادیں، ہماری مشکلات کو آسان کردیں۔ اور دلوں کے خطرات کو بھی مٹا کر اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں لگادیں۔

اس مفہوم کو امام اہلسنت عظیم البرکۃ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یوں پرویا،

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور ایک سوال کے جواب میں اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا۔ راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا، سخت تعجب ہے۔ ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے، آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا۔ یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور

پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معاً لوگ تسلیم و مجرا کے لیے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا، یعنی دولتِ قرب تو نصیب تھی...... یہ خطرہ، میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا۔ اور ارشاد کیا اے عمر! تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی۔

"أَوَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِيَدِيْ إِنْ شِئْتُ صَرَفْتُهَا عَنِّيْ وَ إِنْ شِئْتُ أَقْبَلْتُ بِهَا إِلَيَّ" یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمنا بہٖ و جعلنا لہٗ و بہٖ و الیہ و لم یقطعنا بجاہہ لدیہ، آمین۔

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) انہیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

"ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است، اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود گردانم واگر خواہم روئے درخور کنم" (تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں)

یہی تو اس سگِ کوئے قادری (احمد رضا) غفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا۔ ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا[1]

محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاطر پہ قبضہ ہے اور سارے

---

[1] فقه شهنشاه وان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله۔

جن وانس کے دل کی کنجیاں آپ کو خدا نے دیدی ہیں اس سلسلہ میں بے شمار دلائل وواقعات اور شواہد مجدد اعظم قدس سرہ نے اپنی مایۂ ناز کتاب "فقہ شهنشاه وإن القلوب بيد المحبوب بعطاء الله" میں پیش فرمائے ہیں اوران سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے قدرت واختیار غوث اعظم پر جگہ بجگہ نوٹ بھی لگائے ہیں۔غوث اعظم کا ایک واقعہ مذکورہ کتاب میں نقل کر کے اس کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔

''دیکھئے! خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرمادیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لیے''۔

پھر ایک روایت لکھ کر فرماتے ہیں:

''اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنّی سے سینہ بھر دیں''۔

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمادیں''۔

(۱۶) بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

غوث اعظم کا سایہ مریدوں پر

بہجۃ الاسرار شریف حضور سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حالات زندگی اور آپ کے فرامین عالیہ پر مشتمل بہت ہی عظیم اور مستند کتاب ہے، اس میں مذکور ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مریدین کے لیے یہ خوشخبری دی ہے کہ

"إِنَّ يَدِىْ عَلٰى مُرِيْدِىْ كَالسَّمَاءِ عَلَى الْأَرْضِ"

یقیناً میرے مریدوں کے سروں پر میرا ہاتھ ایسے ہی سایہ فگن ہے جیسے آسمان شامیانے کی طرح زمین پر سایہ فگن ہے۔

زبدۃ الآثار میں ہے کہ حضور غوث اعظم نے فرمایا:

''میں نے مالک (داروغۂ جہنم) سے پوچھا کیا تمہارے پاس میرے اصحاب (مریدین و چاہنے والے) میں سے کوئی شخص ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدین پر ہے اور میں اپنے مریدین پہ اس طرح چھایا ہوں جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے۔ مجھے اپنے اللہ کے جلال اور عزت کی قسم ہے، میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہ اٹھے گا (نہ جاؤں گا) جب تک میں اپنے سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرلوں''۔[1]

اور قلائد الجواہر مترجم میں یوں ہے۔

آپ نے فرمایا ''میرا ہاتھ مریدین پر اس طرح سایہ فگن ہے جس طرح آسمان زمین پر سایہ کیے ہوئے ہیں الخ۔''[2]

اسی میں ہے:

''میں اپنے ہر مرید کا ضامن ہوں اور حسب احوال و مراتب ان کی نگہداشت بھی کرتا رہتا ہوں۔ اگر میرے کسی مرید سے کوئی شرمناک فعل مغرب میں سرزد ہو جائے (اور میں مشرق میں رہوں) تو میں مشرق میں اسکی پردہ پوشی کرتا رہتا ہوں''۔[3]

زبدۃ الآثار وغیرہ کی ان عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو شخص بھی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں داخل اور آپ کا مرید ہو گیا اس کے لیے بہجت (خوشی ورونق) ہے اور بلاشبہ بہجت وخوشی اور رونق وشادابی اسی شخص کے سر کو ہے۔ اس لیے کہ اس پر ہمیشہ کے لئے آسمان کی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ ہو گیا اور حضور اس پر ہمیشہ فلک وار سایہ فگن ہیں۔ اس تناظر میں مجدد اعظم قدس سرہ یوں رطب اللسان ہوئے۔

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

اور اس کے معنیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس شعر کے مصرع ثانی کے تحت حاشیہ

۱؎ زبدۃ الآثار مترجم ص ۱۱۰

۲؎ قلائد الجواہر ص ۵۲۔ اخبار الاخیار ص ۴۹۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۹۴۔

۳؎ قلائد الجواہر ص ۵۷

میں لکھتے ہیں:

"اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ قَالَ سَیِّدُنَا رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

ترجمہ: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"زمین پر سایہ کرنے والے فلک کی طرح میرا ہاتھ میرے مریدوں پر سایہ فگن ہے"

معانی: مذکورہ شعر میں "بہجت" کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں مسرت وخوشی اور رونق وشادابی "سر" کے معنی سر ہیں اور سردار بھی۔ "بہجۃ الاسرار" حضور غوث اعظم کی شان میں ایک عظیم کتاب کا نام ہے۔

تشریح: اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ دراصل بہجت وخوشی اور رونق وشادابی اسی سر (شخص) کو ہے جس کا تذکرہ بہجۃ الاسرار نامی کتاب میں ہے کہ اس سر (شخص) پر غوث اعظم کا سایہ فلک (آسمان) کی طرح ہے جو آپ سے مرید ہوا یہ اس طرح کہ حضور غوث اعظم نے بہجۃ الاسرار میں فرمایا ہے کہ میرا ہاتھ میرے مریدوں پر اسی طرح سایہ فگن ہے جس طرح زمین پر آسمان سایہ فگن ہے۔

اس شعر میں سر کے معنیٰ سردار کے بھی ہیں۔ اس صورت میں مذکورہ شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کوئی آپ سے مرید ہوا وہ درحقیقت سردار وتاجدار ہوگیا اور اس سردار کے لیے بہجت ورونق ہے کیونکہ اس پر فلک کی طرح حضور کا سایہ ہے۔ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیامت تک کے ہونے والے مریدین ومتوسلین اور محبین کو بشارت وتسلی دی ہے کہ دشمنوں کی شرارت، دنیا کے مصائب، آخرت کی پریشانی اور گرمیٔ محشر کے جانسوز لمحات سے نہ گھبرائیں، ہرگز بددل نہ ہوں۔ کیونکہ جب وہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین ومحبین میں ہوگئے ہیں اور حضور کا فرمان ہے کہ فلک کی طرح مریدوں پر میرا سایہ ہے (جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں ہے) تو ہمیشہ کرم مولا پر مطمئن اور

بہجت وخوشی کے ساتھ رہنا ہے۔ چنانچہ مذکورہ شعر سے پہلے مجدد اعظم نے ایک شعر مریدین کے سروں پر غوث اعظم کے پلّا (دامن مبارک) اور سایہ کرم ہونے کی بابت یوں کہا ہے:

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں داخل ہونے والے اور آپ کے چاہنے والے کے لیے بہجت وخوشی ہے اور آپ کے مریدین ومحبین دوسرے سلاسل کے مریدین ومحبین کے مقابلے میں بہت عمدہ وبارونق ہیں، اس کی تائید ذیل کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ شیخ علی اور دیگر مشائخ کرام ایک جگہ جلوہ افروز تھے، تب شیخ ابو حفص عمر آئے پھر ان سے شیخ علی نے کہا، ان سب لوگوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ:

''میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا قیامت قائم ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتیں میدانِ قیامت میں آرہی ہیں۔ بعض انبیاء کے پیچھے صرف دو آدمی اور بعض کے ہمراہ صرف ایک۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی امت اتنی کثیر ہے جیسے سیل رواں۔ ان میں مشائخ بھی ہیں۔ ہر شیخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں جن کی تعداد اور انوار اور رونقیں مختلف ہیں (کسی کی تعداد کم، کسی کی زیادہ ہے، کسی پر نور ورونق کم، کسی پر زیادہ، ان مشائخ کے مراتب کے لحاظ سے انہیں مریدین کی تعداد کم وبیش دی گئی پھر ان پر نور ورونق بھی مختلف۔ دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مشائخ میں سے آئے ہیں جن کے ساتھ بہت لوگ ہیں، دوسرے سے وہ زائد ہیں۔ میں نے اس کی بابت پوچھا تو کہا گیا کہ یہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ومریدین ہیں۔ تب میں آگے بڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار! میں نے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ بارونق (وبا فضیلت) نہ پایا اور نہ ان کے اتنے مریدین عمدہ ہیں جس قدر آپ کے

مریدین ہیں''۔[۱]

مخفی نہ رہے کہ کسی شیخ کے مرید اپنے شیخ کے توسط سے اس قدر نیک بخت وخوش نصیب نہیں جس قدر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید خوش بخت ہیں [۲] اور یہ کہ حضور غوث اعظم اپنے مریدین کے کفیل وضامن ہیں، خود آپ اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھیں گے جب تک اپنے تمام مریدین کو جنت میں داخل نہ کروالیں گے۔

اب یہاں ایک سوال یہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ کیا یہ فضائل صرف انہیں مریدوں کے لیے ہیں جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری حیات میں بلا واسطہ انہیں کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کران سے مرید ہوئے یا آپ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئے اور قیامت تک داخل ہوں گے وہ سب بھی ان بشارتوں اور خوبیوں کے مصداق ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فضائل وخوبیاں ان تمام خوش بختوں کو حاصل ہیں جو آپ کے سلسلہ میں بلا واسطہ یا بالواسطہ داخل ومرید ہوئے یا تاقیام قیامت ہوں گے۔

چنانچہ بہجۃ شریف میں ہے کہ شیخ ابوالسعود حریمی، شیخ ابوعبداللہ محمد اوانی اور شیخ عمر بزاز نے کہا کہ

''شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کے اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں کوئی شخص بغیر توبہ کے نہ مرے گا اوران کو یہ شان دی گئی ہے کہ ان کے مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے۔

اور فرمایا (حضور نے) کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا سات پشت تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں۔ [۳]

اسی بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن علی قرشی نے کہا کہ ''شیخ محی الدین عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک کاغذ (دفتر) دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے۔ اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لیے بخش دیا۔''[۴]

۱۔ بہجۃ الاسرار شریف ص ۲۹۸ ملخصاً۔ قلائد الجواہر ص ۱۴۱۔ ۱۴۲ ملخصاً۔
۲۔ یہ حضرت ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کما فی بهجة الاسرار ص ۲۹۳۔
۳۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۹۱ و ۲۹۲۔ ۴۔ حوالہ مذکورہ ص ۲۹۴۔

راقم السطور گدائے قادری کہتا ہے کہ حضور غوث اعظم کے مرید و خلیفہ کے مریدوں کے سات پشت تک کے لیے جو ضمانت طلبی کا بیان ہوا اور جنت میں دخول کا مژدۂ جانفزا دیا گیا، اس سے یہ سراغ ملتا ہے کہ کوئی اگر چہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید نہ ہوا اور نہ آپ کے مریدوں میں سے کسی سے مرید ہو (بالکل آپ کے سلسلہ میں داخل ہی نہ ہوا ہو) مگر وہ ایسا شخص ہے جس کے خاندان کا کوئی فرد حضور غوث اعظم کے مرید کا مرید ہے تو محض اسی نسبت سے اسے اور اس جیسے سات پشتوں کے افراد کو مذکورہ مژدۂ عالیہ کے پیش نظر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضمانت و کفالت حاصل ہے اور وہ جنت میں جائے گا اور اسے آخری دم تک گناہ سے توبہ کی توفیق ملے گی۔

اسی طرح اگر کوئی نہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوا نہ آپ کے کسی مرید سے (یعنی آپ کے سلسلہ میں بالکل داخل ہی نہ ہوا) مگر وہ آپ کا نام لیوا ہے، آپ سے حسن ظن و حسن عقیدت رکھتا ہے، یا غوث یا غوث کو اپنا وردِ دل و حرز جاں بنالیا ہے یا اپنے کو حضور کی طرف منسوب کر کے قادری لکھتا ہے یا اپنے کو حضور کے غلاموں میں شمار کرتا ہے۔ غرض کسی طرح حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت و تعلق رکھتا ہے وہ نسبتِ قادریت کی مذکورہ دولت لازوال سے بہرہ ور ضرور ہوگا۔ وہ اگر چہ چوزہ کی طرح قیمتی و اعلیٰ نہیں ہے مگر انڈا کی طرح ضرور ہے کہ وہ آپ کا ادنیٰ غلام ہے۔

قلائد الجواہر میں ہے:

"ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے نہ تو آپ سے بیعت کی اور نہ آپ سے خرقہ پہنا، لیکن آپ سے نسبت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"جس شخص کو مجھ سے نسبت حاصل ہے، اس کو کعبۃ اللہ سے بھی وابستگی حاصل ہو جائے گی۔ خواہ اس کے اعمال پسندیدہ ہوں یا وہ ناپسندیدہ راہوں پر گامزن ہو، پھر بھی میرے ہی صحبت یافتگان میں شمار ہوگا الخ"[1]

[1] قلائد الجواہر ص ۵۲۔

اسی میں ہے کہ آپ نے تمثیل کے طور پر فرمایا:

''ہمارے انڈے کی قیمت تو ایک ہزار مقرر ہے۔ لیکن چوزہ کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی'' ۱؎

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ عمران کمیماتی اور بزار نے کہا کہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ کوئی شخص آپ کا نام لیتا ہے لیکن نہ تو آپ کا اس نے ہاتھ پکڑا ہے اور نہ آپ کا خرقہ پہنا ہے تو کیا وہ آپ کا مرید کہلا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ،

جو شخص میری طرف منسوب ہو اور میرا نام لے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس پر مہربانی کرے گا اگرچہ وہ برے عمل پر ہے اور وہ منجملہ میرے مریدوں میں ہے۔ بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ ۲؎

اسی بہجۃ الاسرار میں ہے کہ شیخ ابوسعد قیلوی کہا کرتے تھے کہ

''شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم اعلیٰ سے اسی بات کو لے کر لوٹے تھے کہ جو آپ سے تعلق پیدا کرے گا وہ نجات پائے گا'' ۳؎

زبدۃ الآثار میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں:

''شیخ ابومحمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میری والدہ ماجدہ جب اندھیرے میں جایا کرتیں تو سامنے ایک چراغ جلتا نظر آتا۔ آپ اسی چراغ سے روشنی حاصل کرلیا کرتیں۔ ایک رات حضرت غوث اعظم نے اس چراغ کو نگاہ غضب سے دیکھا تو وہ گل (بجھ) ہوگیا۔ آپ نے میری والدہ کو بتایا کہ یہ روشنی شیطان کی روشنی تھی جو تمہاری خدمت کر رہا تھا، میں نے اسے بھگا دیا ہے اور اب تمہارے لیے نورِ خداوندی مہیا کر دیا گیا ہے۔ میرے ساتھ جس کسی کو ادنیٰ سی نسبت بھی ہے، میں اس کے لیے ایسا ہی کرتا ہوں۔

۱؎ حوالہ مذکورہ ص ۵۹۔ ۲؎ بہجۃ الاسرار ص ۲۹۵۔ ۳؎ حوالہ مذکورہ ص ۲۹۳۔

اور میری مہربانیاں ہر اس شخص کے ساتھ ہوتی ہیں جو کچھ نسبت رکھتے ہیں۔''[1]

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

ان واقعات وشواہد سے معلوم ہوا کہ دراصل بہجۃ ومسرت اور رونق وشادابی اسی سر کو ہے اور اسی مبارک سر والے افراد کو حاصل ہے جو آپ کے مریدین ومحبین اور آپ کے نام لیواؤں میں ہو گئے جن کے فضائل ومراتب بہجۃ الاسرار میں شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہیں

کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

غوث اعظم سربستہ راز ہیں

(۱۷) مما لاتعلمو ست عبد القادر مستور ستورِ ہُو ست عبد القادر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "خَلَقَ الْاِنْسَانَ" اِلیٰ قَوْلِہٖ " وَ الْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَ الْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (سورۃ النحل، رکوع: ۷)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کو تاکہ تم ان پر سوار ہو اور تمہارے لئے زینت ہو اور اللہ پیدا فرمائے گا ایسی مخلوق کو بھی جسکو تم نہیں جانتے۔

اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے بہت سے علوم غیبیہ ظاہر فرمادیئے اور یہ بھی کہ نزول قرآن کے وقت جتنی مخلوقیں تھیں ان کے علاوہ بھی آئندہ عجیب وغریب مخلوقات پیدا فرمائے گا جنہیں اے انسانو! تم نہیں جانتے ہو، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ واضح ارشاد ہے ''مالا تعلمون''، جنہیں تم نہیں جانتے۔ اس آیت کے نزول کے وقت سے اب تک اور صبح قیامت تک جتنی نئی نئی ایجادات ومخلوقات معرضِ وجود میں آئیں گی سب "مَالَا تَعْلَمُوْنَ" میں

[1] زبدۃ الآثار ص ۱۱۳ و ۱۱۴۔

داخل ہیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں عجائبِ مخلوقاتِ خدا میں ہیں جن کو سب نہیں جان سکتے اور جن کو پہلے بھی نہیں جانا جاتا تھا۔ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ راز و بھید سے ہیں جن کو چھپا کر رکھا گیا تھا اور جنہیں ۴۷۰ھ میں جلوہ افروز کیا گیا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں۔

''اے زمین والو! مشرق میں ہو یا مغرب میں، اور اے آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے، میں ان میں سے ہوں کہ جن کو تم نہیں جانتے''۔[1]

اور اخبار الاخیار میں ہے کہ حضرت نے فرمایا:

''میری تخلیق تمام امور سے بالا ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں۔ اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے "وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں ان میں سے ہوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''[2]

ان عبارات سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم ان عجیب و غریب میں سے ہیں جنہیں لوگ نہیں جانتے تھے، وہ پوشیدہ راز الٰہی تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا مگر انہیں مخلوقات کے نفع کے لیے اس فرش گیتی پر جلوہ افروز کیا گیا۔ نیز ان کی ذات عظیم کو آپ کے دور اور اس زمانے کے لوگ بھی کما حقہ نہیں جانتے ہیں۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے ایک بھید ہیں جن تک ہر ایک کی رسائی نہیں۔ وہ سرِ الٰہی ہیں۔

حضور غوث اعظم کے وجود مسعود کا راز الٰہی ہونا یقیناً آپ کے لیے شرف و بزرگی کی بات ہے اور یہ وہ شرف ہے جو آپ کو دیگر اولیاء پر ممتاز و فائق کرتا ہے۔ مجدد اعظم قدس سرہ اس مفہوم کو یوں اجاگر کرتے ہیں۔

مما لا تعلمو ست عبد القادر مستورِ ستورِ ہُو ست عبد القادر

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۵۸۔ [2] اخبار الاخیار ص ۴۲۔

میجو میگو پس آنچہ دانی کہ وراست از جستن وگفتن اوست عبد القادر

ترجمہ: جن چیزوں کو تم نہیں جانتے ہو ان میں سے سیدنا عبدالقادر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے چھپے راز و بھید سیدنا عبدالقادر ہیں۔ جستجو کرو اور کہو پس جو کچھ تم جان سکو گے، بولنے اور تلاش و جستجو کے سوا سیدنا عبدالقادر ہیں۔

اور "مما لا تعلمو" کے تحت حاشیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"سیدنا فرمود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال اللّٰہ تعالیٰ و یخلق ما لا تعلمون و انا مما لا تعلمون"۔

ترجمہ: ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے" اور اللہ ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے اور میں (عبدالقادر) انہیں میں سے ہوں، جنہیں تم نہیں جانتے۔"

مجدد اعظم کے شعر میں "مـمّـا لا تعلمو" "مما لا تعلمون" تھا۔ ضرورت کی بناء پر نون حذف ہو گیا۔ مستور کے معنی ہیں چھپا ہوا۔ "ستور" ستر کی جمع ہے۔ جس کے معنی پردہ و راز کے ہیں۔ "ھو" سے مراد ہے "اللہ تعالیٰ"۔

☆☆☆☆☆☆

محمد [illegible] صدیقی نوری مصباحی
خادم افتاء و حدیث مدرسہ فیض العلوم
جمشید پور (جھارکھنڈ)

۹۶ء

۹۲

یا اللہ کونین کے دولہا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وسیلے سے دین کے ان معاونین کو عفو وعافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے مالا مال فرما اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب محمد بشیر الدین صاحب۔

(۲) جناب محمد قمر الدین صاحب عرف لڈن بابو۔

(۳) محترمہ پروین بیگم صاحبہ دھتکیڈیہہ بی بلاک کوارٹر نمبر ۱۱۸/لائن نمبر ۱۰/جمشید پور (جھارکھنڈ)

ایصال ثواب: جناب حاجی محمد نجیب صاحب مرحوم وشہزادی خاتون مرحومہ۔

(۴) حضرت سید شاہ نور الحسن بخاری ومحترمہ سید صوفیہ بیگم صاحبہ ومولوی سیف الحسن صاحب فیضی۔ مقام کیسڑا، پوسٹ ملتی پور، بیر بھوم۔

ایصال ثواب: حضرت سید احمد پنجم بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

(۵) جناب مولوی محمد اشرف علی حافظی صاحب ومولوی ضیاء الرحمٰن فیضی مقام مرپا، پوسٹ کجو، ہزاری باغ۔

(٦) جناب لقمان صاحب عرف منگلو صاحب۔ دھتکیڈیہہ بی بلاک گودام ایریا، نز۔ مدرسہ فیض العلوم۔

ایصال ثواب: طوفانی قریشی مرحوم۔

اہل خیر حضرات

یا رحمٰن تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے مالا مال فرما اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب عبدالکریم صاحب و جناب عبدالغفور صاحب و جناب محمد سلیم صاحب و برادران آٹو مٹنیز، سناری، قبرستان اریا جمشید پور۔

ایصال ثواب: مرحومہ جناب منیر النساء۔

(۲) مولانا شمس الدین فیضی استاذ مدرسہ قادریہ نظام العلوم غوث نگر کپالی جمشید پور (جھارکھنڈ)

(۳) جناب شکیل احمد ولد مولوی احمد حسین صاحب چک قاضی نظام، مہوا (ویشالی)

(۴) جناب حافظ محمد اظہار احمد صاحب مقام کھتری مارا، پوسٹ ہوتہے، ضلع ہزاری باغ۔

ایصال ثواب: ہاشم علی مرحوم سکینہ خاتون مرحومہ۔

(۵) مکرمہ رابعہ خاتون و تبسم جہاں و جناب محمد ساجد حسین صاحب مبلغ دعوت اسلامی ۹۶ بی، سی لائن نمبر ۷ روڈ نمبر ۴ ربی بلاک دھتکیڈیہہ جمشید پور (جھارکھنڈ)

(۶) غوثیہ ہوٹل کھڈیا مارکیٹ ساکچی۔

ایصال ثواب: مرحوم محمد اسحٰق صاحب دادی مرحومہ

مخیّرین قوم

یاارحم الراحمین بڑے پیر حضرت دستگیر اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے طفیل ان معاونین کو عفوو عافیت ، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نوازاور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب عباس علی صدیقی صاحب ، جناب محمد جاوید صاحب و جناب محمد صلاح الدین صاحب بی ، ایچ ایریا کواٹر نمبر ۱۸ ر روڈ نمبر ۴ ر کدمہ ، جمشید پور۔

ایصال ثواب: جناب فیاض علی صاحب مرحوم۔

(۲) جناب حافظ محمد محبوب حسن صاحب ۔ خطیب و امام جامع مسجد مخدوم پور جمشید پور۔

ایصال ثواب: مرحومہ شبیرن بی بی ومحمد عظیم الدین مرحوم (والدین)

(۳) حافظ ثمیر الدین سرور فیضی ۔ خطیب و امام جامع مسجد ملت نگر کپالی جمشید پور۔

ایصال ثواب: رضیہ بیگم مرحومہ۔

(۴) جناب رضوان احمد صاحب ۔ کواٹر نمبر ۶۶ ر روڈ نمبر ار بی ، ایچ ایریا کدمہ جمشید پور۔

ایصال ثواب: جناب نور الاسلام صاحب مرحوم (والد)

(۵) جناب الحاج عبدالسمیع صاحب عزیزی (دستانہ والے) رانی کودر جمشید پور۔

(۶) مولانا شہاب الدین صاحب استاذ مدرسہ بابا دکھن شاہ لوھر دگا (جھارکھنڈ)

مخیرین قوم

یا ارحم الراحمین! سیدنا غوث اعظم وسیدنا امام حسین اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے طفیل ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نواز اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) پیر طریقت الحاج صوفی عبد الرشید صاحب قادری

خلیفۂ اوّل حضرت نظام الدین بدایونی سنجانی علیہ الرحمہ

ایصال ثوب: زیت النساء مرحومہ

(۲) مولانا صغیر صاحب فیضی، خطیب و امام صابری مسجد، بگان شاہی، جمشید پور

(۳) جناب الحاج محمد جعفر انصاری صاحب، باری نگر، ٹیلکو، جمشید پور

(۴) مولانا ہارون رشید صاحب فیضی، طیبہ مسجد، وارث کالونی، پرولیا روڈ، جمشید پور

(۵) جناب محمد قاسم صاحب و مولوی عتیق الرحمٰن صاحب فیضی، مقام چھپکی، لدھیا، ضلع مدھوبنی (بہار)

(۶) جناب محمد ابوالکلام قادری و مولوی محمد شاہد اختر فیضی مقام قاسمہ بچھی پور، ضلع گیا۔

ایصال ثواب: محمد اعجاز احمد مرحوم وسیف النساء مرحومہ۔

(۷) جناب حیثیت علی صاحب۔ سکونت:۔ جگسلائی، گوری شنکر روڈ۔

دوکان: ٹینک ایریا، سبزی منڈی سا کچی، جمشید پور۔

ایصال ثواب: حاجی ملک رسول مرحوم و ستارائی بی بی مرحومہ۔

اہل خیر حضرات

قبرستان جا کر گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھکر اسکا ثواب قبرستان والوں کو بخش دینے سے تمام مردوں کے برابر ثواب ملتا ہے (حدیث)

یا ارحم الراحمین! قل ھو اللہ شریف کے طفیل دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین عطا فرما اور ان تمام کو درجات عالیہ پر فائز فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب سید حاجی عظیم اللہ صاحب و جناب سیدہ وسیمہ خاتون صاحبہ عظیم منزل، مزار روڈ، کبیر نگر، کپالی، (جمشید پور) سرائے کیلا، (جھارکھنڈ)

ایصال ثواب:۔ سید محمد انوار الحق مرحوم و سید محمد حنیف مرحوم و نواب النساء۔

(۲) جناب حاجی عبد الحق صاحب رضوی و دیگر پسماندگان، کے، جی، این ہارڈویر، لوکہا، مدھوبنی (بہار)

ایصال ثواب:۔ حجن حلیمہ خاتون مرحومہ

والحاج مولانا محمد یونس رضوی مرحوم و حجن زاہدہ خاتون مرحومہ

(۳) یا اللہ! تو اپنے حبیب کے طفیل الحاج مولانا محمد یونس رضوی مرحوم و حجن زاہدہ خاتون مرحومہ اور حجن حلیمہ خاتون کی مغفرت فرما اور جنات عالیہ میں جگہ عطا فرما۔

الداعیہ:۔ انوار النساء بنت مولوی احمد حسین مقام و پوسٹ لوکہا بازار، ضلع مدھوبنی (بہار)

(۴) جناب پروفیسر نواب صاحب و جناب شاہد رضا صاحب (مبلغ دعوت اسلامی) دھتکیڈیہہ اے بلاک، جمشید پور۔

اہل خیر حضرات

حَسْبُنَا اللّٰہ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ساڑھے چار سو مرتبہ کسی نماز کے بعد روزانہ پڑھنا قضائے حاجت اور حل مشکلات کیلئے بہت مجرب ہے۔اول وآخر گیارہ مرتبہ درود غوثیہ

(۱) جناب الحاج محمد مستقیم صاحب (۲) جناب مختار عالم صاحب عرف چاند بابا صاحب، (۳) جناب غلام مصطفیٰ صاحب (۴) جناب رجب علی صاحب۔
دھتکی ڈیہہ، بی بلاک، مقیم الحال: بی، ایچ ایریا، کوارٹر ۷/ روڈ ۱/، جمشید پور

ایصال ثواب:- حضرت مولٰینا عبد الرشید صاحب مرحوم وجناب مرحومہ رسومن بی بی وجناب ضمیر الدین صاحب مرحوم ومرحومہ شبراتن بی بی ودیگر مرحومین

یا ارحم الراحمین! مذکورہ مرحومین کے درجات کو بلند فرما اور میرے والد مرحوم وکیل الدین صاحب قادری کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔

الداعی :- جناب شکیل احمد صاحب۔ نیر جنتا ٹینٹ ہاؤس ہل ویو ایریا، جکسلائی، جمشید پور۔

اے ہمارے رب! رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان معاونین کو عفو وعافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نواز اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔ نیز عراق کو فتح ونصرت عطا فرما اور امریکہ وبرطانیہ کو شکست فاش جلد از جلد دے۔

(۱) جناب مولانا حافظ افضل حسین صاحب حبیبی مصباحی۔ لوکہا، مدھوبنی

(۲) شاہد رضا عرف منّا، لوکہا

(۳) جناب علی امام وجناب محمد مسیحا صاحبان امام ٹیمبر، لوکہا، مدھوبنی

ایصال ثواب۔ مرحومہ جن حلیمہ خاتون زوجہ حاجی عبدالحق صاحب، لوکہا

(۴) جناب نور احمد صاحب، زکریا کالونی، سعد پورہ، مظفر پور

(۵) محترمہ ناظرہ خاتون صاحبہ، نزد سینٹر پبلک اسکول، زکریا کالونی، مظفر پور

(٦) جناب حافظ عابد حسین فیضی، مقام وپوسٹ لوکہا بازار، ضلع مدھوبنی

ایصال ثواب:۔ مرحومہ شمس النساء۔

(۷) جناب عبدالقدیر صاحب رضوی ومولانا محمد صابر علی فیضی برکاتی، لوکہا بازار

(۸) جناب حسن امام انصاری صاحب وجناب اسلم حسین صاحب، ۲۳۔ ڈی، جی، ایم، ایس فلیٹ، کدمہ، جمشید پور۔

ایصال - جناب جمعراتی مرحوم

مخیّرینِ قوم

یا اللہ یا رحمن یا رحیم! تو اپنی کتاب عظیم قرآن کے طفیل دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نواز اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب محمد شمیم خانصاحب ومحترمہ سالم النساء دھتکیڈیہہ بی بلاک لائن نمبر ۷ رکواٹر نمبر ۹۳ رجمشید پور

ایصال ثواب:۔ مرحوم فضل الرحمٰن صاحب

(۲) جناب نور جہاں خاتون قادری صاحبہ مقام و پوسٹ لوکہا، ضلع مدھوبنی (بہار)

ایصال ثواب۔ الحاج مولانا محمد یونس رضوی مرحوم

جن زاہدہ خاتون مرحومہ اور حلیمہ خاتون مرحومہ

(۳) جناب حامد رضا صاحب اور جناب ریحانہ خاتون صاحبہ آشیانہ ٹینٹ ہاؤس، لوکہا بازار، مدھوبنی

(۴) جناب محمد مقیم صاحب، آزادنگر روڈ نمبر ا رجمشید پور

(۵) محمد قمر الدین صاحب، آزادنگر روڈ نمبر ۵ رجمشید پور۔

(۶) جناب جمیل احمد صاحب، خواجہ غریب نواز کالونی، ذاکر نگر ۲، مانگو، جمشید پور۔

(۷) غلام احمد رضا، متعلم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور

ایصال ثواب۔ محمد صدیق انصاری مرحوم

منقبت

سارے ولیوں کے سردار غوث الوریٰ
ہم ہیں تیرے طلبگار غوث الوریٰ

ایک مدت سے خواہش ہے دل میں مری
تیرا ہوجائے دیدار غوث الوریٰ

کاش ہم بھی پہونچتے بھٹکتے ہوئے
تیری چوکھٹ پہ اک بار غوث الوریٰ

تیرے ہاتھوں میں ہے دستگیری بہت
تو ہے سب کا مدد گار غوث الوریٰ

چور کو بھی ولی کردیا غوث نے
اس ہنر کے ہیں فنکار غوث الوریٰ

ہے تمنا کہ روضہ دکھا دیجئے
ہم کو سپنے میں اک بار غوث الوریٰ

دشت وصحرا میں، دریا میں، ہر اک جگہ
ہیں ہمارے مدد گار غوث الوریٰ

ہیں مصیبت میں سرورؔ یہ کشتی مری
پار کردیں گے سرکار غوث الوریٰ

قاری محمد شمیرالدین سرورؔ صدر المدرسین، جامعۃ النساء تاج نگر، کپالی

مدرسہ فیض العلوم وقت کی اہم ضرورت

یہ ادارہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا عظیم مرکز ہے جو حضرت ڈاکٹر غلام زرقانی صاحب جانشین علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ۔ اور دیگر اراکین کی سرپرستی ونگرانی میں پروان چڑھ رہا ہے۔

جملہ برادران سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی مالی امداد فرما کر اسے فروغ بخشئے۔

عابد حسین مصباحی نوری قادری

پیغام مسرت

مؤلف کی ایک دوسری کتاب ''مفتیٔ اعظم کی استقامت وکرامت'' منظر عام پر آچکی ہے جو مفتیٔ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی حالات زندگی پر معرکۃ الآرا دستاویز ہے اور مقبول عوام وخواص ہو چکی ہے۔ علم دوست حضرات مکتبہ جام نور دہلی اور المجمع القادری مدرسہ فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور کے پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں۔

صوفی عبد الرشید قادری

بانی ومہتمم مدرسہ قادریہ نظام العلوم غوث نگر، کپالی، جمشید پور۔

اہل خیر حضرات

یا خدا ! تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نواز اور ان سب کو درجات عالیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) حاجی محمد نصیر صاحب۔ تاج ٹراویلس، شاستری نگر، بلاک نمبر ۳، پوسٹ کدما۔ جمشید پور۔ فون 226726

ایصال ثواب :۔ مرحوم حاجی محمد شفیع صاحب و مرحومہ کلثوم بی بی اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) جناب سید ظفر امام صاحب، مدرسہ کالونی، باری نگر، ٹیلکو، جمشید پور

ایصال ثواب:۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جناب سید عبد الحفیظ مرحوم

یا ارحم الراحمین! الحاج مولانا محمد یونس رضوی مرحوم اور جن زاہدہ خاتون مرحومہ کی مغفرت فرما اور جنات عالیہ میں جگہ عطا فرما۔

نور جہاں خاتون قادری و حامد رضا و ریحانہ خاتون

آشیانہ ٹینٹ ہاؤس۔ لوکہا بازار۔ مدھوبنی (بہار)

(۳) جناب محمد ہارون خاں نظامی صاحب

ساکن۔ ٹرواں، سیوان (بہار)

ایصال ثواب۔ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہل خیر حضرات

یا اللہ! تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے نواز اور ان سب کو درجات رفیعہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) محمد سالم صاحب، این ون ٹائپ ۲۸۳۔ روڈ ۷، پوسٹ کدما، جمشید پور۔ سنگھ بھوم

ایصال ثواب: ۔سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دادا مرحوم، ودادی مرحومہ

(۲) جناب کلیم اللہ صاحب عطاری رضوی۔ ایم، ٹو، پی، ایس، بی، کدما، جمشید پور۔

ایصال ثواب: ۔مرحوم جناب خیر اللہ صاحب۔

(۳) جناب حاجی عبدالحمید خان صاحب۔ ذاکر نگر، کالج روڈ، کپالی۔ جمشید پور، سرائے کیلا، (جھارکھنڈ)

ایصال ثواب: ۔مرحوم سید واحد حسین صاحب، مرحومہ سیدہ فاطمہ بی بی

(۴) جناب محمد وسیم خان صاحب گولموری فلیٹ B.2/2۔ جمشید پور۔

ایصال ثواب: ۔جناب مرحوم محمد شمیم خان۔

(۵) جناب محمد نوشاد احمد صاحب۔ سکریٹری مدینہ مسجد، آزاد نگر، جمشید پور۔

ایصال ثواب: ۔محمد لقمان و زینب خاتون مرحومین۔

اہل خیر حضرات

یا اللہ! سیدنا رسول اعظم وسیدنا غوث اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے دین کے ان معاونین کو عفو وعافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین سے مالا مال کر اور ان تمام کو درجات علیہ عطا فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب محمد شبیر رضوی صاحب کوارٹر ۲۔ پی، ایس، بی، ایم ٹو، کدمہ۔ جمشید پور

ایصال ثواب :۔ شیخ عقل مرحوم (دادا) بتولن بی بی (دادی) اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) جناب محمد خلیل احمد رضوی صاحب کوارٹر B21، آر، این، ون سانگہ روڈ گوشالہ۔ ساکچی۔ جمشید پور۔

ایصال ثواب :۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاو عنا و جناب مرحوم حسین علی

(۳) جناب محمد ضیاء الدین صاحب قادری و جناب سنجر حسین صاحب ٹوئلہ ڈونگری۔ بی بلاک، مکان نمبر ۴۳۹۔ گولموری، جمشید پور۔

ایصال ثواب:۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ودادا، ودادی مرحومین۔

(۴) جناب نجم الاسلام صاحب عرف لڈن بابا و محمد نواب صاحب۔ شاستری نگر۔ جمشید پور۔

ایصال ثواب:۔ مرحوم ضیاء الاسلام و مرحومہ امت النساء۔

۷۸۶

اہل خیر حضرات

قبرستان جا کر گیارہ مرتبہ قل ہواللہ شریف پڑھکر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دینے سے تمام مردوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔(حدیث)

یا ارحم الراحمین! قل ہواللہ شریف کے طفیل دین کے ان معاونین کو عفو و عافیت، رزق میں برکت اور سعادت دارین عطا فرما اور ان تمام کو درجات عالیہ پر فائز فرما جن کا ایصال ثواب مطلوب ہے۔

(۱) جناب سید حاجی عظیم اللہ صاحب و جناب سیدہ وسیمہ خاتون

صاحبہ عظیم منزل، مزار روڈ، کبیر نگر، کپالی (جمشید پور) سرائے کیلا (جھارکھنڈ)

ایصال ثواب :۔ سید محمد انوار الحق مرحوم و سید محمد حنیف مرحوم و نواب النساء۔

(۲) جناب حاجی عبدالحق صاحب رضوی و جناب حافظ افضل حسین

صاحب حبیبی و دیگر پسماندگان کے۔جی۔این ہارڈویر، لوکہا، مدھوبنی (بہار)

ایصال ثواب :۔ جن حلیمہ خاتون مرحومہ

یا اللہ! تو اپنے حبیب کے طفیل الحاج مولانا محمد یونس رضوی مرحوم و جن زاہدہ خاتون مرحومہ اور جن حلیمہ خاتون کی مغفرت فرما اور جنات عالیہ میں جگہ عطا فرما۔

انوار النساء بنت علیم النساء۔ مقام و پوسٹ لوکہا بازار ضلع موھوبنی (بہار)

تیرے گھر سے دنیا پلی غوث اعظم

کھلا میرے دل کی کلی غوثِ اعظم | مٹا قلب کی بے کلی غوث اعظم
میرے چاند میں صدقے آجا ادھر بھی | چمک اٹھے دل کی گلی غوث اعظم
ترے رب نے مالک کیا تیرے جد کو | تیرے گھر سے دنیا پلی غوث اعظم
وہ ہے کون ایسا نہیں جس نے پایا | ترے در پہ دنیا ڈھلی غوث اعظم
کہا جس نے یا غوث اغثنی تو دم میں | ہر آئی مصیبت ٹلی غوث اعظم
نہیں کوئی بھی ایسا فریادی آقا | خبر جس کی تم نے نہ لی غوث اعظم
مری روزی مجھ کو عطا کردے آقا | ترے در سے دنیا نے لی غوث اعظم
نہ مانگوں میں تم سے تو پھر کس سے مانگوں | کہیں اور بھی ہے چلی غوث اعظم
صدا گر یہاں میں نہ دوں تو کہاں دوں | کوئی اور بھی ہے گلی غوث اعظم
جو قسمت ہو میری بری اچھی کردے | جو عادت ہو بد کر بھلی غوث اعظم
ترا مرتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ ہو مولیٰ | تو ہے ابن مولیٰ علی غوث اعظم
قدم گردن اولیاء پر ہے تیرا | ہے تو رب کا ایسا ولی غوث اعظم
جو ڈوبی تھی کشتی وہ دم میں نکالی | تجھے ایسی قدرت ملی غوث اعظم
ہمارا بھی بیڑا لگا دو کنارے | تمہیں ناخدائی ملی غوث اعظم
تباہی سے ناؤ ہماری بچادو | ہوائے مخالف چلی غوث اعظم
تجھے تیرے جد سے انہیں تیرے رب سے | ہے علم خفی و جلی غوث اعظم
مرا حال تجھ پر ہے ظاہر کہ پتلی | تری لوح سے جا ملی غوث اعظم
خدا ہی کے جلوے نظر آئے جب بھی | تری چشم حق بیں کھلی غوث اعظم

فدا تم پہ ہو جائے نوری مضطر
یہ ہے اس کی خواہش دلی غوث اعظم

کتاب : مفتی اعظم کی استقامت وکرامت
مصنف : مفتی عابد حسین مصباحی جمشید پور
صفحات : ۲۷۰........قیمت: ۷۰روپے
ناشر : المجمع القادری جمشید پور، جھارکھنڈ
مبصر : ڈاکٹر یعقوب اختر فیضی رفیع گنج اورنگ آباد

زیر تبصرہ کتاب ''مفتی اعظم کی استقامت وکرامت'' جو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کی پھلواریوں سے گل ولالہ چن چن کر ایک گلدستہ کتابی شکل میں سجایا گیا ہے، جس کو دیکھ کر آنکھیں شاداب اور مشام جاں معطر ہو جاتا ہے۔ ''ہاتھ کنگن کو آرسی کیا'' کتاب کھولئے۔ ورق الٹئے، اور ایک سچے عاشق رسول کی نوری حیات میں کھو جایئے۔ نورانی، عرفانی، طرز زندگی کے اجالوں سے قلب وجگر۔ اور فکر ونظر کو منور ومجلی کیجئے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شخصیت فقط ایک شخصیت نہ تھی۔ ایک عہد کی پہچان۔ ایک تہذیب کا نشان۔ ایک تمدن کا گہوارہ۔ تعلیم وتذکیر اور ارشاد وتبلیغ کا محور۔ شعر وسخن کی انجمن۔ اسلام وسنت کا مہکتا ہوا گلشن۔

زیر تبصرہ کتاب اسی حقیقت کا صاف وشفاف آئینہ ہے۔ جس میں نقوش حیات کے ساتھ ساتھ احکام شرع کے تعلق سے حضور مفتی اعظم ہند کی استقامت وکرامت کے نمونے اور فیض وکرامت کے جلوہ ہائے رنگہا رنگ نظر آتے ہیں۔

اس کتاب میں جتنے بھی لعل وگہر پوشیدہ ہیں، اس کا اندازہ تو مطالعہ کے بعد ہی ممکن ہوگا، فی الحال اتنا جان لینا کافی ہے کہ سوانح مفتی اعظم ہند کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں بلاشبہ اس کا منفرد مقام ہے۔

کتاب میں ایک خصوصیت یہ بھی نمایاں ہے کہ جگہ جگہ موزوں۔ معنی خیز اور برمحل وبرجستہ اشعار استعمال کئے گئے ہیں، جو موضوع سے آہنگ اور مضمون کا ماحصل ہے۔ جس سے طبیعت میں نشاط اور ادبی ذوق کی تسکین ہوتی ہے۔ خوبصورت گیٹ اپ۔ عمدہ کتابت وطباعت۔ دیدہ زیب ٹائٹل اور نفیس کاغذ کا استعمال نے ظاہری تب وتاب کو دوبالا کردیا ہے۔ وہیں پروف ریڈنگ کی کچھ خامیاں رہ گئیں ہیں۔



Al Majmaul Quadri

Madarsa Faiz-ul-Uloom

Dhatkidih, Jamshedpur, (Jharkhand)

Price Rs. 100